R.L.NO 2662

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۶۶۲

آریہ پرتی ندھی سبھا کا ہفتہ وار ارگن۔ بیادگار شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر

تعلیم وید پاک کی پھیلاؤ ہر طرف

تقنیف کو سماج کی بچاؤ ہر طرف

ہفتہ وار آریہ مسافر لاہور کا شہید نمبر!

आर्य मुसाफिर लाहौर का शहीद नम्बर

قیمت سالانہ ۳ روپے

قیمت فی پرچہ ۲ر

اہل اسلام

بلا کسی جایز وجہ کے مجھ سے ناراض ہوتے ہیں۔ اور مجھے تکلیف دینا چاہتے ہیں۔ وہ بیوجہ مجھ سے کینہ رکھتے ہیں۔ اور محض بھول سے مجھے اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ میرے دل میں جسقدر پریم ان کے لئے ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔

(شہید اکبر)

جلد ۸

سوموار ۱۵ر مارچ ۱۹۳۷ء

مطابق ۳ر چیت سمبت ۱۹۹۳ بکرم

دیانند آبد ۱۱۲

نمبر ۱۱ - ۱۲

ایڈیٹر چرنجی لعل پریم

ہندوستان پریس پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور میں مہاشہ چرنجی لعل پریم پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپ کر دفتر آریہ مسافر دانتہ گورودت بھون سے شایع ہوا۔

شہید اکبر کے وطن سے خطاب

پیارے سید پور تیری خاک میں تھا کیا اثر
کیسی ادبھت تھی تیری آب و ہوا جادو بھری؟
ساری دنیا میں تجھی کو فخر یہ حاصل ہوا
تیرے ہی ساکن نے اپنا سر کٹایا دھرم پر
تیرے ہی ساکن نے رکھ لی لاج آریہ دھرم کی
تو نے ہی سر پہ ہمارے رکھ دی ہے اب شکھا
سوتے ہم بیٹھے ہوئے تیری بدولت رہ گئے
لیکھر جی کے فیض سے عالم نے دیکھا انقلاب
ہاں دکھایا تو نے ہی جو کہ مسلی ہو نکلے ہے
اہل قرآں کو جنیو تو نے ہی دلوا دیے۔
چھوڑ کر بیوی کو شوہر مت جل بیٹھے تھے جو
وہ بہ صبر انس سے رہنے لگے۔
معتقد مت دھرم کے تو نے ہزاروں کر دیے
شوک ہے پر یہ کہ پنڈت جی رہے زندہ نہیں
تو کہ ہے ان کا مشن اک طرح جاری ان دنوں
مشن اٹھنے پر نہیں ہے دشمن کا پکا ایک بھی
اے مقدس گاؤں ہم کو دے دے تو لیکھرام
جو کرے اہل عرب کے سامنے تقریر خوب
سیر کروائے انہیں اچھی طرح تاریخ کی۔
انکو دکھلائے فتوح المصر کے سب واقعات
پیش کر دے جو کہ تفسیر حسینی کا بیان۔

جس سے تو نے دھرم ویر ایسا دیا شیر ببر
جاں نثار دھرم کی جس سے ہوئی جلوہ گری۔
تیرا ہی باشندہ نذر خنجر قاتل ہوا
تیرے ہی ساکن نے اپنا خوں بہایا دھرم پر
ورنہ پاتی کب نشانی آج آریہ دھرم کی
مونڈے تھے استرے سے ورنہ لاکھوں جا بجا۔
خیر باد افراد کتنے دھرم کو تھے کہہ گئے۔
وید مت کے سامنے مذہب ہوئے سب لاجواب
وہ سمجھتے پیشتر اس کو تھے اک ناکارہ سے۔
صدیوں بچھڑے ہوئے کچھ بھائی اب ملوا دیے
ساتھ ماتا کا نہیں فرزند کچھ دیتے تھے جو
ایک کے صدمہ کو ملکر دوسرے سہنے لگے
سعی کی یہ لاکھوں گئوں کی حفاظت کے لیے۔
انکی گردن پر چلی یک لخت تیغ بغض و کیں۔
ہو رہی ہے دھرم کی خدمت گذاری ان دنوں۔
جو خبر لے کچھ تو فوراً جا کے ملک غیر کی۔
جو عرب میں جا کے کرے شدھی کا کچھ انتظام
کھینچے ان کے روبرو قرآن کی تصویر خوب۔
ان کو ہو معلوم سختی جسقدر ان پر ہوئی۔
اور فتوح الشام کے بتلائے سارے حادثات
جو سنا دے پڑھ کے ساری انبیا کی داستان۔

کھول کر رکھ دے جو نور الدین کی فصل الخطاب
ساکنان روم پر ظاہر کرے جور و جفا۔
جبر سے ان پر چڑھایا ہے مسلمانی کا رنگ
جو کرے ثابت کہ عیسائی ہزاروں شام کے
اہل فارس کو جتلائے کہ سختی کے سبب
فوج ایران نے ہرایا ہے عرب کو تین بار۔
کس طرح حملے مراکو مصر پہ ہوتے رہے
اور ہیرم کی جگہ ان کا کتب خانہ جلا۔
تھا بلوچستان پر کیسا غضب کیسا ستم
اور افغانوں پہ کیوں کر یورشیں ہوتی رہیں۔
اسقدر چھایا تھا خوف لشکر ماموں رشید
دیکھ کر اپنی تباہی کو مسلماں ہو گیا
کرشن کی اولاد جا کر سندھ ہو کتی رہنے لگی۔
ٹاڈ کہتا ہے کہ وہ ہندو سراسر تھے کبھی
پائے جاتے ہیں نشاں ان کے بکثرت آجکل
زور سے شمشیر کے اسلام کا تابع کیا۔
گردش ایام نے حالت پلٹ دی سربسر

جو گنائے ظلم ان پر بے شمار و بے حساب
کس قدر ان پر تشدد ہو چکا ہے بے خطا
جو ہویدا کر سکے اسلام کے بانی کا ڈھنگ
دین میں آئے ہیں ڈر سے تیغ خون آشام کے
مذہب اسلام میں داخل ہوئے ہیں آپ سے
اور چوتھی مرتبہ ایران نے مانی ہے ہار
کس طرح پر لاکھوں اپنی جان کو کھو بیٹھے
ایک کا مذہب تک الیہ کا نہیں باقی رہا۔
چشم تاریخ فرشتہ سے ہیں جاری اشک غم
کو لکھا اتہاس تھا جو جانتا اس کو نہیں۔
والیٔ کابل ہوا جب ہر طرف سے ناامید
اور سے کچھ اور اس کا دین و ایماں ہو گیا
اور جادو قوم تھی اپنے کو وہ کہنے لگی
تمام کوہستان سے ہیں مورتیں ان کی ملی۔
گو تغیر کر گئے ہیں سرو تھا ان کے محل
وید مت کے دائرے سے سب کو خارج کر دیا
ہو گیا آفاق نقشہ ہے اب نوع دگر

دھرم ویر اُپتن کر تو پھر بھی پاکیزہ مقام
جس سے ویدک دھرم کی دنیا میں ہو پھر دھوم دھام

"کاشی ناتھ فدا"

دیانند اپدیشک ودیالیہ کے سمبندھ میں!

مہاشہ کرشن جی اور سوامی ویدانند جی کی غلط بیانیوں پر پڑتال

(از پنڈت بھیم سین جی منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور)

۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء کو دیانند اپدیشک ودیالیہ وہیر میں مہاشہ چمن لعل ودیارتھی نے آتم ہتیا کی۔ میں نے فوراً اس سمبندھ میں اُچت کاروائی کرنی پرارمبھ کر دی۔ اُن دنوں آچاریہ رام دیو جی ڈیرہ دون میں بیمار پڑے تھے۔ ودیا سبھا کے اجلاس کے سلسلہ میں ادھشٹاتا اور آچاریہ اپدیشک ودیالیہ گورو کل کانگڑی لگے اور میری آ گیا سے انہوں نے اس گھٹنا کے سمبندھ میں سب کاغذات آچاریہ جی کو دکھائے۔ پردھان جی نے رائے صاحب امرت رائے جی (انبالہ) کو اُچت کاروائی کرنے کے لیے آگیا دیدی۔ ادھر تو یہ ہو رہا تھا ادھر مہاشہ کرشن جی نے اپنے "پرکاش" میں اس گھٹنا کے سمبندھ میں لیکھ چھاپ کر سبھا کے ورتمان ادھیکاریوں کو بدنام کرنیکا اوسر ڈھونڈ نکالا۔ یدی وہ چاہتے اور اُن کے دل میں ودیالیہ کے ہت کی اپیکشا سبھا کے ورتمان ادھیکاریوں کے پرتی غصہ کا بھاو پربل نہ ہوتا۔ تو وہ اخبار میں جانے سے پیشتر اپنے جیون بھر کے دوست آچاریہ رام دیو جی کو ذاتی پتر لکھ کر اس وشے میں اُچت کاروائی کرنے کی پریرنا کر سکتے تھے۔ پرنتو مہاشہ جی نے ایسا نہیں کیا۔ اور لیکھوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ آچاریہ رام دیو جی کے پتر لکھنے پر بھی کہ آپ اخباروں میں اس کی چرچا نہ کریں میں جانچ کا انتظام کر دونگا۔ مہاشہ جی نے لیکھوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ مہاشہ جی کو ودیالیہ کا ہت اس سمے دویش بھاو میں آ کر بھول گیا پرنتو دیانند اپدیشک ودیالیہ کے بھوت پورو آچاریہ سوامی سوتنترانند جی نے کسی بھی درشٹی سے ان کو ایسے لیکھ لکھنے سے کیوں نہیں باز رکھا۔ جبکہ انہیں معلوم تھا۔ کہ ایسے لیکھ پرکاش میں نکل رہے ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پرکاش کے پرچے انہیں نہ ملے ہوں ابھی کچھ دن ہوئے۔ سوامی جی سارودیشک سبھا کی طرف سے اپدیشک ودیالیہ کے سمبندھ میں لاہور آئے تھے۔ تب بھی انہوں نے پرکاش میں اس سمبندھ میں چھپے لیکھوں کو روکنے کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ اس بات کی ضرورت تب اور بھی زیادہ معلوم پڑتی ہے۔ جبکہ مہاشہ جی اور اُن کا اخبار (سوامی سوتنترانند جی کے) نام سے اپدیشک ودیالیہ کی گھٹنا کے سمبندھ میں کئی پرکار کی سمتیاں پرکٹ کر رہا ہے۔ یہی نہیں جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے سوامی سوتنترانند جی نے کسی بھی ویکتی کو دیانند اپدیشک ودیالیہ کے سمبندھ میں لیکھ لکھنے سے نہیں روکا۔ اُن کے سامنے دیئے گئے بیانوں سے ایک ادھیاپک کے بیان سے یہ بات اُن پر واضح ہو چکی تھی۔ کہ اگر پرکاش میں یہ لیکھ نہ لکھے جاتے تو بہتر تھا۔ میں اس بات پر زور اس لیئے دے رہا ہوں۔ کہ جو لوگ سبھا کے ادھیکاریوں پر یہ دوش لگاتے ہیں۔ کہ انہوں نے معاملہ کو ٹھیک طرح سمجھا یا نہیں انہیں یہ بات بھی سوچنی چاہیئے۔ کہ اس پرکار اخباروں میں لیکھ چھاپنے والے لوگوں کا اور ان کو منع کرنے کی سامرتھ رکھنے والے سجنوں کے سامرتھ رکھتے ہوئے بھی ان کو منع نہ کرنے والوں کی اسمیں کتنی ذمہ داری ہے

دیانند اپدیشک ودیالیہ کے سمبندھ میں مہاشہ کرشن جی سوامی ویدانند جی اور سوامی سوتنترانند جی نے پرکاش کے ۷ مارچ کے اخبار میں لیکھ لکھے ہیں۔ ان لیکھوں میں لکھے گئے ادھورے بیانوں کے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے میں ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ سبھا کے ورتمان ادھیکاری سنگٹھن رکھشا اور ڈسپلن برقرار رکھنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ سوامی ویدانند جی نے دیانند اپدیشک ودیالیہ کی جو سیوائیں کی ہیں۔ اُن کے لیئے اُنکا دھنیواد کرنا اوشیک ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں سنگٹھن اور ڈسپلن کو بالائے طاق رکھکر دیانند اپدیشک ودیالیہ اُن کو یا کسی اور ویکتی کو سونپ دیا جائے۔ اور وہ اپنے ذاتی خیالات اور آرزوؤں کو پورا کرنے کا اُسے سادھن بنائے۔ سوامی ویدانند جی کے سمبندھ میں دقت یہ ہے۔ کہ وہ اپنے مقابلہ میں لائق کسی کو نہیں سمجھتے۔ مجھے اپنا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ آریہ سماج کے ایک آدھ ودوان کو چھوڑ کر شاید ہی کوئی ودوان سنیاسی ہوگا۔ جس کی انہوں نے نندا نہ کی ہو۔ آج سوامی سوتنترانند جی (اپنے سابق مخالفوں میں سے اور بھی کئیوں کے) گن گان کر رہے ہیں۔ انکی امترآتما کو اور اُن کی باتیں یاد رکھنے والے سجنوں کو خوب پتہ ہے۔ کہ وہ اُن کے سمبندھ میں کیا کیا کہتے رہے ہیں اس لیئے اس سمبندھ میں زیادہ نہیں لکھنا چاہتا۔ کیونکہ میں خود اس معاملہ میں ذاتیات کی چرچا کرنا یا ان کو زیادہ اہمیت دینا سنگٹھن اور ستیہ کی درشٹی سے ٹھیک نہیں سمجھتا۔ مہاشہ کرشن جی کے سمبندھ میں بھی مجھے یہ کہنا ہے کہ آشچریہ ہے۔ کہ اتنے سال آریہ سماج جیسے جمہوریت کے اصول پر کام کرنے والے سنگٹھن کے انچارج رہنے پر بھی وہ اسکی سپرٹ کو اپنے اندر نہیں لا سکے اور سنگٹھن کے سہایک ادھیکاریوں سے مت بھید ہونے پر ادھیکاریوں تتھا سنگٹھن سے اسہیوگ اور ورودھ کرنے پر اتارو ہو گئے ہیں۔ دو سال ہوئے مہاشہ جی نے سبھا کے جنرل ادھیویشن میں اپنے آپکو "آریہ سماج کا لاڈ لا پتر" کہتے ہوئے نورتی مارگ میں پرویش کرنیکی سوچنا دی تھی۔ کیا مہاشہ جی آج شانت چت ہوں میں سوچ سکتے ہیں۔ کہ وہ نورتی مارگ کی طرف جا رہے ہیں یا کسی اور طرف؟ کیا مندرجہ بالا الفاظ وقتی جوش کا نتیجہ تھے؟ کیونکہ یہ اگر اُن کے حقیقی اور دلی بھاو ہوتے تو وہ آج آریہ سماج کے پرانے سیوک آچاریہ رام دیو جی کے سمبندھ میں ایسے بھاو پرگٹ نہ کرتے جو انہوں نے پرکاش مورخہ ۷ مارچ کے لیکھ میں پرگٹ کئے ہیں۔ مہاشہ جی نے اپنے اس لیکھ میں آچاریہ جی کے نادان دوستوں کی چرچا کی ہے۔ آریہ جنتا کی سوچنا کے لیئے بتا دینا اوشیک ہے۔ کہ سبھا کاریالیہ کی طرف سے اس قسم کی خبریں جن سے ان کے سوارتھ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو ان کے پاس قطعی نہیں بھیجی جاتی تھیں۔ پرنتو مہاشہ جی کے لیکھ اُن تک ہمارے نہ چاہنے پر بھی پہنچ جاتے رہے اب مہاشہ جی خود سوچ لیں۔ کہ نادان دوست سبھا کے کاریہ کرتا ہیں یا آچاریہ جی کے آریہ سماج کے کئی نامی سنیاسیوں کے ساتھی مہاشہ کرشن جی سویم ہیں۔ مہاشہ جی نے لکھا ہے کہ انہیں آچاریہ رام دیو جی کے سوائے کوئی نظر نہیں آتا۔ جو پردھان پد پر جان دیتا ہو مجھے تو یہ الفاظ مہاشہ کرشن جیسے اُپدیشک نیتا کے نہیں معلوم پڑتے بلکہ کسی حسد کی آگ میں جلنے والے کے ہردیہ کی جلن کے مظہر ہیں۔ جس سے پریرت ہو کر جنتا کو بھڑکانے کی کوشش سے بھی سنکوچ نہیں کیا گیا

شری سوامی سوتنترانند

شری سوامی سوتنترانند جی نے سبھا اپ پردھان کے نستیرن پر دیانند اپدیشک ودیالیہ کے معاملہ کو سلجھانے میں جو سہایتا دی ہے سبھا اس کے لیئے ان کا ہاردک دھنیواد کرتی ہے۔ پرکاش میں سوامی جی کے لیکھ چھپنے کے بعد پچھلے دنوں سوامی سوتنترانند جی سارودیشک پرتی ندھی سبھا کی طرف سے معاملہ کو سلجھانے میں سبھا کے ادھیکاریوں کو سہیوگ دینے کی غرض سے لاہور پدھارے اس سمبندھ میں ان کی اور میری جو بات چیت ہوئی اس کے سمبندھ میں پرکاش اور پرتاپ میں "سبھا منتری کی نہ" کے عنوان کے تحت ایک سماچار پرکاشت ہوا ہے۔ ہماری باہمی بات چیت کا پتہ سوائے ہم دونوں کے اور کسی کو نہ تھا۔ سارودیشک سبھا کے اُپ پردھان کی حیثیت سے انہوں نے میرے ساتھ جو بات چیت کی تھی اس سے یدی انہیں اسنتوش تھا۔ تو ان کو پورا ادھیکار تھا کہ اس کی چرچا شری نارائن سوامی جی سے کرتے۔ پرنتو اس کی چرچا اس ڈھنگ سے کرنا جس سے وہ خبریں پرکاش اور پرتاپ کے سمواد داتاؤں کو مل جائیں۔ اور وہ قبل سوامی جی اسے نامکمل صورت میں چھاپ کر جنتا میں رستے بات پھیلنے کا سادھن بنیں ٹھیک پرتیت نہیں ہوتا۔ میرے لیئے اس بھرم کو دور کرنیکا اب ایک ماتر اپائے رہ گیا ہے۔ کہ میں اس بات چیت کا سار شائع کر دوں۔ وہ حسب ذیل ہے۔ شری سوامی جی لاہور پہنچے۔ پراتہ کال کی سیر کے سمے انہوں نے مجھ سے اپدیشک ودیالیہ کے موجودہ حالات دریافت کیئے۔ میں نے اُن کے سامنے سب حالات رکھ دیئے۔ بات چیت کی چرچا میں میں نے اُن سے کہا۔ کہ سبھا پردھان کے لیکھ لکھنے کے بعد میں اُن کی صلاح لیئے بنا کوئی نیا قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ اس لیئے بات ادھوری رہی۔ اور گورودت بھون میں شام کے پانچ بجے مزید بات چیت کرنے کے سمے نیت ہوا۔ مقررہ وقت پر وہ بات چیت ہوئی۔ میں نے سوامی جی سے کہا کہ آپ جو فائل یا کاغذ دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔ دیانند اپدیشک ودیالیہ میں جاکر جو حالات معلوم کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ آپ جو تجویز بتائینگے۔ وہ میں سبھا پردھان کے پاس ڈیرہ دون بھیج دونگا۔ اور انہیں دہلی کے پتہ پر پتر لکھنے کو کہدونگا۔ کیونکہ میں گورو کل اندرپرستھ کے اتسو پر جا رہا

کہا۔ وہاں اُن کا اُتر آجائیگا۔ آپ بھی وہاں موجود ہونگے۔ پھر نِرنیہ وچار ہو جائیگا پرنتو سوامی جی نے یہ کہا۔ کہ اُن کا وہاں جانا ابھی نشچت نہیں ہے۔ میں نے اس بات چیت کے سلسلہ میں اُن سے یہ بھی کہا۔ کہ شری نارائن جی سوامی جی نے محض پرکاش میں سوامی ویدانند جی کے لیکھ پڑھکر آپ کو بھیج دیا ہے۔ بہتر ہوتا کہ وہ آپ کو کشٹ دینے سے پہلے سبھا کے ادھیکاریوں کا پکش بھی سُن لیتے۔ اس سے میں نے ان کو سوامی ویدانند جی کی طرف سے ودیارتھیوں کے نام پر آریہ سماجوں کو بھیجی گئی چٹھی دکھلائی۔ سوامی جی نے میرے سامنے دو تجویزیں رکھیں ایک تو یہ کہ پریکشائیں ۸ مارچ کی بجائے ۸ اپریل پر ملتوی کر دی جائیں۔ اور سب ودیارتھیوں کو اکٹھا ایک جگہ ہی رکھا جائے میں نے عرض کی کہ ودیالیہ کے درمیان امتحانات واتاورن میں ان سے کوئی وشیش لابھ نہ ہوگا۔ اس پر سوامی جی نے کہا۔ کہ آپ میرا یوگ نہیں چاہتے۔ میں نے کہا کہ میں ایسا تو نہیں کہتا۔ ہاں آپ کہ سکتے ہیں۔ میں نے ساری ستھتی آپ کے روبرو رکھ دی ہے۔ اس کے بعد میں گورو کل اندر پرستھ کے جلسہ پر چلا گیا۔ شری نارائن سوامی جی کے درشن ہوئے۔ انہوں نے حالات دریافت کیئے۔ اُتسو کے اگلے دن میں خود اُن کے ستھان پر حاضر ہوا۔ بات چیت ہوتی رہی۔ میں نے اُن سے کہا۔ اگر آپ نے اور کوئی بات دریافت کرنی ہو تو کر لیں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کے پاس اس معاملہ کا تمام فائل بھیج دیا جائے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں اسکی ضرورت نہیں میں نے آریہ مسافر میں آپ کا اور آچاریہ رام دیو جی کا وکتویہ پڑھ لیا ہے۔ اگر میں نے یہ لیکھ پہلے پڑھ لیئے ہوتے تو میں شری سوامی سوتنترانند جی کو لاہور نہ بھیجتا۔ میں نے انہیں صرف پرکاش میں شائع شدہ مضامین کے آدھار پر بھیجا تھا۔ اب میں نے آپ کا لیکھ پڑھ لیا ہے اسلیئے مجھے کچھ نہیں کہنا ہے۔

جنتا کو سوئم سوچ لینا چاہیئے کہ اسے "سبھا منتری کی نہ" کہنا کہاں تک اُچت ہے سوامی سوتنترانند جی نے اپنے لیکھ میں کچھ ایک باتیں بھی لکھی ہیں۔ جنکے متعلق زیادہ نہ لکھ کر صرف متعلقہ مہانو بھاؤں کے لیکھ ہی چھاپ دینا کافی ہے۔

پنڈت پریہ ورت جی کا بیان

"پرکاش کے ۷ مارچ کے انک میں شری سوامی سوتنترانند جی مہاراج کا ایک لیکھ نکلا ہے۔ جسمیں کچھ پنکتیاں انہوں نے میرے سمبندھ میں بھی لکھی ہیں۔ انکی وہ سطریں بالجبرم اتیادک ہیں۔ انہوں نے ادھوری بات لکھی ہے۔ میں نے اُن کو یہ کبھی نہیں کہا۔ کہ آپ جو نرنیہ خود طور پر بھی کرینگے اُسے میں مان لونگا۔ سبھا کا کرمچاری ہونیکی حیثیت میں سوتنتر طور پر ایسا وچن دے ہی نہیں سکتا تھا۔ سوامی جی سے میری جو بات ہوئی تھی۔ وہ اس پرکار ہے۔ سوامی جی اور پنڈت گیا کھنڈ جی ودیالیہ کی یگیہ شالا کے پاس کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں کچھ دور پر کھڑا سماچار پتر پڑھ رہا تھا۔ مجھے اسی بیچ میں پنڈت گیا کھنڈ جی نے آواز دیکر کہا کہ ادھر آئیے۔ سوامی جی آپ کو بلاتے ہیں۔ میں ان دونوں کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کہیئے کیا بات چیت ہے۔ اس پر پنڈت گیا کھنڈ جی نے کہا۔ کہ سوامی جی کہتے ہیں۔ کہ آپ سوامی جی کو لکھ کر دیدیں کہ آپ جو نرنیہ کرینگے اُسے میں مانونگا۔ اس پر میں نے سوامی جی کو کہا۔ کہ سوامی جی میں آپ کو کچھ لکھ کر نہیں دے سکتا۔ آپ سبھا منتری اور سبھا پردھان سے اس سمبندھ میں بات کر لیں۔ مجھے پردھان جی اور منتری جی جو کہینگے میں وہ کرنیکو اُدیت ہوں۔ یدی سبھا آپ کو انتم نرنیہ کا ادھیکار دیدے تو میں آپکا کوئی بھی نرنیہ ماننے کو تیار ہوں۔ اسی سلسلے میں پنڈت گیا کھنڈ جی نے ہنستے ہنستے سوامی جی سے کہا۔ کہ یدی سبھا آپ کو انتم نرنیہ کا ادھیکار دیدے تو پنڈت پریہ ورت جی تو آپ کے ہاتھوں بیت کی سزا بھی لینے کو تیار ہیں یہ ہے جسطرح میری سوامی جی سے بات چیت ہوئی تھی۔ اس سے بھن میں نے سوامی جی کو کچھ نہیں کہا۔"

آپکا آگیا کاری

پریہ ورت ویدواچسپتی

پنڈت گیا کھنڈ جی کا بیان

"سوامی سوتنترانند جی مہاراج نے ۷ مارچ کے پرکاش میں اپنے لیکھ میں میرے سمبندھ میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بھرم پیدا کرنیوالا ہے۔ اسلیئے واستو میں جو بات سوامی جی اور میرے درمیان ۱۸ فروری کو ودیالیہ کے صحن میں ہوئی تھی۔ اُسے ستیہ کے پرکاش کیلئے نیچے انکت کرتا ہوں۔

شری سوامی جی نے مجھے بلایا اور کہا آپ کے اور میرے تعلقات پرانے ہیں۔ مٹی نے مجھے آگیا کرلیا ہے۔ سوامی جی نے کہا بتائیے ودیالیہ کی اس الجھن کے سمبندھ میں کیا کیا جائے میں نے جواب دیا۔ جیسا آپ اُچت سمجھیں کرنیکی کرپا کریں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ بھوک ہڑتال سماپت کرانے کی کرپا کریں تب سوامی جی نے کہا۔ کیا جو کچھ میں کرونگا آپ کو سویکار ہوگا۔ میں نے کہا۔ کیوں نہیں میں سوئم ہی تو آپ سے بھوک ہڑتال بند کرانے کے لیئے پرارتھنا کر رہا ہوں۔ تب سوامی جی نے فرمایا۔ کہ آپ یہ بات لکھدیں میں نے پوچھا کس لیئے۔ سوامی جی نے فرمایا بات کچھ نہیں ہے۔ میں اسے ۹۹ فیصدی استعمال (نہیں) کرونگا۔ شاید ایک فیصدی ضرورت پڑنے پر استعمال کروں۔ میں نے کہا جس چیز کی ۹۹ فیصدی ضرورت نہیں۔ پھر ایک فی صدی کی بھی ضرورت نہیں۔ اس کے بغیر کام چل جائیگا اس پر سوامی جی نے فرمایا کہ آپ ودیالیہ کے ادھشٹاتا ہیں اسلیئے آپ کے اس لیکھ کی وششٹتا ہے۔ میں نے کہا ویکتی روپ میں تو میں لکھنے کے معاملہ پر وچار کر سکتا ہوں۔ پرنتو بحیثیت ادھشٹاتا ودیالیہ میں کوئی بات سبھا کے ادھیکاریوں کی آگیا کے بنا لکھ کر دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر آپ مجھ سے یہ بات لکھوانا چاہیں تو سبھا کے ادھیکاریوں سے اس سمبندھ میں بات کرنے کی کرپا کریں۔ میں نے اس بات چیت میں پارٹی کا شبد بھی استعمال نہیں کیا تھا۔ نامعلوم سوامی جی کے خیال میں یہ شبد کیسے آگیا۔"

مہاشہ کرشن جی، شری سوامی ویدانند جی اور ایڈیٹر لیفارمر نے اپنے لیکھوں میں ایک جیسے ہی الزامات لگائے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سب لیکھ باہمی مشورہ سے لکھے گئے ہیں۔ اسلیئے انکا اُتر ایک ہی جگہ دیا جاتا ہے۔

کسی غلط بات کو ستیہ ثابت کرنیکے لیئے اُسے باربار دہرانا ہی اُسنے ماتر ایک ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ لیکن سچائی کو کون چھپا سکتا ہے۔ اب الزامات سُنیئے:۔

۱۔ یہ لکھا گیا ہے۔ کہ ودیالیہ اب بھی بند ہے ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے ۸ مارچ سے ودیالیہ میں امتحانات ہو رہے ہیں ودیالیہ کے ادھیاپک کاریہ کر رہے ہیں۔ ودیارتھیوں کو الگ الگ اسلیئے رکھا گیا ہے۔ کہ وہ شانتی سے پڑھ سکیں اور اُنمیں ومنسیہ پیدا نہ ہو۔ ہاں سوامی ویدانند جی ودیالیہ میں بیٹھے ہوئے سبھا کے نیترن کا کھنڈن کر رہے ہیں۔ اور اپنے عمل سے ودیارتھیوں کے سامنے نامناسب مثال پیش کر رہے ہیں۔

۲۔ باربار کہا جارہا ہے۔ کہ ودیالیہ کا لنگر بند کر دیا گیا تھا اس سمبندھ میں پنڈت الینو رچند جی درشن ادھیاپک ایدکشک ودیالیہ کا پتر ہی کافی ہے۔

"بھوجن آدی کے سمبندھ میں ودیارتھیوں کو کچھ نہیں کہا گیا۔ بھوجن کے لیئے میں نے ودیارتھیوں کو منع نہیں کیا۔ مجھے پنڈت گیا کھنڈ جی نے بھی بھنڈار کھلا رکھنے کے لیئے کہا تھا۔"

ناظرین اس سے خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس الزام میں کہاں تک صداقت ہے۔

۳۔ سوامی ویدانند جی نے لکھا ہے۔ کہ تب منتری جی لالہ امرت رائے جی مکھیہ پردھان کو لیکر میرے پاس آئے۔ سبھا کے اُپ پردھان جی نے ہمارے جلاوطنی کے حکم منتری جی کی غلطی کا ازالہ کیا۔ اور لڑکوں کو خارج کرنیکا فضول حکم واپس لے لیا۔" یہ بات سروتھا غلط ہے۔ میں رائے صاحب جی کو ساتھ لیکر سوامی ویدانند جی کے پاس نہیں گیا۔ نیترن کا کھنڈن کرنے والے ویکتی کو میں سنگٹھن کے لیئے ہانی کارک سمجھتا ہوں۔ رائے صاحب امرت رائے جی نے لالہ چرنجیت لعل جی بان پرستھی کے کہنے پر سوامی ویدانند جی کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔ تاکہ اُنکے خیالات معلوم کر سکیں۔ ساری ستھتی کو سن کر انہوں نے یہ کہا۔ کہ اگر ودیارتھی اپنی دھمکی آمیز چٹھی واپس لے لیں تو انہیں امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ اس پر ودیارتھیوں نے غیر مشروط طور پر اپنی چٹھی واپس لے لی۔ سابقہ حکم منسوخ سمجھا گیا۔

۴۔ مہاشہ کرشن جی نے لکھا ہے۔ کہ ینپال جی نے اپنے اوپر لگائے گئے الزام سے انکار کر دیا ہے اس سے ثابت ہے کہ دوسروں پر لگائے گئے الزام درست ہیں۔ ناظرین مسافر کو معلوم ہوگا۔ کہ پچھلے پرچہ میں پنڈت بدھ دیو جی اپنے پر لگائے گئے الزام کی تردید کر چکے ہیں۔ اور پنڈت پریہ ورت جی کو سبھا خود نردوشی قرار دے چکی ہے۔

۵۔ سوامی ویدانند جی نے لکھا ہے کہ پرکاش وبھاگ نے جانچ میں کی گئی سفارشیں کیوں شائع نہیں کیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ودیارتھیوں کو یہ سفارشیں سنادی گئی تھیں پرکاش وبھاگ کی طرف سے اس سمبندھ میں جو کچھ چھپا ہے۔ اسمیں سفارشوں کے سدھانت کو سویکار کرنے کی بات صاف طور پر قبول کی گئی تھی۔ ان کو دو بارک روپ دینے والی کمیٹی کے سدسیوں کے نام بھی شائع کر دیئے گئے تھے۔ سفارشیں نہ چھاپنے کا یہ کارن نہ تھا۔ کہ ادھیکاری جنتا سے کوئی بات چھپانا چاہتے ہیں۔ صرف اختصار کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ جنتا کو معلوم ہے کہ سبھا پردھان کی طرف سے اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ جو بھی ذمہ دار آریہ بھائی اس معاملہ کی فائیل دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے۔ اس صورت میں کسی بات کو چھپانے کا دوش لگانا کہاں تک ٹھیک ہے۔

آدرش اپدیشک شری پنڈت لیکھرام

(از شری پنڈت وشنو ناتھ جی پروہت آریہ سماج لائلپور)

دھرم ویر شریمان پنڈت لیکھرام جی کتنے مہتو کے پرش تھے۔ یہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ اُن کی عزت ہر ایک عالم و فاضل کے دل میں اور ان کا ذکر آریہ سماج کے بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔ میرے جیسے اپدیشکوں کو اس بات کا فخر ہے کہ شریمان پنڈت جی ایک اپدیشک تھے۔ اور ہماری طرح ہی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن آپ ایک آدرش اپدیشک تھے۔ اس لئے ہم لوگ ان کے جیون سے بہت سی شکشا پراپت کر سکتے ہیں۔

پہلی شکشا:۔ آپ پہلی عمر میں صرف اردو فارسی کی تعلیم حاصل کر سکے تھے۔ لیکن اپدیشک بننے کے بعد آپ نے محسوس کیا کہ ایک اپدیشک کے لئے نہ صرف تمام مذہبی واقفیت ضروری ہے۔ بلکہ تمام علوم کا بنیادی صحیح علم حاصل کرنا بھی لابدی ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے نہ تو ویدک سدھانتوں کو پوری طرح سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی شنکاؤں کا سمادھان کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مت متانتروں کے غلط اصولوں کا کھنڈن کر کے ان کی جگہ ویدک دھرم کے مہتیہ سدھانتوں کی ستھاپنا بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے آپ نے عربی اور سنسکرت ودیا کی قابلیت حاصل کی اور تمام مغربی علوم کی بھی لیاقت پیدا کر لی۔ انگریزی زبان کی تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ لیکن بہترین کتب کو آپ نے انگریزی زبان کے عالموں سے سن کر نوٹ کر لیا۔ مرزا غلام احمد صاحب کی کتب کے کھنڈن میں جو پستکیں آپ نے لکھی ہیں۔ ان سے آپ کی عربی فارسی کی لیاقت اور مذہبی اصولوں کی بے پایاں واقفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ویدک سدھانتوں پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے۔ ویدوں اور شاستروں کے انیک پرمانوں کو پیش کر کے اپنی سنسکرت ودیا اور شاستر گیان کا پریچے دیا ہے۔ کتاب تاریخ دنیا میں آپ نے مغربی سائنس اور تاریخ کا اس قدر مسالہ بہم پہنچایا ہے۔ کہ دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ کہ انگریزی زبان نہ جانتے ہوئے آپ نے اس قدر لیاقت کہاں سے حاصل کی۔ ہمارے بعض اپدیشک بھائی اس طرف دھیان نہیں دیتے۔ اور سائنس وغیرہ کا جاننا ضروری نہیں سمجھتے۔ اور اپنے دیاکھیانوں میں یہ کہہ کر کہ دیپک کالے اندھیرے کو کھا لیتا ہے۔ اسی لئے سیاہی اگلتا ہے۔ ودوانوں سے اپنی ہنسی کراتے ہیں۔ ایک مہانو بھاؤ ہوا میں وزن ہی نہیں مانتے تھے۔ دوسرے پنڈت یہ بھی نہ جانتے تھے کہ چاند زمین سے کتنی دور ہے۔ اور سورج کتنی دور۔ شریمان پنڈت جی کے جیون سے شکشا لیتے ہوئے ہمیں سنسکرت ودیا کے علاوہ پدارتھ ودیا کا گیان حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

دوسری شکشا:۔ پنڈت لیکھرام جی کا آچار بہت اونچے درجے کا تھا۔ اپدیشک کے پربھاؤ کے لئے جیون کا پوتر ہونا نہایت ضروری ہے۔ کسی اپدیشک کی دھرم وشیک سادھارن کرتی بھی بڑا پربھاؤ ڈالتی ہے اس کے خلاف معمولی دوش بھی بانس پر چڑھا لیا جاتا ہے۔ اس بات کا دھیان رکھنا نہایت ضروری ہے۔

تیسری شکشا:۔ شریمان پنڈت لیکھرام جی اگرچہ سبھا کے تنخواہ دار اپدیشک تھے لیکن وہ تنخواہ کے واسطے پرچار نہیں کرتے تھے۔ پرچار کرنا ان کے جیون کا لکشیہ اُدیشیہ تھا۔ تنخواہ اس لئے لیتے تھے۔ کہ اُن کے پریوار کے گذارہ کا اور کوئی پربندھ نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ سبھا بھی ان کو ملازم نہیں بلکہ سبھا کا ایک وشیش پرزہ سمجھتی تھی۔ اور آریہ بھائی ان کو اپنا لیڈر مانتے تھے۔ اور ان کے لئے اپنا سروسو نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ دیگر کام تو تنخواہ کے مقصد سے ہو سکتے ہیں۔ پرنتو پرچار کارِیہ کے لئے سچی لگن کی ضرورت ہے۔ ایک بار ایک اپدیشک سے کسی آریہ نے دن میں دو بار لیکچر دینے کے لئے کہا۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں ہر روز ایک لیکچر دینے کی تنخواہ حاصل کرتا ہوں۔ ایسے لوگ پرچار کا ٹھوس کام نہیں کر سکتے۔ بلکہ تنخواہ پر اپنا ضمیر بیچنے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ اور دیکھا گیا کہ جب دروھیوں نے زیادہ تنخواہ دے دی تو یہی لوگ آریہ سماج کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔

چوتھی شکشا:۔ دھرم پرچار میں پنڈت لیکھرام جی کبھی کبھے بھیت نہیں ہوتے تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے بے دھڑک اُن کے گھر قادیاں جا پہنچے۔ مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے مجمع میں جانے سے کبھی نہ جھجکتے تھے۔ اور ان کے ساتھ شاستراتھ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ پادری اور ملاں ان کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ بزدل کو ہر کوئی ڈرانے لگتا ہے۔ اور بے دھڑک کا سایہ سکہ بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم دوسروں سے خواہ مخواہ الجھتے رہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر آریہ اپدیشک کو کوئی شاستراتھ وغیرہ کے لئے للکارے تو اسے پھر پیچھے کبھی نہ ہٹنا چاہیئے۔

پانچویں شکشا:۔ سبھیتا یا تہذیب آریہ اپدیشک کا ایک بھوشن ہے۔ دھرم ویر اس زیور سے مرصع تھے۔ وہ بے خوف بھی اسی واسطے تھے۔ شاستراتھوں میں وہ پایہ تہذیب سے کبھی نہ گرتے اور بدتہذیبوں کو بھی تہذیب سکھاتے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں سینکڑوں شاستراتھ کئے لیکن کبھی فسادتک نوبت نہیں پہنچی۔ اگرچہ ویدک دھرم کے مخالف اپنے پکش کو نربل جان کر اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتے ہیں۔ اور تہذیب سے بہت دور چلے جاتے ہیں۔ لیکن آریہ اپدیشک کی شان اس طرح قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے کسی حالت میں بھی ہمیں تہذیب کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

چھٹی شکشا:۔ مدھر بھاشن تو اپدیشک کا اپنا سوروپ ہے۔
सत्यं ब्रूयात प्रियं ब्रूयात। ستیہ بولے اور پریہ بولے
جی بیٹھا بولے۔ اس بات کی شکشا تو اپدیشک کو اپنی اپدیش شیلی سے ہی دینی چاہیئے۔ دھرم ویر کی تحریر و تقریر میں یہ گن خاص طور پر پایا جاتا تھا۔ آپ سے بڑھ کر اویدک متوں کا کھنڈن کس نے کرنا ہے۔ لیکن کیا مجال کہ کہیں اوچھا پن آ جاوے۔ آپ کی پستکوں کے خلاف جب مقدمہ چلایا گیا۔ تو آپ کے ایک فقرے کی پڑتال ہوتی۔ سمت سے سخت اعتراض موجود تھے۔ لیکن زبان ایسی شستہ تھی کہ مجسٹریٹ کو بھی اس کا مداح ہونا پڑا۔ اور مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی پستکوں کا مخالفوں پر گہرا اثر پڑا ہے۔ اس کو وہ میٹھی چھری قرار دیتے ہیں۔ اپدیشک کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر وہ اس کی تحریر سے مخالف چڑ گیا تو وہ بقایا حصہ کو سننے اور پڑھنے کے لئے ہی تیار نہ ہوگا۔

ساتویں شکشا:۔ آریہ بھائیوں کیلئے ہے۔ بعض بھائی تنخواہ دار اپدیشکوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انہیں آنریری ورکر پسند ہیں۔ جن آریہ بھائیوں کو اپنے پریوار کے گذارہ کا فکر نہیں۔ وہ اگر وقت دیکر دھرم پرچار کا کارِیہ سوتنتر روپ سے کریں تو دھنیہ واد کے پاتر ہیں۔ سنیاسی مہاتماؤں کا آدرش ہی سوتنتر ویدپرچار ہونا چاہیئے۔ سوتنتر بعض حالتوں میں مہنگے پڑتے ہیں۔ میں نے دیکھا ایک بھجنیک جو سبھا میں ہیں روپیہ ماہوار پر پرچار کرتا تھا۔ پورانکوں میں جا کر کتھا کر کے تین چار سو روپیہ ماہوار کماتا ہے۔ بعض آنریری ورکروں کے جل پان پر ہی تین چار سو روپیہ ماہوار اٹھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ پرتی ندھی سبھا سوسائیٹیوں کے ذریعہ ہی تنخواہ دار اپدیشکوں دوارا کام ہوتا ہے۔ اور ان کا وہاں بہت مان ہے۔ پنڈت جی نے تنخواہ دار اپدیشک ہو کر کتنا

سناتن دھرم کی ننگی تصویر

(۱) برہم ویورت پوران کی آلوچنا لیکھک پنڈت منسارام جی ویدک توپ۔ یہ پوران سب پورانوں میں گندہ پوران ہے۔ اس کی آلوچنا لکھی گئی بالکل تیار ہے۔ تین سو آرڈر آنے پر پریس میں دے دی جائیگی قیمت تقریباً ایک روپیہ۔

(۲) پاکھنڈ ی پوپ .... بجواب مشر مادھو آچاریہ۔ اس کتاب میں پورانوں کے وہ درشیہ دکھائے جائیں گے کہ جن کو دیکھ کر پورانکوں کی زبان بند ہو جائے گی۔ تصویریں نہایت خوبصورت آرٹ پیپر پر ہوں گی۔ قیمت فی کاپی تقریباً ۱۲ ایک ہزار کتاب کا آرڈر آ جانے پر پریس میں دے دی جائیگی۔ آریہ سماجیں خاص طور پر نوٹس کے پڑھتے ہی اکٹھا آرڈر دیکر ہماری حوصلہ افزائی کریں

مینیجر پول پرکاش منڈل بھوانی ضلع حصار

شری پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر نے کسی کالج یا گوروکل میں تعلیم نہیں پائی۔ باقاعدہ طور پر وہ کسی سکول میں بھی نہیں پڑھے۔ ہاں مسجد وغیرہ میں جاکر فارسی اور عربی پڑھی۔ تعلیم سے فارغ ہوکر پولیس کی ملازمت اختیار کی۔ مگر وہ صرف زندگی کے دن پورے کرنے والے نہ تھے۔ بلکہ سنسار میں کئی کارہائے نمایاں سرانجام دینے آئے تھے۔ پولیس کے محکمہ میں ان کی آتما کیسے مطمئن رہ سکتی تھی۔ اور نہ رہی۔ سچائی کی کھوج میں وہ پشاور سے چل کر لاہور امرتسر میرٹھ وغیرہ ہوتے ہوتے اجمیر میں رشی دیانند سے ملے۔ یوگی راج دیانند کے سنگ سے وہ نتیجہ حاصل کیا کہ بس وہی سپرٹ عمر بھر کام آتی رہی۔ مطالعہ کا شوق غضب کا تھا۔ آتما طوفان تھی۔ بس ساحل ملنے کی دیر تھی۔ طبیعت میں اُلاس پیدا ہوا سنسکرت بھاشا کی پڑھائی شروع کردی۔ آتم گیان اور آتمک شانتی ملنے کی صورت میں سچائی کے پرچار پر کمربستہ ہوگئے۔

اُن کی طرز تحریر کی خوبصورتی اور تازگی ملاحظہ کرنے کے لئے کلیات آریہ مسافر جیسی ضخیم کتاب کافی ہے۔ اتنی اوجسوی قلم بہت تھوڑوں کو ملی ہے۔ صداقت کا جوش انہیں کسی کا لحاظ کرنے کی مہلت نہیں دیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ سچے آدمی کو کچھ غصہ ضرور ہوتا ہے۔ اسی صفت کا اظہار پنڈت جی کی تحریر میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ بدی کے برخلاف جذبہ رکھنے والے بدی پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور جب تک اس کا قلع قمع نہ ہو جاتے اُسے سر نہیں اُٹھانے دیتے۔ رشی دیانند کے دھیریہ اور کھشما کی مثالیں بھی غضب کی ہیں۔ ساتھ ہی قوم کو تباہ کرنے والے خیالات کے برخلاف وہ قلم چلاتی ہے کہ دیکھتے ہی بنتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنڈت جی نے یہ گن اپنے آچاریہ سے ورثے میں پایا تھا۔ "شیر سید ھا تیر تاہے وقت رفتن آب میں۔ بس سیدھا تیرنا آتا تھا۔ جب بھی خطرہ ہو "وہ بر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم" کے مصداق بے خوف لیکھرام آگے ہی آگے بڑھتا نظر آتا۔ آریہ سماج کے کئی ادھیکاریوں نے ڈر کی وجہ سے پرچار کرانے میں لیت و لعل کیا تو جوشیلا پرچارک لیکھرام مندر سے باہر پرچار کا خود پربندھ کرتا ہے۔ شارع عام بازار میں ویاکھیان دے رہا ہے۔ سچائی کے پرچار میں پروانہ وار ہجوم رہا ہے۔ کمزور بھائی ان کی بے باکانہ تقریر سے دل میں کئی وسوسے پیدا کر لیتے ہیں۔ مگر اولوالعزم لیکھرام اپنی دھن میں مست ہے۔ جن کے ویاکھیان تو جن بھاگیہ شالی سجنوں کو سننے کا موقعہ ملا ہوگا۔ وہ جانتے ہیں۔ ان کی طرز تحریر بھی ایسی محققانہ اور بے باکانہ ہے۔ جسے پڑھتے پڑھتے وجد کا عالم

اولوالعزم پنڈت لیکھرام

از مہاشہ گنیش دت جی آریہ جام پور!

طاری ہو جاتا ہے۔ کسی مضمون کو وہ جس خوبی سے نبھاتے ہیں۔ اپنے دعوے کے ثابت کرنے میں جو دلائل اور تحقیقات پیش کرتے ہیں۔ کٹر سے

خوال سے وچار سنتے اور ان کا جواب دینے اور ثبوت کے لئے حوالہ نوٹ کر لیتے۔ اسی کا نام ہے۔ پرچار کی حقیقی لگن۔ لخت جگر لیکھرام ہرگز

جذبات آزاد!

از مہاشہ ہرچند جی آزاد کوٹ فتوحی ضلع ہوشیار پور

کیا ڈراتے ہو مجھے تم نعرہ تکبیر سے
ڈرنے والا میں نہیں اسلام کی شمشیر سے
لڑکے اپنی جان دونگا قوم کے میدان میں
پرورش میری ہوئی ہے راجپوتی شیر سے
مر مٹوں گا میں حقیقت میں حقیقت کیلئے
دھرم کو لیکن بچاؤں گا میں سو تدبیر سے
مار دو تم شوق سے میرے کلیجے میں چھرا
کام گر بنتا نہیں تحریر اور تقریر سے
موت سے ڈرتا نہیں ہرگز شہید لیکھرام
آتما کٹتی نہیں تیغ و تفنگ و تیر سے
مرتے مرتے بھی کروں گا میں اُجالا چارسو
مٹ جائیں گی تاریکیاں سب ویدک تنویر سے
ہے تڑپ دل میں میرے یوم شہادت کیلئے
ہو میسر دن مجھے یہ خوبی تقدیر سے
ایک کے مرنے سے ہوں گے لاکھ پیدا لیکھرام
قوم میں آزاد میرے خون کی تاثیر سے

کٹر مخالف بھی داد دیئے بنا نہیں رہ سکتا۔ اُن کی کھوج کا لوہا ماننا ہی پڑتا ہے۔ انگریزی لٹریچر کے حوالے دیتے ہوئے دیکھ کر آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔ حالانکہ پنڈت جی انگریزی خود نہیں جانتے تھے۔ یہ کھوج کی لگن تھی۔ جہاں جاتے انگریزی

پر پڑا ہے۔ اور پنڈت جی ہندوؤں کو بچا لینے کے لئے جا رہے ہیں۔ نہ صرف یہی کہ وہ پنجاب بھر میں کام کر رہے تھے۔ بلکہ ان کا خیال تو عرب میں پرچار کرنے کا بھی تھا۔ افسوس کہ ظالم قاتل نے انہیں یہ سنکلپ پورا نہ کرنے دیا۔ پھر بھی پرچار

کی فکر اتنی تھی کہ آخری وقت جاتے جاتے یہ وصیت کر گئے کہ آریہ سماج میں وصیت کا کام بند نہ ہونے پائے۔ "اولوالعزم لیکھرام کی واحد یادگار اخبار "آریہ مسافر" جو شہید کی سپرٹ کے مطابق کام کر رہا ہے۔ آریہ سماجوں کے لئے پنڈت جی کی وصیت پورا کرنے اور یادگار قائم رکھنے کا ایک ہی بے نظیر طریقہ ہے۔ کہ "آریہ مسافر" کا ہر طرح سے پرچار کیا جاوے۔ پرتیندھی سبھا کی آواز ہونے کی وجہ سے اسے سنگھٹن پوشک کا درجہ حاصل ہے اسلئے اس کی اشاعت بڑھانی چاہیے۔ "ویر اتسو" کا شاندار تیوہار مناتے وقت یہ دھیان رکھنا ہوگا۔ کہ اولوالعزم لیکھرام کی سپرٹ آریہ سماج میں تازہ ہو سکے۔ اور پرچار کا دور دورہ۔ بلند ضرورت ہے "اولوالعزمی کی۔

گوروکل کانگڑی کا سالانہ جلسہ

گوروکل وشو ودیالیہ کانگڑی کا ۳۵ واں سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات میں مورخہ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ اور ۲۸ مارچ کو منایا جائے گا۔ اس موقعہ پر آریہ سماج کے لیڈر اور سنیاسی مہاتماؤں کے اپدیش ہوں گے۔ اس کے علاوہ وید سمیلن۔ راشٹر بھاشا سمیلن دلت ادھار سمیلن۔ آریہ دھرم سمیلن۔ سنگیت سمیلن۔ آیوروید مہا سمیلن اور سواستھ سدھار سمیلن بھی ہوں گے۔

آیوروید مہا سمیلن کے سبھاپتی کے آسن پر کلکتہ کے مشہور کوی راج رام چند ملک رونق افروز ہوں گے۔ گندھرو مہا ودیالیہ پونا کے سنچالک اور مشہور واگی۔ شری یت پروفیسر ونایک نارائن جی پٹوردھن نے سنگیت سمیلن کی صدارت منظور کر لی ہے۔ سواستھ سدھار سمیلن میں ویایام (کسرت) کے متعلق کھیلوں کا پروگرام ہوگا۔ میجک لینٹرن کے ذریعہ لیکچروں کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔ یہ کانفرنس مشہور معروف لاہور کے وید شری پنڈت ٹھاکر دت جی شرما۔ امرت دھارا والوں کی زیر صدارت بیں اعلے پیمانہ پر ہوگی۔

گوروکل میں وگیانات سنسکار کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے۔ اس مرتبہ دگیات ابھی بھاشن کے نئے ولیش سے ایک پرسدھ نیتلسے پرادرتھنا کی جا رہی ہے۔ گوروکل نے جلسہ کو ہر پہلو سے دلچسپ بنانے کے لئے پوری کوشش ہو رہی ہے۔

یاتریوں کے ٹھہرنے کا انتظام

جلسہ میں یاتریوں کی رہائش کا بندوبست مفت ہوگا۔ مگر جو صاحب الگ ٹھہرنا

اسلام کے مذہبی رواجوں کے گن اور دوش

ازراجیہ رتن شری ماسٹر آتمارام جی امرتسری بڑودہ

(۱) ہندی بھاشا میں ایک دلچسپ ماہواری رسالہ بنام "اسلام" کانپور یوپی سے شایع ہوتا ہے۔ اس کے سمپادک ہندی بھاشا کے عالم نامی مولوی قاضی عبد علی (بوہری) صاحب ہیں۔

(۲) ماہ فروری سنہ حال کے اس دلچسپ رسالہ میں صفحہ ۲۶ سے لیکر ۲۸ تک قربانی کے متعلق لیکھ شایع ہوا ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد میں حیران ہوں کہ اس مضمون کے لکھنے والے صاحب نے کسی بھی معقول "منطقی دلیل یا وگیان (سائینس کے حوالہ جات" سے کام نہیں لیا۔ کوئی بھی عالم ہندو یا آریہ سماجی سدھارک پارسی دس جنم میں بھی مندرجہ بالا مضمون پڑھ کر اسلامی دھرم (مذہب) کو قبول نہیں کر سکتا۔ کارن کہ یہ تیوہار بقول نامہ نگار سخت وحشی پن کے رواج یعنی انسانی قربانی کا بدل ہونے سے ایک حد تک وحشی پن کو دور کرتا ہے۔ لیکن بندہ کی ناقص رائے میں اس گیان کے یگ میں جب کہ یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹران انسانی خوراک وہ بتلاتے ہیں جو بندر آدمی کی خوراک ہے۔ اور نباتات جس میں گوشت شامل نہیں۔ اور قدرت کا مالک ایشور (خدا) اس وقت بھی اپنا آدیش (الہام) ہر ایک انسان کے دل میں جب دے رہا ہے۔ جس وقت بھی وہ کسی بھی حیوان کا گلہ کاٹنے کے لئے چھری اٹھاتا ہے تب بھئے (خوف) شنکا (اعتراض) اور لجا (شرم) خدائی ریڈیو (Radio) کے سمان ہندو مسلم عیسائی تک کے دل میں حیوان کے کاٹنے سے روکتی ہے۔ تب قربانی خدا کی خوشنودی کے لئے نہیں ہو سکتی۔

سوال۔ حیوان کی قربانی کرنے والا مسلمان سمجھ عالم اگر یہ سوال کرے کہ جب ہم قربانی کے لئے کسی حیوان کی گردن کاٹتے ہیں تو ہمیں ایشور یا قدرت یا ضمیر کی کوئی بھی خدائی مشل (مثل) Radio محسوس نہیں ہوتی اس لئے ہم قربانی کے لئے حیوان پر چھری چلاتے ہیں۔

جواب۔ شکر ہے کہ ہمارے سوال کرنے والے سجن نے دلیل کرنی شروع کی ہے۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ جب کوئی بھی ہندو۔ آریہ۔ پارسی۔ مسلمان عیسائی کسی دیش میں کسی بھی جگہ جب چوری کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اور اس کام کو کرنے لگتا ہے۔ تو اس کے شروع ہونے پر اس کے درمیان اور اس کے خاتمہ تک قدرت (سرشٹی) کے مالک خداوند یا ایشور کی خواہش اس کو بھئے۔ شنکا اور لجا کے روپ میں ہدایت کرتی ہے۔ کہ تو چوری مت کر جب اس مثال کی کوئی بھی عالم درست دلیل سے دس جنم میں بھی تردید نہیں کر سکتا تب یہی ایک مثال قربانی کے لئے کسی بھی حیوان پر چھری چلانے پر برابر عاید ہوتی ہے۔

ایک سدھارک مولوی قرآن شریف سے خود قربانی کا کھنڈن بتلاتا ہے۔ کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم صاحب کی بات ہمارے لئے ہدایت نہیں بلکہ تاریخی بات ہے۔ اور سورہ بقر میں جو خداوند کا حکم ہے۔ وہ مسلمان صوفی یعنی مسلمان ہوتے پر جو گوشت نہیں کھاتے اور قربانی نہیں کرتے وہ قرآن شریف کے سورہ بقر کا حسب ذیل ترجمہ کیا کرتے ہیں۔

نہیں پہنچتا تمہاری قربانی کا گوشت اور لہو خدا کو پر پہنچتا ہے تمہارا زہد و تقویٰ یعنی خدا کی عبادت۔

اس کی پہچان صرف اس میں ہے۔ کہ جذب کرنے کے لئے سوسائٹی تیار نہیں ہے۔ سے ہندو دو اس پہچان کو پریم کے پانی سے بھرپور کر دو ہر ایک شدھ شدہ کو گلے سے لگا لو۔ ورنہ یاد رکھو کہ اس گڑھے میں اگر پھر پیدا ہو گئے۔ تو وہ ملیریا

اگر ہندو کلکتہ کی دیوی کالی ماتا کیلئے بھینسا۔ بکرا۔ کوئی بھی حیوان بلیدان یا قربانی کے نام سے مارتا یا مرواتا ہے۔ تب مارنے یا مروانے والے ہندو سجن دیوی بھگت کو بھی سرشٹی کا مالک وہی لعنت ملامت من میں پیدا کر دیتا ہے اور نقصان ہے۔ شنکا اور لجا۔ اگر ہندو چوری کرتا ہے۔ تب ہی ایشور بھئے شنکا پیدا کر کے بتلا دیتا ہے۔ کہ تم پاپ (گناہ) مت کرو۔

خادم قوم شہید صادق لیکھرام

مرسلہ سردار چمن سنگھ راقف چک نمبر ۳۲ چھانگا مانگا۔

گمراہوں کا راہنما تھا لیکھرام
تا نہ جائے لاج ہندو دھرم کی
قوم کے دل میں کیوں پیدا ہو درد
حامی بے خانماں تھا دہر میں
وادیٔ بھارت کو روشن کر دیا
جان تک تو نذر کر دی قوم کی
اسکو کہتے تھے عدو پتھر جگر
بن گیا خار مغیلاں تیز تر
تا ابد کیفا! ہے نام اس کا حیات

دھرم پر جاں سے فدا تھا لیکھرام
بے گناہ مارا گیا تھا لیکھرام
قوم کی خاطر مرا تھا لیکھرام
لاغروں کا آسرا تھا لیکھرام
بیکساں بدر الدجا تھا لیکھرام
دیکھئے شاہ سخا تھا لیکھرام
لیک پابند دیا تھا لیکھرام
چشم حاسد میں چبھا تھا لیکھرام
کون کہتا ہے مٹا تھا لیکھرام

کیفی

پنڈت لیکھرام کا بدھ (بقیہ صفحہ ۲۶)

ان ادا ہرنوں سے آپ کی توجہ اس طرف کھینچ رہا ہوں کہ ۱۵ مارچ سنہ ۹۷ء کو پنڈت لیکھرام کا بدھ کیا گیا۔ اور اس سے قاتل نے اور اس کے سمجھانے والوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ بس اب ویدک دھرم پورے طور پر نشٹ کر دیا گیا ہے۔ لیکن اگر اصل میں وچار کیا جاوے تو اس سے ویدک دھرم کا پرچم اونچا لہرانے لگا۔ پنڈت لیکھرام شدھی کے بڑے قائل تھے۔ ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ جب تک ان تمام مذہب والوں کو جذب نہ کریں۔ اس وقت تک ملک کا سدھار ناممکن ہے۔ اور اس نے اس خیال کو شدھی کے روپ میں پرگٹ کیا۔ دوسرے مذہب والوں نے اس کو رکاوٹ سمجھ کر اس کی مخالفت کی۔ جب اس کے کرشے جوابوں کے سامنے کوئی جواب نہ سوجھ پڑے تو مجبوراً اس کے بدھ کا ارادہ کر لیا۔ بس بدھ ہونا تھا کہ پنجاب پرانت میں دن بدن ویدک دھرم کا پرچار بڑھتا گیا۔ آریہ مسافر اپنے آخری شبدوں میں کہتا ہے۔ کہ تحریر کا کام بند نہ ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ کوئی کچھ کہتے ہیں۔ کوئی کچھ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پنڈت جی کے منشا کا مدعا یہ تھا کہ کھنڈن منڈن کا کام بند نہ ہو۔ اس کام کو بند نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد شری سوامی شردھانند جی۔ پنڈت رام چند جی اور راجپال جیسے اس میدان میں اترے ... دن سے ان کا بھی بدھ کیا گیا۔ اور ان مذاہب والوں نے یہ سمجھ لیا کہ بس اب شدھی کے لئے کوئی بھی مائی کا لال آگے نہ بڑھے گا۔ لیکن اس کا نتیجہ جو ہوا ہے وہ پبلک کے سامنے ہے۔ کتنے لاکھ ملکانے شدھ ہوئے۔ ہر روز ہندوستان کے کونے کونے سے آواز آ رہی ہے۔ کہ فلاں مقام کے عیسائی اتنے ہزار شدھ ہونے کو تیار ہیں۔ فلاں جگہ کے مسلمان شدھ ہونے کو تیار ہیں۔ آریہ سماج کا جھنڈا گاؤں گاؤں میں گاڑا جا رہا ہے۔ اور ہر ایک سماجی تن من دھن سے اس کام میں حصہ لے رہا ہے۔ نہ جان کا خطرہ ہے نہ دھن کی پرواہ لیکن افسوس ہے تو صرف یہ کہ ہندو جاتی ان کو سنبھالنے کیلئے تیار نہیں۔ اگر ہندو دھرم اس شدھی کو مدد دے۔ صرف اس صورت میں کہ ان شدھ ہوؤں کے ساتھ برادری بھاؤ سے برتاؤ کرے۔ تو یہ کوئی اسچرج بات نہیں کہ ایک صد سال میں صرف ایک ہی شتابدی میں تمام دنیا میں ویدک دھرم کا جھنڈا لہراتا ہوا دکھائی دے یورپ سے امریکہ کے بڑے بڑے ودوان اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ دنیا میں ویدک دھرم سے اونچا کوئی مذہب نہیں ہے۔ لیکن

ایثار و قربانی

(شری لالہ دیوی چند جی ایم اے۔ ہوشیارپور!

आयुर्यज्ञेन कल्पतां प्राणो यज्ञेन कल्पतां चक्षुर्यज्ञेन कल्पतां श्रोत्रं यज्ञेन कल्पतां वाग्यज्ञेन कल्पतां मनो यज्ञेन कल्पतां आत्मा यज्ञेन कल्पतां ब्रह्मा यज्ञेन कल्पताम् ज्योतिर्यज्ञेन कल्पतां स्वर्यज्ञेन कल्पतां पृष्ठं यज्ञेन कल्पताम् यज्ञो यज्ञेन कल्पताम्।

اس وید منتر میں پرماتما اپدیش کرتے ہیں کہ اے لوگو تم اپنی آیو کو اپنی آنکھ، ناک، کان، زبان حتےٰ کہ ہر ایک اندری کو یگیہ روپ بنا دو۔ اس منتر میں ایثار نفسی کا مہان اُپدیش بھرا پڑا ہے۔ یگیہ نام قربانی کا ہے۔ قربانی وہی اعلےٰ ہے۔ جو نشکام ہو۔ جس میں خودغرضی لیش ماتر بھی نہ ہو۔ ہم اگنی ہوتر روپی یگیہ کرتے ہیں۔ اس میں سگندھت پشٹی کارک، روگ ناشک وسشٹ پدارتھ اگنی میں سواہا کہہ کر چھوڑتے ہیں۔ وہ پدارتھ ناش ہو کر وایو منڈل میں سگندھی پھیلاتے ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہون کرتا ہوں۔ مگر میرے پڑوس کے گھر میں بھی سگندھی پھیلتی ہے۔ خواہ وہ پڑوسی میرا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ قربانی کی مثال ہمارے براہنوں سے اعلےٰ طرح پر واضح ہوتی ہے۔ اُپنشد میں ایک گاتھا آتی ہے کہ اندریوں میں جھگڑا ہو پڑا۔ آنکھ کہنے لگی کہ میں بڑی ہوں۔ میرے بغیر جسم کا گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اگر میں نہ ہوں تو سب لوگ اندھے ہو جاویں۔ اور ان کا گذارہ مشکل ہو سکے۔ زبان نے دعوےٰ کیا کہ میری بدولت ہی دنیا کا کام چل سکتا ہے۔ طالب علم میری سہایتا سے گیان حاصل کر سکتا ہے لیکچرار میرے پرتاپ سے دنیا کو اپدیش کرتا ہے۔ دوکاندار میری بدولت کام کرتا ہے۔ غرضیکہ سب کاروبار دنیا میں میرے ہی ذریعہ سے چل سکتے ہیں۔ اگر میں نہ ہوں تو سب لوگ گونگے ہو جاویں اور کام بند ہو جاوے۔ کان نے کہا۔ واہ جی واہ میں ہی تو ہوں جس کے ذریعہ سے ایک آدمی کے خیالات دوسرے تک پہنچتے ہیں۔ میرے بغیر دنیا کس کام کی۔ اگر میں نہ ہوں تو استاد چاہے کتنا ہی بولتا رہے بہرہ لڑکا کچھ بھی گرہن نہیں کر سکتا۔ ایک آدمی دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنے سے ناکارہ رہ جاتا ہے۔ دنیا کا سلسلہ میری بدولت چلا ہوا ہے۔ ناک نے کہا۔ اجی آپ کیوں جھوٹے دعوے پیش کر رہے ہیں۔ اگر میں جسم میں نہ ہوں تو بدبو اور خوشبو میں کوئی انسان تمیز نہ کر سکے۔ دماغ گندہ ہو جاوے پاکیزگی اور نفاست صفحۂ ہستی سے اُٹھ جاوے مگر پران بیچارے خاموش رہے۔ سب نے مل کر فیصلہ کیا۔ کہ آنکھ ایک سال کے لئے چلی جاوے۔ آنکھ نکل گئی۔ انسان اندھا ہو گیا مگر گذارہ کرتا رہا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسوقت کتنے اندھے پنڈت اپدیشک اور وکیل موجود ہیں۔ انگلستان کا جو بڑا بھاری وشماسٹر ہنری فاسٹ (Henry foucet) ہو گذرا ہے۔ وہ اندھا تھا۔ آنکھ کو یقین ہو گیا کہ میرے بغیر گذارہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح زبان کان۔ وغیرہ نے بھی آزما کر دیکھ لیا کہ ان کے بغیر بھی جسم کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں بہتیرے گونگے بہرے انسان موجود ہیں جو کہ جیون کا گذارہ بھلی پرکار کر رہے ہیں۔ اب پرانوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا مہاراج! آپ سب نے اپنی طاقت آزمائی کر لی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک سال کی رخصت پر چلا جاؤں جونہی کہ پران نے شریر کو تیاگنا شروع کیا۔ ساری اندریاں شتھل ہو گئیں۔ آنکھ بند ہو گئی کچھ دیکھ نہ سکتی تھی۔ کان کی سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ زبان کی قوت گویائی مفقود ہو گئی۔ سب اندریوں نے ہاتھ جوڑ کر پرانوں سے کہا کہ مہاراج آپ نہ جاویں۔ کیونکہ آپ کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہو سکتا۔ پران جسم میں کیوں بڑے ہیں کیول اس لئے کہ جہاں ہر ایک اندری میں خودغرضی ہے۔ پران کیول نشکام سیوا کرتے ہیں۔ پران قربانی کی مجسم مثال ہیں۔ جو کچھ ہم کھاتے ہیں۔ پران اس کو ہضم کر کے خون پیدا کرتے ہیں۔ وہ خون جسم کے تمام انگوں میں حصہ وار بانٹ دیتے ہیں۔ آپ خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔ آنکھ روپ کی۔ زبان سواد کی۔ کان شبد کا اور ناک خوشبو کا غلام ہے۔ ان اندریوں میں سے ہر ایک میں کمزوری ہے مگر پران میں کوئی ذاتی کمزوری نہیں۔ جہاں آنکھ تھک جاتی ہے۔ اور آرام چاہتی ہے۔ جہاں زبان کان اور ناک ہر وقت جسم کی سیوا نہیں کر سکتے۔ وہاں پران ہمارے انیشر بھگت اور ان تھک سیوک ہیں۔ جب باقی ... سب اندریاں سو جاتی ہیں۔ یہ برابر جاگرت رہ کر ہماری رکشا و سیوا کرتے ہیں۔ جنم سے لیکر مرتیو پریت ہمارے لئے قربانی و ایثار نفسی کا اپدیش کر رہے ہیں۔ یہی اپدیش پرماتما نے وید منتر کے اندر ہم کو کیا ہے۔ کہ ہم اپنی تمام خودغرضیوں کو چھوڑ کر اپنی سب اندریوں کو یگیہ روپ بنا دیں۔ ہماری سب اندریاں دوسرے کی سیوا کے لئے ہیں۔ محض وشے بھوگ کا سادھن نہ ہو وہ انسان جو سوسائٹی میں پرماتما کے اپدیش پر عمل کرتا ہوا پرانوں کی طرح اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ مہان ہے وہ شہید ہے۔ وہ لیڈر قوم ودھرم ہے۔ وہ روشن ستارے کی طرح آسمان پر چمک رہا ہے۔ اور اپنی روشنی سے دُوسروں میں جیون سنچار کر رہا ہے۔ جس جاتی و جس دیش میں ایسے ایثار نفس و فنا فی القوم انسان بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ اُتنی ہی وہ جاتی اُنتی کے شکھر پر پہنچتی ہے آج کا دن اسی قسم کے ایک آریہ ویر۔ شہید ودیدک دھرم کے عاشق انسان کے نام نامی سے سمبندھ رکھتا ہے جس نے دھرم و جاتی کی سیوا میں اپنے آرام کو حرام کیا خودغرضیوں کا ناس کیا اور اپنی کمزوریوں کو دور کر کے قربانی کا سبق نہ صرف آریہ دنیا کو بلکہ ساری ہندو جاتی کو جو وید سے پریم کرتی ہے۔ سکھایا۔ اسلام کے قلعہ کو مسمار کرنے کے لئے اس نے اپنی لیکھنی کی کھڑگ اٹھائی۔ اور اپنی عالمانہ تحریر و تقریر سے۔ جو متانت اور سنجیدگی سے پُر تھی دُنیا کو ثابت کر دکھایا۔ کہ اگر کوئی عالمگیر و سچا مذہب ہے تو وہ کیول ویدک دھرم ہے۔ سب کو اس کی شرن میں آنا چاہیے۔ پنڈت لیکھرام جی کی زبردست دلائل کا تحریری جواب دینے سے قاصر رہ کر اسلام نے بدلہ لینے کے لئے اوچھے ہتھیار استعمال کئے۔ چنانچہ ان کی زندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے ایک نالائق و کمینہ انسان نے پنڈت جی کی شاگردی کی اور شاگردی کے دھرم کا خون کر کے اُن کے کلیجہ میں ایک چھری دے ماری اور پنڈت جی کو عالم جاودانی میں پہنچا دیا۔ ویدک دھرم کا جھنڈا پنڈت جی کی موت سے کسی قدر ڈگمگایا مگر شہیدوں کے خون کا ایک ایک قطرہ نوجوانوں میں جوش و اُتساہ پیدا کرنے والا ہوتا ہے اُن کی مثال نے ہمارے اندر کئی نوجوان پیدا کئے جنہوں نے اپنی زندگی کا مشن پنڈت جی کے کام کو دنیا میں پھیلانا سمجھا۔ مُردہ روحوں میں جان پھونکنے کے لئے۔ گمراہوں کو راہ راست پر لانے کے لئے کمزوروں کو بلوان بنانے کے لئے۔ گرتے ہوؤں کو اٹھانے اور سوتے ہوؤں کو جگانے کیلئے اسی قسم کے انسانوں کی ضرورت ہوتی ہے جو پنڈت لیکھرام کی طرح اپنی ایثار نفسی۔ تیاگ قربانی و یگیہ روپی جیون سے دوسروں کے واسطے روشنی کے مینار کی طرح کام کر سکیں پرماتما کرے کہ اس قسم کے شہید آریہ سماج میں پیدا ہوتے رہیں۔ تاکہ ویدک دھرم دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے جن لوگوں کو دنیا کی چیزیں اور سنسار کے سمبندھی پیارے ہیں۔ وہ اس وید کے اپدیش سے بہت دور رہ گئے۔ اس کے بھاگی وہی ہیں جن کو اپنا مشن پیارا ہے۔ جو اپنے مشن کی خاطر ہر پرکار کے دکھ برداشت کر سکتے ہیں۔ جن کے شریر کا انگ انگ کٹ جاوے مگر فارد کی طرح جو جھنڈے کو گرنے نہیں دیتے ہیں۔ آج کا دن آریہ سماج کے اتہاس میں خاص اہمیت رکھتا ہے کاش کہ ہم اس اہمیت کو سمجھ سکیں اور اپنے آتما میں وچار کر سکیں کہ ہم اپنے جیون سے کہاں تک قربانی کر کے اپنے دھرم و دیش کو اُنت کر سکتے ہیں ضرورت ہے کہ ویدک دھرم روپی یگیہ میں پنڈت لیکھرام جیسے پوتر آتماؤں کی آہوتیاں پڑتی رہتی کا یگیہ ہمارے جیسے گندے اور ناپاکیزہ انسانوں کے جیون سے اپوتر نہ ہو۔ کاش کہ آریہ سماج کا ہر ایک ممبر اپنی ذمہ داری کو سمجھے کہ سنسار کا اپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے۔ تھا شاریرک ساماجک اور آتمک اُنتی اور اس کام کے لئے سب سے زیادہ ہمیں قربانی اور ایثار کی ضرورت ہے۔ پرماتما کرے کہ ہم میں پیدا ہو۔

بال ودھوا کی ضرورت

سبھا کے سویوگ اپدیشک پریہ ور پنڈت نینشور دیو جی سدھانت شرومنی جن کی آیو ۲۹ سال ہے۔ کے لئے ایک سوستھ اور رنڈوگ ۲۰-۲۲ سال کی بال ودھوا کی ضرورت ہے۔ پتر دیوہار نمن لکھت پتہ پر کریں۔

سوامی دھیر انند گورودت بھون لاہور

مسلمانوں سے مباحثہ کرو

اور

شاستر ارتھ درپن !!

اپنے پاس رکھو۔ یہ کتاب جناب چرنجی لعل جی پریم ایڈیٹر اخبار آریہ مسافر نے تیار کی ہے۔ بڑی لاجواب کتاب ہے۔ صرف چند کاپیاں رہ گئی ہیں۔

قیمت

سیکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا لاہور

پنڈت لیکھرام جی کے اصول کے استعمال کی ضرورت

گورو دت لیکھرام کی کلیات آریہ مسافر کو پڑھ کر ہی مجھے آریہ سماج روپی امرت سوت کا پتہ لگا تھا۔ کلیات آریہ مسافر کے بعد مجھے ستیارتھ پرکاش کے درشن نصیب ہوئے۔ اس لئے مجھے آریہ سماج کی طرف رجوع کرنے کا شریہ شری لیکھرام جی کو ہی ہے۔ اس پوجیہ گورو کی یاد میں آریہ مسافر اپنا خاص نمبر نکال رہا ہے۔ اور پریم جی کی آ گیا ہے۔ کہ میں شہید اکبر کی یاد میں کچھ لکھوں شہید اکبر میں ایک خاص صفت جو مجھے سب سے زیادہ اپیل کرتی ہے وہ یہ تھی کہ وہ ہر وقت اس بات کی تاک میں رہتے تھے کہ آریہ سماج کے برخلاف مخالفوں کی کوئی تحریر بلا جواب کے نہ رہ جاوے۔ جس وقت آریہ سماج کے برخلاف کوئی کتاب یا ٹریکٹ نکلتی اور ان کے پاس پہنچتی تو وہ سب کام چھوڑ کر اس کا جواب لکھتے۔ ان کا جواب یتھا یوگ کے سنہری اصول پر مبنی ہوتا تھا۔ ثبوت تناسخ میں کس قدر سنجیدہ تحقیقات ہمیں ملتی ہے۔ یہ پڑھنے سے پتہ لگ جاتا ہے۔ لیکن جس وقت مرزا قادیانی شرافت کے اصولوں کو چھوڑ کر گالی گلوچ اور کمینہ اعتراضات پر اتر آیا۔ تو نسخہ خبط احمدیہ اور تکذیب براہین احمدیہ میں یتھا یوگیہ کے اصول پر چلتے ہوئے۔ مرزا قادیانی کی زبان اس طرح بند کی کہ باید و شاید۔

شہید اکبر کے بعد جب تک آریہ سماج اس سنہری اصول پر کاربند رہا۔ کسی کو آریہ سماج کے منہ آنے کی جرات نہ ہوئی۔ پنڈت بھوجدت۔ سوامی یوگندرپال۔ سوامی تلسی رام جی سوامی درشنانند جی کی تحریرات کے سامنے کون ٹھہر سکتا تھا۔ پریس اور پلیٹ فارم آریہ سماج کے قبضہ میں تھا۔ نوجوان آریہ سماج کی طرف کھنچے آتے تھے۔ اور آریہ سماج دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا۔

شری پنڈت چمو پتی جی نے اپنی کتاب میں "Glimpses of Dayanand" آریہ سماج کو ایک مارشل ریلیجن کے نام سے پکارا ہے۔ اور مارشل دھرم وہی ہو سکتا ہے۔ جو ہر وقت اپنی رکھشا کے لئے تیار رہتا ہو۔ کبھی اور کسی حالت میں بھی اپنا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے دے۔

لیکن اب حالات کچھ تبدیل شدہ معلوم ہوتے ہیں۔ اب آریہ سماج کے مخالفوں کی تحریروں کا جواب دینا کسر شان سمجھا جاتا ہے۔ وہ اب بے عیار بنا چاہتا ہے۔ اسکی بردباری کا ثبوت اور سنجیدگی کی

آریہ لیڈروں سے دو دو باتیں

(از شری مہاشہ سنت رام جی اچھپانی صدر بازار راولپنڈی)

الفاظ میں میری خاموشی پر اظہار نا راضگی بھی کیا ہے۔ اس لئے مجبوراً اتنا عرصہ کی لمبی خاموشی کے بعد مجھے قفل خاموشی توڑنا پڑا ہے۔ ایڈیٹر

موت کی حد تک پہنچ چکی ہے۔ وہ اب کاغذی ریزولیوشن پاس کر کے امید رکھتا ہے۔ کہ مخالف شانت ہو جاویں گے۔ دوسرے الفاظ میں آج

جذباتِ بسمل

دل کے اغیار سے اپنوں پہ نہ بیداد کرو!
گلشن قوم کو للہ! نہ برباد کرو!
گنگا اور اس کے کنارے دل پہ بسنے والو!
کبھی سرحد کے ستم زدوں کو بھی یاد کرو!
سعی پیہم سے کرو چارۂ دردِ ملت!
ناامیدی میں نہیں شکوہ و فریاد کرو!
خوفِ اغیار سے اے سر کو جھکانے والو!
رانا پرتاپ کی عزت کو بھی کچھ یاد کرو!
ہندوؤ! دیتا ہے پیغام تمہیں دورِ فلک!
سر بلندی کی تمنا ہے تو اتحاد کرو!

(اختر لبسوی کیمبل پور)

پس اس سے کہ میں کسی اور کو مخاطب کروں اپنے بزرگوں کو جن کے قدموں میں بیٹھ کر میں نے کچھ لکھنا سیکھا ہے۔ مخاطب کر کے ان کی آشیرواد سے قدم آگے بڑھانے کی خواہش رکھتا ہوں۔

پوجیہ بزرگو! اس بات سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ نوجوانوں سے زیادہ آپ کے دل میں آریہ سماج کا درد ہے۔ اور آپ اس کی آن کی رکھشا سب سے مقدم خیال کرتے ہیں۔ لیکن آپ کا خیال ہے۔ کہ صرف چند ایک آریہ سماجوں کے ریزولیوشن پاس کر دینے سے یا کسی جگہ ڈیپوٹیشن لے جانے سے یہ کام ہو جائے گا۔ آپ نے بس

سے چند سال پہلے کہ وہ شعلہ آگ جس کو دیکھ کر مخالفوں کے دل دہل جاتے تھے۔ اب راکھ کا ڈھیر ہو رہی ہے۔

آج آریہ سماج کے برخلاف پورانک بھی قلمی جہاد کر رہے ہیں۔ کبھی دیانند چترادلی نکلتی ہے کبھی آریہ سماج نمبر نکلتا ہے۔ کبھی کلجگ انسان کے لباس میں نکلتا ہے۔

سارے آریہ جگت ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس پر اظہار ناراضگی کر رہا ہے۔ بحیثیت ایک آریہ سیوک کے بیسیوں آریہ سماجوں نے مجھ کو لکھا ہے۔ بہت سے بھائیوں نے سخت

طریقہ کا سکو آزمایا۔ کامیابی نہیں ہوئی۔ مخالفوں کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے اور اس کا نتیجہ اس وقت گوپال منو کے ان الفاظ کے روپ میں

"میں رنگیلا بائی کی لڑکی کو جو ابھی زندہ ہے۔ یوگ کا ایک کرشمہ سمجھتا ہوں"

ہمارے سامنے ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا سنو گے۔ ان الفاظ کو پڑھ کر میری تو آنکھ باہر ہو رہی ہے۔ لیکن خیر اگر آپ کی مرضی ابھی اور تجربہ کرنے کی ہے۔ تو بڑی خوشی سے سال چھ مہینہ تک اور ریزولیوشن پاس کر کے

ع تا تریاق از عراق آوردہ شود

کے مصداق تجربہ کر لو ہم خاموش رہیں گے لیکن جس وقت آپ کو تجربہ ہو جاوے کہ یہ طریقہ غلط ہے۔ پرماتما ان کی مدد نہیں کرتا جو اپنی مدد نہیں کرتے۔ کاغذی ریزولیوشن کے گھوڑے پہ چڑھ کر آپ

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی

والی کہاوت صادق کریں گے۔ اس لئے جس وقت آپ کو یقین ہو جاوے کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ تب ... آپ ہم کو آشیرباد دیجئے۔ ہم آپ کے ریزولیوشن پاس کرنے کے راستے میں حائل نہیں ہوتے۔ اس وقت آپ ہمارے رستہ میں رکاوٹ نہ بنئے۔ اور پھر دنیا دیکھے گی۔ کہ آریہ سماج کی رکھشا کے ریزولیوشن کام آتے ہیں۔ یا پنڈت لیکھرام کے ایک ادنےٰ سیوک کی قلم۔ جو کہ یتھا یوگیہ کے اصول کا استعمال اچھی طرح سیکھ چکی ہے۔

یوگیہ ور کے لئے یوگیہ کنیا کی ضرورت

ایک نوجوان تندرست۔ خوبصورت بی اے پاس کھتری۔ آیو پچیس سال۔ درڑھ آریہ اور دھرماتما آمدن مستقل ہے۔ جن کے دل میں جہیز اور ذات پات کا کوئی استھان نہیں۔ جو ملتان کمشنری کے رہنے والے ہیں۔ کے لئے ایک ایسی یوگیہ کنیا کی ضرورت ہے۔ جو کم از کم فل میٹرک یا ودشارد پاس ہو۔ دھارمک وچاروں کی درڑھ آریہ ہو۔ یا کنیا گورو کل کی سناتکہ ہو جس کے ماتا پتا بھی دھارمک اور آریہ ہوں خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کریں۔

نوٹ (۱) آریہ سماج کے منتری یا پردھان بھی ایسی کنیاؤں کا پتہ دینے کی کرپا کریں۔
(۲) بہت دھن اور ذات پات کے آڈمبر کو پسند کرنے والے پتر لکھنے کا کشٹ نہ کریں۔

نمبر ۸ معرفت آریہ مسافر لاہور

آریہ سماج کی ویدی پر دوسرا بلیدان!

از مہاتما منشی رام جی (سوامی شردھانند جی)

(یہ مضمون شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی کی شہادت کے چند دن بعد یعنی ۱۲ مارچ سنہ کے ستیہ دھرم پرچارک (جالندھر) میں شایع ہوا تھا۔ جو اس شہادت عظمیٰ کے متعلق مہاتما جی کے جذبات کا اولین مظہر ہے۔)

آریہ سماج کی ویدی پر پہلا بلیدان مہرشی دیانند کا تھا۔ مہرشی دیانند کے شریر کا زہر کے اثر ہونے کا سماچار جس وقت بھارت ورش میں پھیل گیا۔ رشی ستان پھر گھبرا گئی۔ اطمینان سے بیٹھے بھائیوں پر سخت آفت نازل ہو گئی۔ امیدوں کے پل بندھے بندھائے بھارت ستان سے چکنا چور ہوتے دیکھے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ اب بدھی منشیوں نے کچھ سمجھا اور ہوا کچھ اور۔ اس وقت اویدک مت ویدک مت کے ڈوبنے کی انتظار میں لگ رہے تھے۔ لیکن تعجب سے کیا دیکھتے ہیں کہ اس سبھا کا ایک ایک سبھاسد مانجھی کے یگیہ کنڈ میں کو دپڑنے پر خود بخود کشتی چلانے کا فن سیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ ایک کے کام کو انیک نے بانٹ لینا فرض سمجھا۔ اور آہستہ آہستہ ڈانواں ڈول کشتی کو پھر کنارے کی طرف لے چلے۔ ایک طرف مانجھی کے ویگ نے زبردست حرکت دے دی۔ دوسری طرف رشی کے بلیدان کی سگندھی نے دماغ مضبوط کر دئے پھر کیا تھا ویدک دھرم کی اُنتی دن دوگنی رات چوگنی ہونے لگی۔ لیکن ایک آہوتی خواہ وہ کیسی ہی زبردست اور کتنی ہی سگندھی پھیلانے والی کیوں نہ ہو کب تک درگندھی کو دبا سکتی تھی قریب تھا کہ اس اگنی کی رہی سہی لپک بھی آنکھوں سے اوجھل ہو جاوے کہ دوسری آہوتی تیار ہو گئی۔ اور ۶ مارچ سنہ ۹۷ء کے ساڑھے ۷ بجے شام کو مہرشی دیانند کے سچے شِشیہ اور ویدک دھرم کے سچے پریمی پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے اپنے شریر کو اس یگیہ کنڈ کی بھینٹ کر دیا۔ اور یہ آریہ سماج ویدی پر دوسرا بلیدان ہے۔

آریہ مسافر کس طرح ہم سب سے ہمیشہ کے سفر کے لئے بچھڑ گئے۔ وہ ظالم چھری جس نے کہ ان کا کام تمام کیا کیوں کر لاہور میں پہنچی یہ سوالات ہیں جن پر غور کرنا رشی ستان کا فرض ہے۔ بلا امتیاز اس کے کہ آریہ ہوں یا ہندو۔ سکھ ہوں یا جینی۔ برہمو ہوں یا دیو سماجی ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ آپ پنڈت لیکھرام جی کے مختصر جیون سے آپ آگاہ ہو جاویں۔ پنڈت لیکھرام کے والدین موضع سید پور ضلع جہلم کے رہنے والے تھے۔ لیکن بہت عرصہ سے کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں جا بسے تھے۔ ضلع پشاور میں پنڈت جی پولیس کے محکمے میں ملازم ہو گئے۔

چنانچہ اس سپرٹ نے پنڈت جی میں تحقیقات کا مادہ بطریق وافرہ .... وابستہ کر رکھا تھا۔ چھوٹی ہی عمر میں اُن میں اس قدر نشوونما پایا تھا کہ شاید پچیس سالوں سے کم عمر میں ہی ضلع پشاور کی تاریخ کے لئے مصالحہ جمع کرنے کا کام حکام نے ان کے سپرد کیا تھا۔ پشاور میں پنڈت جی کی اسلام کی تعلیم سے مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے اسی کی پڑتال کرتے ہوئے منشی کنہیا لال الکھ دھاری اور منشی اندر من مرادآبادی کی تصانیف بھی پڑھنی شروع کیں۔ الکھ دھاری کے رسالے میں انہوں نے مہرشی دیانند کے مشن اور اُن کے پرچار کے حالات پڑھے۔ مگر حالات پڑھنے سے ہی چنچل من کو شانتی کی طرف رجوع ہوتا دیکھ کر اُنہوں نے مہرشی دیانند کرت گرنتھ منگائے اور پشاور میں آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ لیکن ایسے محقق کی تسلی صرف کتابوں سے کیوں کر ہو سکتی تھی۔ مہرشی دیانند کی مقناطیسی طاقت سے پریرے جا کر پنڈت جی سیدھے ان کے پاس اجمیر پہنچے اور اُن سے مل کر پوری شانتی حاصل کی۔ وہاں سے واپس ہو کر پولیس کی ملازمت سے دل بالکل متنفر ہو گیا۔ معاش کا فکر ایشور پر چھوڑ کر لاہور میں آ گئے۔ اور سنسکرت کا ادھین کچھ عرصہ تک کیا۔ فارسی زبان کے پہلے سے ہی فاضل تھے۔ اور عربی زبان میں بہت اچھا دسترس تھا۔ ہر طرح سے تیار ہو کر ویدک دھرم کی سیوا میں الپستھت ہو گئے۔ اور آریہ گزٹ فیروزپور کی ایڈیٹری کے ذریعہ سے ویدک دھرم کی اشاعت میں مصروف ہوتے۔ گو پنڈت لیکھرام جی نے ویدک دھرم کے گرہن کرتے ہی ہر ایک اویدک مت کا کھنڈن بے خوف ہو کر کرنا شروع کر دیا تھا۔ تاہم محمدی اسلام کے ساتھ انہیں خاص طور کا تعلق ہو گیا۔ اور یہ واقعہ ہمیں جتلاتا ہے کہ ویدک اگنی میں آہوتی ہو کر پڑنے کی تیاریاں ایشور کے انتظام کے مطابق اسی وقت سے ہو رہی تھیں۔ اسی عرصہ میں کچھ برس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی الہام کا دعوےٰ کر کے مسیح موعود کی پدوی لینے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ اتفاقاً ہوشیارپور میں ان کی بات چیت لالہ مرلی دھر جی ہمارے بزرگ آریہ بھائی کے ساتھ ہوئی۔ مرزا صاحب نے اس مباحثہ کا ناجائز فائدہ اٹھا کر لالہ مرلی دھر جی کی تقریروں کا لبطور خود خلاصہ دیتے ہوئے اپنی تقریروں کو بہت بڑھا کر ایک کتاب موسومہ "سرمہ چشم آریہ" لکھ ماری۔ یہ کتاب پنڈت لیکھرام جی کی نظروں سے بھی گزری۔ اُنہوں نے اظہار حق کی نیت سے اس کے جواب میں "نسخہ خبط احمدیہ" لکھ کر ویدک دھرم کی بزرگی کو ظاہر کیا۔ اس سے پہلے مرزا صاحب "براہین احمدیہ" لکھ چکے تھے جس کے جواب میں پنڈت جی نے "تکذیب براہین احمدیہ" تیار کر کے طالبان حق کے آگے رکھی تھی۔ ان دونوں کتابوں کا شایع ہونا ہی تھا کہ اہل اسلام کی طرف سے پنڈت جی پر تحریری حملوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ اکثر محمدی بھائی مباحثہ کے لئے روبرو آتے اور اپنی اس حوصلے کا خمیازہ اٹھاتے رہے۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں جب مہرشی دیانند کا جیون چرتر یعنی آریہ سماج میں پرتھم بلیدان کا اتہاس تیار کرانے کا خیال آریہ سماجوں میں پیدا ہوا۔ تو سوائے پنڈت لیکھرام کے اور کوئی بھی اس کام کے لئے مناسب خیال نہ کیا گیا۔ اس وقت آپ آریہ گزٹ کی ایڈیٹری سے سبکدوش ہوئے۔ اس وقت سے ہی پنڈت جی پورے آریہ مسافر بن گئے کوئی کونہ بھارت ورش کا نہ ہو گا جہاں کہ رشی دیانند کے جیون کی تفتیش کرنے پنڈت جی نہ گئے ہوں۔ ان کے اس عرصے کے جیون کا حال کسی اور موقعہ کے لئے چھوڑ کر مجھے صرف اتنا بتلانا کافی ہے کہ قریباً دو برسوں سے پنڈت جی کل مصالحہ جیون چرتر کا جمع کر کے ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے ساتھ ساتھ جیون چرتر کو ترتیب دینے میں لگے ہوئے تھے لیکن ساتھ ہی اس کے تحریر کا کام انہوں نے برابر جاری رکھا۔ یعنی ویدک دھرم کے مخالف حملوں کا جواب برابر دیتے رہے۔ پرچار کے کام میں بھی ان کا روز مرہ مقابلہ محمدی واعظوں اور مناددوں سے ہوتا رہا۔ اکثر موقعوں پر مجھے ان مقابلوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کیونکہ تین برسوں سے میں قریباً ہر ایک جگہ اُن کے ساتھ پرچار کرتا رہا ہوں۔ میں نے ایسے جلسوں میں بے تعصب علماء اسلام کی زبانی سنا کہ اُنہوں نے اپنے تجربے میں اس قسم کے مناظرے کی قابلیت کسی میں نہیں دیکھی ابھی کل کا تو ذکر ہے کہ بجاگو والی آریہ سماج کے جلسے پر ۲۸ جنوری کو ایک ہزار سے زیادہ مجمع میں ایک محمدی نوجوان سے انہوں نے بات چیت کی۔ کچھ مولوی میرے پاس بیٹھے تھے۔ جب پنڈت جی بولتے بے اختیار مولوی صاحبان کہہ اٹھتے۔ یہ بچہ (مراد محمدی نوجوان سے) شیر کے پنجے میں پھنس گیا ہے۔ آخر کار محمدی نوجوان نے اپنی زبان سے اپنی غلطی تسلیم کی اور بیٹھ گیا۔ پنڈت لیکھرام جی کا سارا کیریکٹر چند ایک الفاظ میں بیان کرنا ہو تو اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ وہ اعلےٰ درجے کے لینئو (؟) اور اُن کے گیان وید پر وشواس رکھتے ہوئے بے خوف ستیہ دھرم کی منادی کرتے رہتے تھے۔ خوف کے نام تک سے ناآشنا تھے۔ آریہ سماج کے موجودہ سبھاسدوں میں اس بے خوف اور ونڈر سپرٹ کا آدمی میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ لیکن کیا اس دلیری کا اس خونخوار سپرٹ سے کچھ تعلق ہے جو کہ فی زمانہ دلیری کی تعریف سمجھی جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب میں آریہ مسافر کے ہی لفظوں میں دینا چاہتا ہوں۔ ایک سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تعلیم یافتہ محمدی بی۔ اے نے سائنس اور اسلام کے اتفاق پر ایک لیکچر دیا تھا۔ پنڈت جی نے اس کا جواب آریہ سماج کے سالانہ جلسہ میں دیا۔ محمدی بھائی نے اس لیکچر کی تردید میں تقریر کی جس میں کہ پنڈت جی شامل تھے۔ پنڈت جی کی درخواست پر محمدی بی۔ اے کو بھی دوسرے دن پنڈت جی کا جواب سننے کے لئے آنا پڑا۔ ابھی آدھ گھنٹہ ہی مع حوالہ جات جواب ملا تھا کہ بی۔ اے صاحب کے ہمراہیان گھبرا گئے۔ ان میں سے ایک نوجوان نے جوش میں آ کر کہا کہ تم ایسی سخت کلامی کا مزہ چکھو گے۔ شور مچنے لگا۔ لیکن بہادر لیکھرام سنگھ ناد نے سب کو چپ کرا دیا۔ اور دلیرانہ جواب دیا کہ دلیل کا جواب میرے پاس جو حاضر ہے۔ عقل کا جواب عقل سے دینے کو تیار ہوں لیکن یاد رکھو کہ محمدی تلوار سے بھی میں نہیں ڈرتا۔ میں جان ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں۔"

ہا! آریہ ویر دشمنوں کو یقین ہو گیا تھا کہ تم جان ہتھیلی پر لئے پھرتے ہو۔ ویدک دھرم کی اشاعت میں جو پریم تمہیں تھا وہی آخر کار تمہاری جان لے گیا۔ اور ہم سب کو شوک ساگر میں ڈوبا گیا۔ باوجود ان سب سختیوں کے لیکھرام کا دل ہر وقت محمدی بھائیوں

باقی صفحہ ۵۵ کالم ۳

خاص شہید نمبر کیلئے

ارادہ کا پکا پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

لیکھک: جیہ شری نارائن سوامی جی پردھان سارودیشک سبھا دہلی!

دنیا میں کوئی بھی کام کامیابی کے ساتھ اسی وقت پورا ہوا کرتا ہے۔ جب مزبولا کے ارادہ میں پختگی ہو۔ اور اگر مگر کا اس میں دخل باقی نہ رہے۔ شک کرنا برا نہیں ہے لیکن انسان کا شکی ہونا برا ہے۔ شک کو دور کر دینے سے ضعیف الاعتقادی دور ہوا کرتی ہے۔ لیکن جس آدمی کو شک کرنے کی عادت ہو گئی ہو۔ اور وہ بات بات میں شک کرتا ہے۔ جس زمین پر وہ کھڑا ہے۔ اس کے لئے بھی اس کے دل میں شک ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھٹ جاوے اور وہ اس کے اندر سما جائے۔ گیتا میں ایسے شکی مزاج کیلئے کہا گیا ہے۔ کہ لازمی طور سے ناش ہو جائے گا۔ شک پیدا ہو جانے سے انسان کے ارادے میں نہ پختگی رہتی ہے۔ اور نہ آ سکتی ہے۔ وہ ہمیشہ ڈھل مل یقین رہا کرتا ہے۔ اس لئے ان دودانوں نے جنہوں نے طبائع انسانی کا مطالعہ کیا ہے۔ تعلیم یہ دی ہے۔ کہ جو آدمی بے دھڑک ہو کر کام کرتا ہے۔ اگر وہ تھوڑی دیر اور اسی طرح چڑھا چلا جاتا ہے۔ تو پہاڑ پر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اس کی طبیعت کے اندر شک پیدا ہو کہ کہیں میں گر نہ پڑوں اس لئے جیوں ہی وہ پیچھے کی اور دیکھتا ہے۔ اور زمین کی اچھی خاصی گہرائی اس کے خیال میں آ جاتی ہے۔ فوراً اس کا پاؤں ہ نیچے لگتا ہے۔ شریر میں لرزہ آ جاتا ہے۔ اور وہ ہمت ہار کر بیٹھ جاتا ہے۔ اب اس کیلئے نیچے یا اوپر دونوں طرف جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ بے دھڑک ہو کر کام نہ کرنے اور ارادے میں شک لانے سے اسی قسم کے نتائج دنیا میں نکلتے ہوئے دیکھے جایا کرتے ہیں۔ منو دھرم شاستر میں اسی لئے دھرم کے دس لکشنوں میں سب سے پہلی جگہ استقلال کو دی گئی ہے۔

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی ذات ستودہ صفات میں سب سے بڑی صفت یہی تھی۔ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ وہ جس کام کو شروع کرتے تھے۔ اس کی مخالفت انہیں اور بھی زیادہ حوصلہ پیدا کرنے کا سبب ہوتی تھی۔ انہیں قتل کی دھمکیاں ملیں اور بالآخر قتل بھی کر دئیے گئے۔ لیکن زندگی میں یہ سب باتیں ان کے لئے لڑکوں کا کھیل سے زیادہ وقعت رکھی ہوئی ثابت نہیں ہوئیں پنڈت لیکھرام جی کا وہ زمانہ جو انہوں نے آریہ سماج کے کام میں صرف کیا تھا۔ بہت تھوڑا تھا۔ مگر اسی عرصے میں وہ جگہ جگہ گھوم کر پرچار کرتے۔ مباحثہ کرنے کے ساتھ ساتھ

اپنی قیمتی کتابیں بھی لکھ گئے۔ کہ ان کی قیمت آج بھی کم نہیں ہوئی ہے۔ یہ سب کام اسی لئے ممکن ہو سکے کہ ان کے اندر دھرم کیلئے وہ جذبہ تھا جس میں نہ شک کی گنجائش تھی۔ نہ اگر مگر کا امکان تھا۔ آج جب آریہ جگت ان کا یوم شہادت منانے لگا ہے تو اس کے منانے کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے۔ کہ اپنے اندر ان کی صفات کو داخل کیا جائے۔ اور وے جس نڈرتا سے بے دھڑک ہو کر کام کرتے تھے اس کی تقلید کی جائے

(صفحہ ۱۰ سے آگے)

کی خدمت کے لئے ادھیر رہتا تھا۔ اتنا پتہ لگ جاوے کہ فلاں مجری ویدک دھرم کی طرف سیچوع ہے۔ پھر لیکھرام کو ہزار مشکلیں برداشت کر کے اس تک پہنچنا فرض ہو جاتا تھا

پنڈت لیکھرام کی دلیری کا مفصل ذکر کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ صاف گوئی میں اپنی آپ ہی مثال تھے۔ یہ صاف گوئی گو بعض اوقات سخت کلامی کی حد تک پہنچ جاتی تھی۔ لیکن جو لوگ ان کی نیت کی پاکیزگی سے باخبر تھے۔ انہیں کبھی کسی طرح کا بورنج نہیں ہوتا تھا۔ جہاں ایک طرف ویدک دھرم کی اشاعت کے لئے ہر وقت بھی تن مصروف رہتے۔ وہاں دوسری طرف کسی بڑے سے بڑے آدمی کی خاطر اپنے آتما کا خون کرنا روا نہیں رکھتے تھے۔ پنڈت لیکھرام کی تحریر اور تقریر میں عام آدمیوں کو سختی معلوم ہوتی تھی لیکن دور اندیش جانتے تھے کہ یہ سختی مخالفین کی بے لگام تحریروں اور ان کے بیجا آگ بھڑکانے والے حملوں کا نتیجہ تھی۔ آتما کی پشتلی کے ساتھ شریر بھی پیشٹ رکھتے ہوئے آریہ مسافر سچے دھرم ویر کا نمونہ تھے۔ اور ایسے صاف دل کہ ایک معمولی آدمی دھرم کا بہانہ کر کے انہیں دھوکہ دے سکتا تھا۔

پیارے ناظرین! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے وشواسی پرش کو دھوکہ سے قتل کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ اور نہ ہی ان کا دفعتاً بیرحمی سے قتل کیا جانا۔ کچھ اچنبھا معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ اکثر واعظان دین محمدی ان کے قتل کے فتوے بار ہا دے چکے تھے۔

شہید اکبر لیکھرام سے خطاب

خاص شہید نمبر کے لئے!

از قلم الشعراء المنامی کیفی

جرنلسٹ!

ترا جو حال ہے بیان سے باہر ہے
لکھوں میں کیا کہ ہر درد داستاں تیری

تیرے جو سامنے آیا شکست کھا کر گیا
عدو کے واسطے تلوار تھی زباں تیری

اے لیکھرام وہی چشم جہاں روشن ہو
بنائے سرمہ اگر لیکے استخواں تیری

ہوا ہے کیا جو زمانہ میں آج تو نہ رہا
رہیگی یاد زماں میں تو جاوداں تیری

جو تیرے نام کو سن کر جہاں میں جلتے تھے
وہ آج کرتے ہیں تعریف بیگماں تیری

خزاں نے گرچہ اجاڑا تھا تیرا باغ حیات
بنی بہار لیکن وہی خزاں تیری

لگایا زور کہ روکیں اسے جہاں والے
کسی سے رک نہ سکی کشتی رواں تیری

عدو نے چاہا تیرا نام مٹے عالم سے
جہاں میں اور بڑھی شان اہل شاں تیری

دغا نہ چھوڑی زمانہ میں خادم قومی
رہی تھی آن مگر حیف اگئی جاں تیری

ہوا شہید شہیدوں میں نام پایا ہے
ہے دھوم ہر دو جہاں میں یہاں وہاں تیری

دیا دکھائیگا سورج کو آج کیا کیفی؟
کریگا کون بیان حالت عیاں تیری

پنڈت لیکھرام اپنے ہمعصروں کی نظر میں

پنڈت لیکھرام آریہ سماج لاہور کا ایک درڈھ سبھاسد ہے۔ جنہوں نے اپنا جیون سماج کے لئے بلیدان کر دیا ہے۔ آپ عربی۔ فارسی کے زبردست عالم ہیں۔ امرتسر آریہ سماج کے گذشتہ سالانہ جلسہ میں آپ نے "مخالف مذاہب کی تحقیقات" پر ایک زبردست ویاکھیان دیا۔ آپ کی کوشش سے کہوٹہ کے لوگوں نے آریہ سماج قایم کر دی ہے۔ میانی پنڈ دادنخاں بھیرہ وغیرہ میں آپ کے زبردست لیکچر ہوئے۔ مجیٹھہ میں لالہ گنڈا مل اسسٹنٹ انجینئر کو آریہ سماج کی سچائیوں پر یقین دلایا۔ (آریہ پتر کا ستمبر ۱۸۹۶)

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

از شری پنڈت شانتی پرکاش جی رئیس المناظرین آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

اہل اسلام کے نزدیک حضرت ابوبکر خلیفہ اول کا بہت اونچا درجہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنجناب نے حضرت محمد صلعم کی ان باتوں کی تصدیق کی تھی کہ جن کی دنیا مکذب تھی۔ اسی لئے آپ کا نام صدیق پڑ گیا۔ رفتہ رفتہ یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ اصلی نام کی چنداں احتیاج نہ رہی۔ اسلام میں صدیق نام بہت مشہور اور مروج ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ ذیل کی حدیث سے بخوبی بیاں ہو جائیگی۔

سعید بن منصور نے اپنی سُنن میں ابوہریرہ کی روایت سے لکھا ہے کہ "جب رسول خدا شب معراج میں ذی طور نامی مقام پر پہنچے تو آپ نے حضرت جبرئیل سے کہا کہ میری قوم اس آسمانی سیر کی تصدیق نہیں کریگی۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکر کریں گے"۔

اہل اسلام کا مسئلہ ہے۔ کہ ایک رات حضرت محمد صلعم ایک براق نامی مخصوص سواری پر چڑھ کر حضرت جبرئیل کے ذریعہ ساتویں آسمان پر بہشت میں خدا کے پاس پہنچے تھے۔ وہاں دیدار خدا نصیب ہوا مخاطبہ اور مکالمہ کا شرف بھی حاصل ہوا۔ بعدہ حضرت اسی رات واپس آ گئے۔ اس آمد و رفت اور مکالمہ و مخاطبہ میں قلیل سے قلیل وقت صرف ہوا۔ جب حضرت واپس آئے تو دروازہ کی کنڈی ہلتے ہوئے پائی تھی اور حضرت کا بسترہ شریف بھی پسینہ سے ویسے ہی بھیگا پڑا تھا۔ جیسے کہ چھوڑ گئے تھے۔ اس سیر سے متعلق سعید کی شہادت مذکور ہو چکی۔ جب حضرت نے جبرئیل سے پوچھا کہ میری قوم میری تکذیب کرے گی۔ اور میرے بیان پر شاکی ہوگی کہ یہ سیر محض ڈھکوسلہ اور غلط بیانی ہے جو کہ غیر قدرتی اور نا قابل قبول ہے۔ اور اس طرح دنیا کے لوگ طرح طرح کی باتیں کہیں گے۔ کہ کبھی کوئی آسمان پر بھی جا سکتا ہے؟ اور اتنے قلیل وقت میں واپس آ سکتا ہے؟ لہٰذا کوئی بھی یقین نہ کریگا۔ اور حق یہ کہ یہ بات یقین کے قابل بھی نہیں۔ سائینس تو ایک آسمان کا وجود ماننے سے انکاری ہے۔ پھر ہفت آسمان کا مسئلہ کون قبول کرے گا؟ لیکن حضرت جبرئیل نے آنحضرت کو تسلی اور تشفی دی۔ کہ اور کوئی سیر آسمان کی بات قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن ابوبکر ضرور تصدیق کریں گے۔ اور اس کے حق میں گواہی دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب ابوبکر کے سامنے سیر آسمان کی بابت بیان کیا گیا تو ابوبکر نے جھٹ سے اس کی تصدیق کر دی اور کہا کہ یہ سچ ہے۔ یا رسول اللہ۔

اسی وجہ سے ابوبکر کا نام صدیق پڑ گیا۔ صدیق کے معنے ہیں تصدیق کرنے والا۔ تحقیقات حق کے بغیر جو تصدیق کی جاتی ہے۔ اس کا دوسرا نام اندھ وشواس ہے حضرت ابوبکر پر ہم یہ نقص عاید کرنا نہیں چاہتے لیکن یہ ایک سچائی ہے۔ جو کہ محدث نے اوپر بیان فرمائی ہے۔ کہ ابوبکر "ہر کہ شک آرد کافر گردد" کے قائل تھے۔ ممکن اور ناممکن کا ان کے آگے سوال ہی نہیں تھا۔ یقینا اندھ وشواس اپنی انتہائی حد تک جا پہنچا ہے۔ اس کا ایک اور ثبوت بھی کہ آنحضرت صلعم کی زوجہ مطہرہ کہ جن کا اسم مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا ہے حضرت ابوبکر کی لڑکی تھی۔ جو کہ شادی کے وقت شش سالہ تھی۔

گویا آنحضرت صلعم جناب ابوبکر کے داماد تھے۔

چنانچہ ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر حضرت محمد سے دو ماہ چھوٹے تھے۔" گو خلیفہ بن خیاط نے حضرت ابوبکر کی عمر حضرت محمد صلعم سے زیادہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ وہ یزید بن اصم کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے پوچھا کہ بڑے ہم ہیں یا تم؟ تو ابوبکر نے عرض کیا کہ بڑے تو آپ ہی ہیں۔ لیکن میری عمر آپ سے زیادہ ہے"۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے یزید کی اس حدیث کو نادرہ کہا ہے۔ اور عدم مشہوری کی وجہ سے نا قابل قبول بتلایا ہے۔ اس لئے پہلی حدیث صحیح ہے۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نکاح کے وقت آنحضرت کی عمر زیادہ تھی۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا اس کی تہ میں بھی یہی راز معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر انکار نہیں کر سکتے ہوں گے۔ ورنہ تقلید میں فرق آتا تھا۔ فی الحقیقت اسلام کی بنیاد تقلید پر رکھی گئی ہے۔ اور اسی کے مجسمہ حضرت ابوبکر تھے۔ جنہیں پورا مقلد ہونے کی وجہ سے صدیق کا خطاب دیا گیا جو کہ مذہب اسلام کا اصول بنا ہوا ہے۔

ہر کہ شک آرد کافر گردد

لیکن آریہ دھرم کی خصوصیات میں یہ ہے کہ بغیر تحقیقات کے کسی بات کو قبول نہیں کرنا۔ تحقیقات حق کا مادہ آریوں کو گھٹی میں پلا دیا جاتا ہے۔ اور یہاں یہ نگ دہل کہا جاتا ہے۔ کہ

यस्तर्केणानुसंधत्ते स वेद
जेतरः धर्म वेद नारः

جو ترک یعنی دلیل کی کسوٹی پر پورا اترے وہی دھرم ہے۔ دوسرا نہیں۔ خود آریہ سماج کے پرورتک کوری تقلید کے پکے مخالف تھے۔ اور شخصی مذہب کے دشمن اسی لئے تو انہوں نے مشہور عالم تصنیف ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی میری تحریریں بھی نقص پایا جائے تو اسے قبول نہیں کرنا۔ رشی کی اتر آتما میں تحقیقات کا مادہ شروع سے ہی ودیعت کیا گیا تھا۔ ان کا معراج آسمانی یا جسمانی نہیں تھا۔ بلکہ روحانی تھا۔ جسمیں صداقت کی شعاعیں تھیں لیکن اندھ وشواس نہ تھا۔

چنانچہ جب پتا نے مول شنکر کو مہادیو کی بڑائی سنائی اور مہا بتلائی کہ وہ ساری کائنات کا مالک اور پیدا کنندہ ہے۔ سب کو قابو میں رکھ کر نیم میں چلا رہا ہے۔ کائنات کا ایک ذرہ بھی اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا۔ تم آج اس لامحدود طاقت والے شو کی پوجا کرو۔ اور ورت رکھو۔ تو بالک مول شنکر نے بڑے شوق سے برت رکھا اور رات بھر جاگرن کیا۔ پجاری سو گئے پتا سو گیا لیکن مول شنکر اکیلا جاگ رہا ہے۔ اور مندر میں شو کی پوجا کر رہا ہے۔ آدھی رات کے وقت اچانک بل سے چوہا نکلا اور شو کی مورتی پر چڑھاتے گئے نیویدیہ کو کھانے لگا۔ شو جی کے سر پر کودنے اور قلابازیاں مارنے لگا تھی اگر۔

مول شنکر نے یہ نظارہ دیکھا اور سوچا کہ یہ بے بضاعت چوہا شو کی بے عزتی کر رہا ہے۔ سر پر کود رہا ہے۔ اور کئی بتوں کو بھی گرا رہا ہے۔ لیکن شو جی اس کا کچھ نہیں کر سکتے۔ اور نہ اسے سزا

دے سکتے ہیں۔ پتا نے تو شو کی حمایت تبلائی تھی۔ یہ شو کوئی اور معلوم ہوتا ہے۔ لامحدود طاقت والا سب کا پیدا کنندہ شو کوئی اور ہوگا اس طرح سے دل پر تلاطم برپا ہوگیا۔ خیالات پر خیالات آنے لگے۔ پتا کو جگایا اور پوچھا لیکن کوئی تسلی نہ ہوئی۔ آخرکار اپنے دل کے ساتھ پکا فیصلہ کیا کہ اصلی شو کی تلاش کرنی ہے۔ اور گھر سے چل دیا۔ صدہا تکلیفات کے بعد آخر وگ گئی میں دگدھا ہو کر شو کو پایا۔

گج شو راتری کلیان کی رات تھی۔ خروج کی رات تھی۔ میرے سوامی کا عروج اسی رات سے ہوا۔ دیانند کا شب معراج شو راتری کی رات تھی۔ یہ مول شنکر کا پہلا الہام تھا جو اس کے دل پر نازل کیا گیا تھا۔ اگر اس وقت مول شنکر کو اعتقاد تھا اور پتا کی ہاں میں ہاں ملا دیتا۔ تو مول شنکر ختم تھا۔ اس کے روحانی عروج بھی ختم تھے۔ دیش ترک کے دھنی تھے۔ تو الہامات میں نہ پھنس سکے اور آریہ سماج کو بھی اس بلا سے محفوظ بنا گئے۔

چنانچہ جب پنڈت لیکھرام نے مہرشی دیانند کی شہرت سنی تو ملنے کا اشتیاق بڑھا۔ پہلے بھی مذہبی مطالعہ کافی تھا۔ گیتا۔ پورانوں کی کتھائیں اور گرنتھ صاحب کے بہت سے دوہے ازبر تھے۔ دلمیں پورانے دھرم کے متعلق شکوک پیدا ہو چکے تھے۔ لیکن آتما میں روحانیت کی پیاس موجود تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے کام کاج کو چھوڑ کر بھی پشاور سے دور دراز کا سفر طے کر کے مہرشی جی سے ملنے گئے رشی کے پاس جا کر کچھ ایک سوالات پوچھے۔ مہرشی جی سے مدلل جواب سن کر پنڈت لیکھرام کی تسلی ہو گئی۔ اور وہ رشی کے پکے شیشیہ بن گئے۔ لیکن اندھے مقلد نہیں بنے۔ ہاں میں ہاں نہیں ملائی۔ بلکہ بعدہ بھی جب کبھی شکوک پیدا ہوئے تو خاموشی خم ٹھونک کر بیٹھنے کی بجائے فوراً رشی کے پاس اپنے شکوک لکھ بھیجے اور جب تک تسلی بخش جواب نہیں پایا۔ تب تک دم نہیں لیا۔

پنڈت لیکھرام ترک اور دلیل کے دھنی تھے۔ یہ بات ان کی کلیات کے پڑھنے سے عیاں ہو جاتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ان کی دلائل صادقہ سے ہمیشہ گھبراتے رہے چنانچہ جب مرزا صاحب نے معجزہ دکھانے کا اعلان کیا۔ جس کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ جو معجزہ دیکھے گا وہ فوراً مسلمان بن جائے گا ورنہ بصورت دیگر کچھ تاوان بھی اپنے اوپر مقرر کر دیا۔ تو پنڈت لیکھرام نے مرزا صاحب کا پیچھا کیا۔ آخر مرزا صاحب کے عذر در عذر دیکھ کر قادیان جا پہنچے۔ اور متواتر دو ماہ قادیان میں رہے۔ جب مرزا صاحب کی دعاؤں میں کچھ بھی صداقت نہ دیکھی تو وہاں آریہ سماج کی استھاپنا کر کے واپس چلے آئے۔

پنڈت لیکھرام کو موت کی دھمکی دی گئی۔ علی الاعلان اشتہاروں اور کتابوں میں اس خونی شعر کا ورد ہوا کہ:۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ۔ بترس از تیغ براں محمدؐ۔

دلیل کا جواب تلوار سے دینا اسلام کا خاصہ رہا ہے۔ لیکن اس دھمکی کا اثر دیر لیکھرام کے دل پر کچھ بھی نہ ہوا دھمکی محض کوری دھمکی نہ تھی۔ ایک دن آیا جب دیر لیکھرام شہدا کی صف میں جا کھڑے ہوئے قاتل تا قیامت روسیاہ ہوا۔ دیر کی شہادت رنگ لائے بغیر نہ رہ سکی۔ مرزا غلام احمد کی روح تھرا اٹھی اور اس کا کفارہ مرنے سے کچھ روز پیشتر پیغام صلح کے روپ میں کر گئے۔ جس میں وید مقدس کو الہامی اور مبنی برحق تسلیم کیا۔ اور دیر کے دلائل قاطع اور براہین ساطع کے سامنے سر جھکایا۔

کاش حضرت ابوبکر صدیق میں بھی یہی سپرٹ کام کرتی۔ اور ترک کو اپنا رہبر بناتے۔ آنحضرت صلعم سے مودبانہ عارض ہوتے۔ کہ امور غیر متعلقہ کا امکان کیسے تسلیم کیا جائے۔

قادیانی نبی کی شان

ہے پگڑی ہاتھ میں مالا۔ مگر دنیا پہ متوالا۔
کہے چندہ ادھر لا لا۔ وہ مرزا قادیان والا

نہ جس کو دھرم سے الفت۔ نہ تھا کچھ دین سے مطلب
نہ جھگڑوں سے جسے فرصت۔ وہ مرزا قادیان والا

بنوت گھر بلاتا تھا۔ نیا فرقہ چلاتا تھا۔
مذاہب کو لڑاتا تھا۔ وہ مرزا قادیان والا

نگاہیں مال و زر پہ ہیں۔ وہ پھندے ہر بشر پہ ہیں۔
یہ حیلہ گر مکر پہ ہیں۔ وہ مرزا قادیان والا۔

تھے خواب موت کے عادی۔ ہمیشہ سوچ بربادی
عجب مہدی عجب ہادی۔ وہ مرزا قادیان والا

نکاح مولے سے پڑھوایا۔ یہ رشتہ کس نے بتلایا۔
نگا کر زور شرمایا۔ وہ مرزا قادیان والا

عجب گفتار تھی اس کی۔ عجب رفتار تھی اسکی
عجب ہر کار تھی اس کی۔ وہ مرزا قادیان والا

شہید اکبر نے للکارا۔ بیچارہ گھر میں ہی ہارا۔
یہ دیکھا سب نے نظارا۔ وہ مرزا قادیان والا۔

یہ پھر بلیدان دن آیا۔ بلی اپنی چڑھاؤ تم
شہید ی ویدی پر مر کر۔ امر بن کر دکھاؤ تم۔

شہید کی ایک یادداشت

"سماج بھارت ورش کو آریہ دھرم میں لانے کے حسب ذیل سادھن ہیں۔ اگر ان میں ہم ایشور کرپا سے کامیاب ہوں تو لازمی طور پر سب لوگ ست دھرم کی شرن میں آ جائیں گے۔

(۱) ودھوا دواہ یا کوئی اور سادھن جس سے مستقبل میں عورتیں مسلمان یا عیسائی نہ ہوں

(۲) شدھی کا کام جس سے دیگر مذاہب والے ویدک دھرم میں آ سکیں۔

اسی وید پر چار فنڈ کا کام یعنی اپدیشک تیار کرنا۔

(۴) بچپن کا وواہ روکنا۔

(۵) پستک پرچار ہر ایک زبان میں نیز سابقین کی وہ باتیں جو وید دھرم کے خلاف ہوں ان پر غور کرنا۔

(۶) سادھو کم ہوں نیز موجودہ سادھو اپدیشک بن کر دھرم کا کام کریں۔

(۷) دان کی ویوستھا ٹھیک کرنا۔

آریہ پرشو! سوچو تم نے کہاں تک مذکورہ بالا طریقوں کو عملی صورت میں لانے کی سعی کی ہے۔ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو۔ کہ اگر آج دیر لیکھرام پھر سے تمہارے اندر آ کر پوچھیں تو انہیں کیا جواب دو گے؟ کیا ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ ہم شہید کی قربانی کا نام لیکر تو لوگوں میں جوش پیدا کریں۔ مگر اس کے کام پورا کرتے ہوئے کانوں پر ہاتھ رکھیں

خط وکتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں!

شہید قوم پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

از پنڈت وشنو پرشاد جی فدا۔ بی۔اے!

ساغرِ دل میں جمیت موج زا ہونے کو ہے — جوش اس جام گلی میں رونما ہونے کو ہے
کھلنے والی ہے ریاضِ فکر کے دل کی کلی — نرگس بیمار کی بھی چشم وا ہونے کو ہے
شیشۂ دل میں مبادا بال آجائے کہیں — سنگ دل کے سامنے کی انتہا ہونے کو ہے
پھر گئی آنکھوں میں صورت ہے کسی آزاد کی — محوِ حیرت طایرِ رشتہ بپا ہونے کو ہے
ہو نیوالا ہے کسی کا خون اتنا سفید — خون اب منت کشِ رنگِ حنا ہونے کو ہے
تذکرہ چھڑنے لگا ہے اک شہید قوم کا — اسکے ایثارِ دل کا گویا حق ادا ہونے کو ہے

پھر گیا آنکھوں کے آگے ایک سین جانگداز
فکر کو حاصل ہؤا اندازِ نو کا سوز و ساز

نور کا ترکا ہے کچھ کچھ ابر سے چھایا ہؤا — مطلع انوار کا ہے صحن گدلایا ہؤا
جانب مشرق شفق ہے زینت آرائے نظر — خور ضیا پاشِ فلک دہلیز پر آیا ہؤا
بادلوں میں چھپ رہا ہے بادلِ ناخواستہ — دہر کی بے مہریوں اور شر سے شرمایا ہؤا
وہ فراوانی جہاں میں مل گئی سیداد کو — مہر بھی اس میں نکلتا ہے تو گھبرایا ہؤا
دیکھئے وہ جا رہا ہے قاتلِ خنجر بکف — دیدۂ بے دید کا ہے کچھ آج پتھرایا ہؤا
لُٹ گیا ہے کیا کسی بڑھیا کا گلزارِ مراد — نذرِ کینہ ہو گیا...... سونا زسے جایا ہؤا

ڈیدیا ڈنگ بالآخر آستیں کے سانپ نے
سا کھ جھٹلائی جفا کر آستیں کے سانپ نے

اے مسافر! موت ہے حرمت ہوئی تیری فزوں — مر گیا افتاد سے جلاد خود ہو کر زبوں
زندگی میں بھی رہا ہو گا وہ محجوبِ عدم — چل گیا ہوگا ستمگر پر شہادت کا فسوں
اسکی سفاکی بنے گی پردہ دراس کی کبھی؟ — اسکے سر پر چڑھکے بولیگا ستم کا یہ جنوں
تیرا کچھ بگڑا نہ آبِ خنجرِ فولاد سے — رہ گیا باقی مگر جلاد کی گردن پہ خوں
تیری تصنیفات نے بخشا تجھے ثبتِ دوام — میٹ دیگا اس کو اک دن اسکا بختِ واژگوں
خوبیوں سے تو جہاں میں زندۂ جاوید ہے — ہے وہ بدخواہ ستم پیشہ عدم میں سرنگوں

خون تیرا عارضِ افکار کا غازہ ہؤا
جذبۂ توحید تیرے نام سے تازہ ہؤا

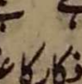

سماجک عمارت کا سیمنٹ

از شری مہاتما ہنسراج جی ...... لاہور!

میں نے دھرم ویر پنڈت لیکھرام کے درشن اس وقت کئے جب کہ انہوں نے ویدک دھرم کے پرچار کے کام کو اپنی زندگی کا مشن بنایا ہی تھا۔ ان کی صورت بڑی سیدھی تھی۔ مگر ان کے ہردے کے اندر دھرم کے پریم کی اگنی بڑے زور کے ساتھ ملتی تھی۔ کوئی وقت نہیں جب وہ آریہ سماج کا خیال نہ کریں اور نہ کوئی تکلیف تھی جسکو وہ آریہ سماج کی خاطر برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ اگر یا بخسو مسلی سے تار آتی ہے۔ کہ کوئی ہندو اپنے دھرم کو تیاگ کرنے لگا ہے۔ تو پنڈت لیکھرام وہاں پہنچ کر کام کرنے کے لئے موجود ہے۔ نہ راستہ کی تکلیف کی پرواہ ہے۔ نہ اس بات کا خیال ہے۔ کہ جہاں جائیں گے وہاں روٹی ملنا بھی مشکل ہے۔ مخالفین کی تعداد ہزار گنا زیادہ ہے۔ اور مددگار شاید کوئی بھی نہ ہو۔ مگر پھر بھی دھرم ویر اپنے نیچے پر قایم ہے۔ اور اپنے مشن کی پورتی کے لئے حاضر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اپدیشک ان کی زندگی سے سبق لیں۔ ان کی زندگی سے بھی بہت سبق سے ہیں۔ پر میں صرف تین باتوں کا ہی ذکر کرتا ہوں۔ اول۔ ان کی زندگی تپسیا کی زندگی تھی۔ وہ تکلیف برداشت کر سکتے تھے۔ اور برداشت کرتے تھے۔ ہر روز دورہ پر رہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ان کو اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں تھی۔ کہ ان کو امیرانہ خوراک دی جاتی ہے۔ یا غریبانہ۔ جو کچھ ملتا تھا اس کو کھا کر بلکہ کئی بار بھوکا رہ کر بھی وہ اپدیش دیتے تھے۔ اور بحث مباحثہ کر لیتے تھے۔ ان کی پوشاک بھی بڑی سادی تھی۔

دوئم۔ ان کے اندر بے حد کی نربھیتا تھی۔ ہزاروں مخالفوں کے اندر کھڑے ہو کر وہ ان کے مذہب کا کھنڈن کرنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ ان کو اس بات کی پرواہ تک نہیں تھی کہ میری زندگی محفوظ ہے یا نہیں۔ احمدیوں کے مقابلہ میں وہ ہر وقت ڈٹے رہتے تھے۔ انکی تقریروں اور تحریروں میں ڈر کی بو تک نہیں پائی جاتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو مسلمانوں کے جھگڑے سے نکال کر بچایا۔ انارکلی کے پل پر کئی دفعہ میں نے ان کے وعظ کو سُنا۔ ایک دفعہ تو جھگڑا ہی ہونے لگا تھا۔ مشکل سے اور تعدد سے لوگ ان کو بھگت ایشر داس جی کے مکان پر لے گئے۔ اور لڑائی کو رفع دفع کیا گیا۔

سوئم۔ آریہ سماج کے لئے ان کو اتینت پریم تھا وہ اس پر فدا تھے۔ نہ اپنے گھر کی کچھ پرواہ تھی اور نہ دوستوں کا خیال تھا۔ جب آریہ سماج میں نفاق پیدا ہوا۔ بد قسمتی سے میں اور وہ مختلف اطراف میں تھے۔ انہوں نے بہت کوشش کی کہ ہم کو اپنی طرف کھینچیں۔ اگرچہ وہ اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہوئے۔ مگر میں اس بات کی ساکشی دیتا ہوں کہ ان کی اس ساری کاروائی کی تہ میں آریہ سماج کا پریم تھا۔ جس طرح پر جیسیمات منشرہ اپنے ارادہ سے بچے تھے۔ اسی طرح دھرم ویر بھی آریہ سماج اور ویدک دھرم کے پرچار سے بڑھکر اور شئے کو سویکار نہیں کرتے تھے۔ یہی ان کی زندگی کی لگن تھی۔ اور اسی کے لئے وہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔

صدی کے چوتھائی حصہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر میری آنکھوں سے وہ نظارہ مدہم نہیں ہؤا۔ جب کہ شوک میں گرست سینکڑوں ہندو شمشان بھومی میں ان کی ارتھی کے گرد جمع تھے۔ پنجاب میں عام طور پر اور لاہور میں خاص طور پر ایک دلولہ سا پیدا ہو گیا تھا۔ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور جس وقت وہ دھرم ویر کی شہادت کا حال سنتے تھے۔ اُن کا دل کانپ اٹھتا تھا۔ اس دلولہ میں ساماجک بھائی بھی بغلگیر ہوئے تھے مگر وہ گیان صرف شمشان گیان تھا۔ شمشان بھومی میں پہنچ کر پاپی بھی چند منٹوں کے لئے اپنے خیالات بدل لیتا ہے۔ مگر یہ تبدیلی باثر نہیں ہوتی۔ سماج کی حالت بھی ایسی ہی ہوئی۔

جس شخص نے پنڈت لیکھرام کو شہادت کا پیالہ پلایا۔ اس کا پتہ اس وقت تک نہیں چلا۔ اتنا معلوم ہے کہ پنڈت جی نے ایک شخص کو اپنے پاس رکھا اور اس کو تعلیم دے کر شدھ کرنے کا ارادہ کیا۔ اُس شخص نے بھی پنڈت جی کے پاس آکر آریہ سماج کی تعلیم سے فایدہ اٹھانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ان کی موت سے ایک ہفتہ پہلے ایک مسلمان کالی کمبلی اوڑھے ہوئے میرے پاس شدھی کے لئے آیا تھا اور اس نے یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ آریہ دھرم کی سکشا کے لئے میں اس کو اپنے پاس رکھوں۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ نہ میں خود ایسا کر سکتا ہوں۔ اور نہ کالج میں اس قسم کا انتظام ہے۔ وہ شخص چلا گیا اور ایک ہفتہ کے بعد ہم نے پنڈت جی کی شہادت کی خبر سنی۔ قاتل اس بات میں تو کامیاب ہوا کہ پنڈت جی کی زندگی کا خاتمہ کر دے۔ مگر اس نے

خونی شام

[illegible]

اک برس بعد آئی چھ مارچ کی شام　　آج ویدک دھرمیوں کا ہے یہ کام
دل سے لیں پرماتما کا پہلے نام　　پھر منائیں سارے یادِ لیکھرام
ہو گئے ویدک دھرم پر جو شہید
جن کا ثانی ہے جہاں میں ناپدید

ان کو بس ویدک دھرم سے پیار تھا۔　　یہ دھرم من کا فقط دلدار تھا
اس کے بن جینا انہیں دشوار تھا۔　　جان دینے سے نہیں انکار تھا
الفتِ ویدک دھرم پہ شاد تھے
نیم سب ویدک دھرم کے یاد تھے

اُن کو تھی ویدک دھرم سے وہ لگن　　اس کی خاطر سب سہے رنج و محن
عمر بھر پھرتے رہے باندھے کفن۔　　خون سے سینچا ہے آخر یہ چمن
تیغِ قاتل کو جگہ پہلو میں دی
مرحبا صد آفریں اُف تک نہ کی

دے گئے اپدیش ولیکچر بے حساب　　بات تھی جو اُن کی تھی وہ لاجواب
یاد تھی مذہب کی اُن کو ہر کتاب　　عمر بھر کی کفر کی مٹی خراب
بحث کی ہر اک سے موڑا منہ نہیں
ایک بھی ہے جس کا توڑا منہ نہیں

کانپتے تھے نام سے ہی مولوی۔　　سوتے سوتے چونک پڑتے پادری
سامنے اک بار گر آیا کوئی۔　　کٹ گیا تیغِ دلائل سے وہی۔
جوش تھا ویدک دھرم کا تھے دلیر
بولتے میدان میں تھے مثلِ شیر

چاہتے تھے وہ بھلا سنسار کا　　کام کرتے تھے وہ پراُپکار کا
بار گرچہ سر پہ تھا گھربار کا　　کام کرتے ہی رہے پرچار کا
نذر دیں میں فکر چھوڑا دہر کا۔
ٹھوکروں سے توڑا پیالہ زہر کا

ان کے دل میں تھا نہ دولت کا خیال　　نام کا اپنے نہ شہرت کا خیال
شخصیت کا تھا نہ عظمت کا خیال　　خلق میں اپنی نہ عزت کا خیال
بے غرض ہو کر کیا جو کچھ کیا
شوق سے جامِ شہادت بھی پیا

لیکھرام ایسے بھلا اب ہیں کہاں۔　　تا ابد ہیں ویدک دھرم فخرِ زماں۔
یاد کرتے ہیں انہیں پیر و جواں۔　　تم ہی ہے ویدک دھرم کا مدح خواں
دور بدلا راحت و آرام کا
شام نے باندھا سماں کہرام کا

اے شہیدِ دھرم پنڈت لیکھرام　　حشر تک زندہ رہے گا تیرا نام
کی دھرم پر زندگی تو نے تمام۔　　جان کر دی نذرِ تیغِ بے نیام
ہے نشانی فتح تیرے کام کی
موت تیری ہے شکست اسلام کی

شری پوجیہ پنڈت لیکھرام جی کے جیون سے شکشائیں

از شری مہاشہ شمبھو راج جی ودیارتھی دیانند اینگلو ویدک اپدیشک ودیالیہ لاہور

یہ بات ٹھیک ہے کہ آج پنڈت جی مہاراج ہمارے درمیان موجود نہیں اور اپنے کمار بندھ سے اپدیش نہیں دے سکتے۔ پرنتو اُن کا جیون چرتر ہمارے لئے بڑا شکشا پرد ہے۔ آج میں آپ کے سمکھ پوجیہ پنڈت جی مہاراج کے جیون سے کچھ شکشائیں رکھنا چاہتا ہوں۔ جن کو پڑھ کر آپ اپنے جیون میں لا کر اپنے آپ کو اونچا اُٹھائیں۔

مستقل مزاجی:۔ یہ ان دنوں کی بات ہے۔ جب کہ تعلیم کے لئے کالج اور سکول نہ ہوتے تھے۔ بلکہ طلبا مسجدوں میں پڑھتے تھے۔ پنڈت جی بھی مسجد میں ہی پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو بہت پیاس لگی۔ اور مولوی صاحب سے پانی پینے کی چھٹی مانگی۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہاں مسلمانوں کا پانی پی لیں۔ بہت گرمی کا موسم تھا پنڈت جی نے ان کا پانی نہ پیا اور جب تک مسجد میں رہے پیاسے ہی رہے۔

تلاشِ حق:۔ پنڈت جی لیکھرام جی نے پہلے تو بچپن میں مورتی پوجا کرتے رہے۔ مگر جب دھارمک گرنتھوں کو پڑھا اور رشی دیانند کا پتہ لگا۔ تو رشی کے ساتھ ملاقات کی بھینٹ ہوئی۔ اور ان کے اپدیش امرت سے ساری شنکاؤں کو دور کیا۔ تھا ویدک دھرم کے انویائی بن گئے۔

اپریل ۱۸۸۱ میں انہوں نے پشاور میں آریہ سماج کا بنیادی پتھر رکھا۔

ایک دن کرپا رام جی نے پنڈت جی سے پوچھا کہ آپ مسلمانوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں ایک دن آپ بھی مسلمان ہو جاؤ گے انہوں نے کیا سندر جواب دیا کہ ہے مترسنو دس گھڑے پانی کے بھرے ہوئے ہوں۔ یدی آپ کو ٹھنڈا پانی پینا ہو تو ہر ایک گھڑے سے تھوڑا تھوڑا لینا ہی پڑیگا۔ بعد میں معلوم ہوگا کہ کون سا ٹھنڈا پانی ہے۔ اس طرح یدی سب سے اچھا دھرم ڈھونڈنا ہے۔ تو ہر ایک مت کی پستک کا مطالعہ کرنا آوشیک ہے۔

سدا چار کی مورتی:۔ پنڈت جی ایک دفعہ بہت رات کے سمے پر سماج میں آئے۔ کچھ کھانا تو بنا ہی نہیں تھا۔ اس لئے سامانک کارروائی ختم ہو گئی۔ سب لوگوں نے چاہا کہ تفصیل دار سماج کے پردھان بنائے جاویں۔ مگر پنڈت جی نے کہا کہ وہ گوشت کھاتے ہیں۔ اس لئے انہیں نہیں بنانا چاہئے۔ جب لوگوں نے یہ بات نہ مانی تو پنڈت جی وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔

دھرم پرچار کی لگن:۔ پنڈت جی پشاور میں ملازم تھے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد کے چیلے حکیم نورالدین لالہ ٹھاکر داس کو مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ پنڈت جی فوراً وہاں پہنچے اور ویدک دھرم کی خوبیاں بتلا کر انہیں بچا لیا۔

ایک دن گھر میں بیٹھے بھوجن کر رہے تھے۔ اور لفافہ آیا۔ انہوں نے کھول کر پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ کچھ ہندو مسلمان ہونے والے ہیں۔ اُسی وقت بھوجن چھوڑ کر چل پڑے دھرم پتنی نے کہا۔ کہ پنڈت جی آپ ابھی باہر سے آئے ہیں۔ آپ کو اپنے پیارے لڑکے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ مگر بہادر دل نے کیا سندر جواب دیا۔ کہ مجھے اپنے بچے کی پرواہ نہیں۔ چاہے وہ مر جائے مگر دوسرے ہزار بھائیوں کو بچاؤں گا۔ جب پنڈت جی کو اطلاع ملی کہ لڑکا چل بسا۔ تو وہ روئے نہیں۔ بلکہ ایشور سے پرارتھنا کی کہ ہے ایشور تیری اچھا پورن ہو۔

آخری وصیت اور بلیدان:۔ پنڈت جی ملتان میں لیکچر دے کر واپس لاہور میں آئے تھے اور دھنتائیوں کو آخری الفاظ یہ کہے کہ میرا آخری لیکچر یہاں کا ہے۔ جب لاہور میں آئے تو ایک مسلمان نے چھرے سے ان کو امرت کا پیالہ پلا دیا۔ اُن کی آخری وصیت یہ تھی کہ آریہ سماج سے تحریر کا کام بند نہ ہونے پاوے۔ سو آج یدی ہم اُس شہید کے جیون سے کچھ شکشا لینا چاہتے ہیں۔ تو ہم بھی اُن کی مانند دھرم کی بلی پر قربان ہونے والے ویر بنیں۔ اور جگت میں ویدک دھرم کا ڈنکا بجا دیں۔

یہ قیمتیں پوری درج ہیں۔ اخیر مارچ ۱۹۳۷ء تک امرت دھارا اور اسکے مرکبات ۳/۲ قیمت پر باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر ملینگی!

ہر شخص کے پڑھنے کے لئے صحت کے قوانین کو بتانے والی

مارچ میں نصف قیمت

مفید عام طبی کتب

مارچ میں نصف قیمت

ہر کتاب اپنا ثانی آپ ہی ہوتی ہے کیونکہ جس مضمون کو پنڈت صاحب لکھتے ہیں اس کو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری کتب کے علاوہ نیچر کیور، کرومو پیتھی۔ ہومیو پیتھی وغیرہ کتب کے مطالعہ کے بعد پیش کرتے ہیں تقریباً چار درجن کتب لکھی جا چکی ہیں۔ ناظرین کو چاہئے کہ اپنی اپنی ضرورت اور شوق کے مطابق فہرست سے انتخاب کر کے اس مارچ میں یہ مفید عام کتب اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے منگوالیں۔

امرت دھارا کے چھتیسویں ۳۶ سالانہ جلسہ کی خوشی میں

مارچ میں نصف قیمت پر بھیجی جا رہی ہیں!

ہر ایک کتاب گھر میں رکھنے کے قابل ہے۔ فہرست کو پڑھ کر جو مناسب سمجھیں منگوالیں۔ وہ خاص کتب جن کا ہر ہندوستانی کے واسطے مطالعہ اہم ضروری ہے ان کو پہلے درج کر دیا ہے یہ تمام کتب کوی ونود وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت جی شرما وید موجد امرت دھارا کی تصنیف ترتیب یا ترجمہ کی ہوئی ہیں!

کام ودیا شاستر حصہ اول {اس کے اندر پچاس کوک شاستر کی اور دو صد خیالیس دستی تصاویر ہیں۔ یہ} سلسلہ وار مرد و عورت کے تعلقات کے متعلق شروع کیا گیا ہے۔ ابھی نمبر وار رسالہ نکلے ہیں کہ سات بار چھپ کر ہاتھوں ہاتھ بک چکے ہیں۔ اس میں خوبصورتی موجودت کا مفصل بیان ہے۔ مرد و عورت کی اقسام کا مدلل تذکرہ مرد و عورت کی قوتِ حیات کا بیان ہے۔ قیمت اردو پانچ روپے۔ ہندی چھ روپے۔

جیون شکتی قوتِ حیات {یا ہم ہمیشہ جوان کیسے رہ سکتے ہیں} اس میں صحت قائم رکھنے والی جوانی ہمیشہ برقرار رکھنے والی عمر کو دراز کرنے اور بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لئے اسرار مندرج ہیں ایسے نکتے اور سادگی کی باتیں ہیں کتاب میں بیان کی گئی ہیں جو پڑھنے سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ ہر سمجھدار انسان کو خود پڑھنا اور اپنی اولاد کو پڑھانا سنانا چاہئے۔ جابجا سے زیادہ تصویریں ہیں جو مضمون کی وضاحت کرتی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔ ہندی دو روپے۔

حفظ ماتقدم و علاج {اس میں لکھا ہے کہ انسان کو اپنے پر حکومت کرنا کتنا ضروری ہے۔} یہ پڑھنے سے ہی معلوم ہوگا۔ نیز اس میں مندرجہ ذیل تکالیف مثلاً قلت غلامی۔ جذبات بے خوابی تکان دماغی۔ طبیعت کا اچاٹ ہونا۔ جھنجھلاہٹ۔ ناکامی۔ جلد بازی۔ بڑھاپا وغیرہ کے ساتھ ہی تہذیب کی عام امراض کا بھی حفظ ماتقدم و علاج درج ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲/۰

ضروریات زندگی {انسانی زندگی کے واسطے کونسی چیزیں ضروری ہیں اور ان سے کس طرح فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کیسے} وہ زندگی کو برباد کرنے والی اور اس کو گھٹانے والی ہوتی ہیں صحت کی قدر کرنے والے شخص کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اپنی اولاد کو کرانا چاہئے۔ قیمت ایک روپیہ ہندی

رسالہ خوراک {اس میں مسئلہ خوراک کے ہر پہلو پر بالتفصیل بحث کی گئی ہے اور ضروری و مفید ہدایات اردو۔ ہندی۔ ویدک۔ یونانی۔} طب سے بھی درج کی گئی ہیں۔ ہندوستانی گھرانوں میں جو کھانے بنائے جاتے ہیں ان کے بنانے کی خاص ترکیبیں بھی لکھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ دو آنے۔

رسالہ بواسیر بواسیر کتنی قسم کی ہوتی ہے اور ان کی علامات کیا ہیں۔ سب مفصل طور پر بیان ہے۔ بیسیوں نایاب نہایت مجرب آزمودہ اور آسان نسخہ جات درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲/۰

دن چریہ یا ہدایت الیوم {اس میں درج ہے کہ دن رات میں انسان کو کیسے رہنا چاہئے۔ صبح اٹھ کر کیا کیا اور} کیسے کیسے کرنے کے بعد کام میں لگے۔ خوراک کی ہدایات۔ سونے وغیرہ کی ہدایات کا سب مفصل بیان ہے۔ قیمت ۱۲/۰

ہدایت الموسم {ہمارے ملک میں پانچ موسم ہوتے ہیں۔ ان کا مفصل بیان ان موسموں کا انسانوں پر اثر اور ان کے مطابق رہنے} کھانے پینے پہننے اور خانہ داری کے اصول۔ ہر موسم میں ہونے والی امراض کا بیان و علاج بھی ساتھ دیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر موسم میں ہونے والے پھل اور ترکاریوں کے اوصاف بیان کئے ہیں۔ قیمت اردو ۱۲/۰۔ ہندی ایک روپیہ چار آنہ۔

رسالہ میٹھی نیند و فلسفہ خواب {اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو آج تک ہندوستان میں نہیں لکھا گیا۔} زندگی کا تہائی سے زیادہ حصہ نیند میں جاتا ہے۔ پڑھو اور عمر کو بڑھاؤ۔ قیمت اردو ۱۲/۰۔ ہندی ایک روپیہ چار آنہ۔

کیا ہم تندرست ہوں صحت و درازی عمر کا راز

مرد۔ عورت۔ بچہ۔ بوڑھا۔ جوان۔ تندرست۔ بیمار ہر ایک کو اس رسالے کے اصولوں کو جاننا چاہئے۔ تندرستی کے اصول جن پر امیر و غریب عمل کر سکتا ہے۔ بتلائے گئے ہیں۔ قیمت اردو ۸/۰۔ ہندی ۱۲/۰

اہل ہند کی جسمانی کمزوری کے اسباب اسکا علاج

اس کتاب کی تعریف بہت سے اخبارات میں چھپی ہے۔ ہر ایک ہندوستانی کو پڑھنی چاہئے۔ صحت کے اصولوں کا مکمل مفصل بیان درج کیا گیا ہے۔ قیمت اردو ۱۰/۰۔ ہندی ۱۲/۰

سورج اشنان یا غسل آفتابی {جس میں آفتابی غسل کر کے فوائد اور طریقے نیز آفتابی غسل سے} صحت۔ طاقت۔ خوبصورتی حاصل کرنے کے راز اور سورج کی کرنوں سے امراض دور کرنے کا بیان مفصل طور پر کیا گیا ہے۔ ہر شخص کو پڑھ کر فیض اٹھانا چاہئے۔ قیمت اردو

تصاویر صحت {اس میں ایسی تصاویر دی گئی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ اٹھنے بیٹھنے۔ کام کرنے۔ کھانا کھانے کے وقت جسم کی شکل کیسی} کیا ہونی چاہئے۔ گھر میں رکھو اور بچوں کو دکھاؤ۔ قیمت ۸/۰

ہپناٹزم اور ذاتی تربیت {ہپناٹزم سے دوسروں کو اور اپنے کو تندرست کرنے یا قابو کرنے کے طریقے} درج کئے گئے ہیں۔ قیمت اردو ۶/۰۔ ہندی ۸/۰

نوے سال جوان تندرست کیوں و کیسے؟ {امریکہ کا ایک ڈاکٹر نوے سال کی عمر} میں نوجوانوں کے سے اعضاء رکھتا ہے اس نے یہ کتاب لکھی ہے کہ میں نے کن اصولوں کی پابندی سے اتنی عمر تک جوانی و تندرستی کو حاصل کیا ہے۔ یہ کتاب اسی کا ترجمہ ہے۔ قیمت اردو ۸/۰۔ ہندی ۱۰/۰

رسالہ صحت کے دس اصول {یہ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے جس میں مصنف نے دس ایسے ضروری} مگر عام ہر ایک کے قابل عمل اصول مقرر کئے ہیں۔ جن کی پابندی سے صحت جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے اور بڑھاپے میں بھی جوانی کا مزہ آ سکتا ہے۔ قیمت اردو ساڑھے چھ آنہ ۶/۰۔ ہندی ۱۲/۰

نشانات موت {مرض جب حد سے گذر جاتے۔ تب اس کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں۔ جس سے انسان کا آخری وقت کا} پتہ لگتا ہے وہی اس میں درج ہیں۔ قیمت ۵/۰

ڈاکٹر لوئی کوہنی کے چار اشنان {جرمنی کے ڈاکٹر لوئی کوہنی کو کون نہیں جانتا آپ نے} صرف چار قسم کے غسلوں سے تمام بیماری امراض کا علاج ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ان کی ضخیم کتاب کا خلاصہ کر دیا ہے۔ جس سے ان کا کل حصہ معلوم ہو جاتا ہے۔ قیمت فی جلد ۸/۰۔ ہندی ۱۰/۰

دودھ و اسکی اشیاء {ہر انسان کو پڑھنا چاہئے۔ ہر قسم کے دودھ کے مفصل فوائد اور دودھ سے بننے والی تمام} ضروری اشیاء کا بیان و فوائد۔ قیمت اردو ایک روپیہ چار آنہ۔ ہندی ایک روپیہ آٹھ آنہ

आर्य्य मुसाफ़िर लाहौर

का

शहीद नम्बर

شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر

نیچے قیمتیں پوری درج ہیں۔ اخیر تاریخ تک امرت دھارا اور اسکے مرکبات ۳/۴ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر ملیں گی!

رسالہ گرہ بزرگ امریکہ کے مشہور ڈاکٹر سٹاک، اکی تصنیف کا اردو ترجمہ۔ جس میں مرد و عورت کے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ بدوں انسانی جوہر کے خرچ کئے بھی مرد اور عورت کا تعلق ممکن ہے۔ بڑے عجیب و مفید خیالات ہیں۔ قیمت ۸/

ویرج کے متعلق علمی و طبی تحقیقات ویرج (منی) جسم انسانی کا سورج دھرم ہے اسکے متعلق پوری واقفیت بہم پہنچائی گئی ہے۔ اعضائے تناسل مردانہ و زنانہ کا ضروری بیان دیا ہے۔ عورتوں کی منی کے متعلق مکمل بحث ہے اور چاند کی تاریخوں کے ساتھ اس کا تعلق کیا گیا ہے۔ قیمت اردو ۱۰/ ہندی ۱۰/

رسالہ حفظ ماتقدم طاعون پلیگ کی روگ تھام کے متعلق حکیموں ویدوں یا ڈاکٹروں نے آج تک جتنی تحقیقات کی ہے سب اسمیں درج ہے۔ قیمت اردو ۱۰/ ہندی ۱۰/

رسالہ گھر کا حکیم عام طور پر گھروں میں ہوتی رہنے والی امراض کے مختصر آسان مگر مجرب و آزمودہ چھے نسخے اس میں دیئے گئے ہیں۔ قیمت اردو ۲/ ہندی ۳/

کیا ہم لڑکا یا لڑکی اپنی مرضی پر پیدا کر سکتے ہیں؟

اولاد حسب خواہش پیدا کرنے کے متعلق آجتک کی ویدک اور یونانی۔ ڈاکٹری کل تحقیقات کا خلاصہ بیان کس طرح تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ قیمت اردو ۲/ ہندی ۳/ گرمکھی ۳/

رسالہ وضع حمل یہ رسالہ ہر گھر میں پڑھنا چاہیئے کر اس کے تمام مضامین ذہن نشین کرا دینے چاہئیں۔ عورت کا اس سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اس میں ۳۳ باتصویر نقشہ ہیں۔ قیمت اردو ۶/ ہندی ۱۰/

رسالہ دلچسپ طبی مضامین نمبر اوّل اخبار ویش اپکارک کے چند مفید خاص و عام مضامین کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۴/

دودھ نباتات اس میں دودھ والی تمام نباتات کے دودھوں کے فوائد اور اس سے جو ادویات یا کشتہ جات بن سکتے ہیں۔ انکا ذکر ہے۔ قیمت اردو ۶/ ہندی ۸/

رسالہ ملیٹھی ملیٹھی کل امراض کے واسطے کافی ہے۔ رسالہ ہذا میں اس کا مکمل بیان درج ہے۔ کل فوائد اور استعمال کے طریقے بھی درج کئے گئے ہیں۔ قیمت اردو ۱/ ہندی ۳/

پرورش اطفال اس رسالے کے اندر پرورش کے متعلق کوئی نکتہ نہیں ہے جس کو واضح نہ کیا گیا ہو۔ ہر گھر میں اس رسالے کا موجود ہونا ضروری ہے۔ ہر بات میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ قیمت اردو چودہ آنے ۱۴/ ہندی ایک روپیہ۔

علاج الاطفال اس میں پیدائش سے لیکر ۵ سال کی عمر تک کے بچوں کی جو امراض ہوتی ہیں۔ ان کا کل بیان معہ ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی ویدک کے علاج درج کئے گئے ہیں۔ قیمت اردو دو روپے۔ ہندی دو روپے آٹھ آنہ (دو طبع)

رسالہ برہمی آجکل برہمی کے دافع نسیان، مقوی دماغ، اکسیر حافظہ دافع جریان وغیرہ ہونے کو ہر خاص و عام کو بخوبی جاننے لگ گئے ہیں۔ اس میں برہمی کا مکمل بیان درج کر کے استعمال کے بیشمار اعلےٰ طریقے لکھے گئے ہیں۔ قیمت اردو ۶/ ہندی ۱/

رسالہ مجربات حکمائے ہند نمبر اوّل اس میں ویش اپکارک کے اپریل ۱۹۰۵ء تا مارچ ۱۹۰۶ء تک کے مجرب نسخہ جات درج کئے گئے ہیں۔ بڑے بڑے نامی حکما اور ویدوں کے مجرب نسخہ جات درج ہیں۔ قیمت دس آنے (۱۰/)

رسالہ مجربات حکمائے ہند نمبر دوم اخبار ویش اپکارک کے از اپریل ۱۹۰۶ء تا مارچ ۱۹۰۷ء یعنی دو سال کے مجرب نسخہ جات کا لب لباب اور نچوڑ درج ہے۔ قیمت دو روپے

رسالہ مجربات حکمائے ہند نمبر سوم ویش اپکارک کے دو سال اپریل ۱۹۰۷ء سے مارچ ۱۹۰۹ء تک کے مجربات کا مجموعہ۔ قیمت تین روپے آٹھ آنہ

رسالہ مجربات حکمائے ہند نمبر چہارم اس میں اپریل ۱۹۰۹ء سے مارچ ۱۹۱۱ء تک کے مجربات کا مجموعہ ہے۔ حجم ۲۷۶ صفحہ۔ قیمت تین روپے آٹھ آنہ۔

رسالہ مجربات حکمائے ہند نمبر پنجم اسمیں مجربات اپریل ۱۹۱۱ء سے مارچ ۱۹۱۵ء تک ہیں۔ قیمت سات روپے۔ یہ دو حصوں میں بھی مل سکتی ہے قیمت حصہ اول ۴/ حصہ دوم للعہ/

گنج مجربات ہم کو فارسی کی ایک قلمی بیاض ملی ہے جس کے اندر ہر مرض کے ایسے ایسے عجیب نسخہ جات ملے جو کسی کتاب میں نہیں ملتے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے کتابی صورت میں آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اس کے سینکڑوں نسخے اس شخص کے برسوں فقیروں سنیاسیوں کے پیچھے پھر کر حاصل کئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

علاج بالمفردات اس میں سر سے پاؤں تک کل امراض کا علاج صرف ایک ایک دوائی سے بتلایا گیا ہے۔ فقیری چٹکلوں کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۴/

رسالہ حکیم و مریض حکیم کو علاج کرنے سے پہلے اور مریض کو علاج کرانے سے پیشتر اس کو پڑھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں حکیم و مریض کے تعلقات کی بابت ضروری بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲/

رسالہ زہروں کا علاج نمبر اوّل اس میں زہروں کے علاج کے ضروری نوٹ ہیں اور زہروں کے علاج کے مختصر اصول ہیں۔ یونانی۔ ویدک اور انگریزی کا جاننا ہے۔ حشرات الارض یعنی مکھی۔ مچھر۔ بھڑ۔ چھپکلی۔ چوہا۔ سانپ وغیرہ کو بھگانے کی تدابیر مندرج ہیں۔ قیمت اردو ۳/ ہندی ۷/

رسالہ زہروں کا علاج نمبر دوم اس میں تمباکو۔ شراب۔ افیون۔ بھنگ۔ چرس وغیرہ کا ذکر ہے۔ ان کا زہر اتارنے کے لئے علاج و طریق۔ ان کی عادت کے بد نتائج اور چھڑانے کی ترکیب درج کی گئی ہیں۔ قیمت اردو ایک روپیہ۔ ہندی ایک روپیہ چھ آنے۔

رسالہ زہروں کا علاج نمبر سوم اس میں سانپ۔ بچھو۔ بھڑ۔ مکھی۔ بھونرا۔ چھپکلی اور دیگر ہر قسم کے جانوروں اور حشرات الارض کا مفصل بیان اور کاٹے کا علاج مندرج ہے۔ اف ٹون اور قلمی تصاویر بھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے

رسالہ قبض اس رسالے کے اندر معدہ و آنتوں کی تشریح قبض کی وجوہات اس کی اقسام اور ان کا علاج ایسے طریق سے لکھا ہے کہ ہر خاص و عام نیز وید و حکیم صاحبان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت اردو ۱/ ہندی ۲/

لاثانی لغات اردو ہندی ایسی جامع لغات آجتک اردو زبان میں شائع نہیں ہوئی۔ آپ کو کسی زبان کا نام معلوم ہو دوسرے ہندوستان کی ہر زبان اور انگریزی و لاطینی کے نام بھی فوراً معلوم ہو جائیں گے۔ ہر زبان کی ردیف موجود ہے اور سب نام اکٹھے دیئے ہیں۔ بڑی محنت اور خرچ سے تیار کئے گئے ہیں۔ قیمت چار روپے

طب ہندی کی قدامت اردو مشہور ڈاکٹر لوتھور کے پرانے معلومات پر خیالات ہر ہندوستانی عموماً اور معالج کے خصوصاً پڑھنے لائق ہے۔ قیمت ۴/

ادویات باہ اس نام کی دو ضخیم کتاب لکھی جا چکی ہیں جس میں دنیا کے ہر قسم کے مقوی نسخہ جات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے اس کے حصہ اول میں مقوی باہ پاکوں، معجونوں، جوارشوں حلووں۔ چورنوں۔ گولیوں۔ دوائی۔ غذاؤں اور حریروں وغیرہ کے نسخے درج ہیں۔ جو پچاسوں مستند مطبوعہ اور قلمی کتب سے نیز بہت سے مشہور حکیموں اور ویدوں کے علاوہ عام اشخاص کے تجربات سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اس سے ہر کوئی پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ قیمت فی جلد تین روپے (۳)

ادویات باہ حصہ دوم اس میں مقوی باہ مشروبات یعنی نسخہ جات مقوی از قسم شربت۔ عرق آسو۔ شراب نیز مقوی باہ تیل گھرت۔ عطر و رسوں کے اعلےٰ اعلےٰ نسخے مقوی باہ کشتہ جات۔ ہر قسم اور ساتھ ہی مقوی باہ طلاء ضماد نیز مقوی منزلات، مصنعات وغیرہ کے سینکڑوں نسخہ جات درج ہیں۔ بڑی محنت سے تیار ہوا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

وش میں امرت اس کتاب میں افیون۔ کچلہ اور بچھناگ۔ آک۔ دھتورہ وغیرہ زہروں کے مفید نسخے دیئے گئے ہیں جو چیزیں موت کا سبب ہوتی ہیں۔ انھیں کے اندر امرت پوشیدہ ہے۔ قیمت اردو ۶/ ہندی ۱۲/

موت کے قاصد کرم و انکی حقیقت اس کتاب کے اندر تمام ضروری امراض مثلاً میریا یا ٹائیفائیڈ مرض النوم۔ پلیگ۔ فیل پا۔ وغیرہ کے جرموں اور ان کے ایک مدت تک پہنچانے والے کرم اور ان کی عادات کا پورا بیان ہے۔ قیمت اردو ۶/ ہندی ۹/

رسالہ سرعت کل دنیا میں ۹۹ فیصدی سے بھی زیادہ اس مرض میں مبتلا ہیں اس رسالہ میں اس کی مکمل تشریح کی گئی ہے اور بعدہ مفصل علاج اور ہر قسم کے نسخہ جات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ ہر امیر و غریب فائدہ اٹھا سکے۔ قیمت اردو ۵/ ہندی ۶/

رسالہ آتشک باتصویر از روئے ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری اس مرض کی مکمل تشریح۔ اسباب۔ علامات اور علاج وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اصلی رنگین تصاویر۔ مرض کی اصلیت کو ظاہر کر رہی ہیں۔ ڈیڑھ سو سے زیادہ ہر قسم کے نسخہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔ قیمت اردو تین روپے۔ ہندی تین روپے۔

رسالہ سوزاک ویدک۔ یونانی اور ڈاکٹری کی کل تحقیقات دکھلانے کا مکمل رسالہ ہے جس میں دو سو سے زیادہ ہر قسم کے نسخہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔ مرض سوزاک اور اس کے متعلقین امراض پر اس سے بہتر کوئی رسالہ نہیں مل سکتا۔ قیمت ۸/ ہندی ۱۲/

رسالہ ملیریا یا موسمی بخار ملیریا کے متعلق آج تک جو تحقیقات ہوئی ہے۔ اس سب کا عام فہم الفاظ کے اندر ایسے مشہور طریقے سے ذکر ہے کہ ہر شخص بخوبی اس مضمون سے واقف ہو سکتا ہے۔ قیمت اردو ۵/ ہندی ۱۰/

خط و کتابت و تار کا پتہ **امرت دھارا** — لاہور المشتہر: منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ ویش اپکارک بکڈپو۔ امرت دھارا بلڈنگس۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

کیا پنڈت لیکھرام نے جام شہادت پیا؟

خاص شہید نمبر کیلئے!

از شری پنڈت ستیہ دیو جی آریہ مسافر آریہ اپدیشک

पदा पर्णार राध सो निवाधस्व
महां असि नहित्वा कश्चन प्रीत

अ 20-६४-2.

بے پرچو (अराधस:) دان نہ دینے والے اور پوجا نہ کرنے والے (पर्णान) کیول دنیادی لوگوں کو تو (पदा) پاؤں سے (नि) ہمیشہ (वाधस्व) دبا (असि) ہے تو اتنا بڑا (कश्चन) کوئی بھی (त्वा प्रीत) تیرے برابر نہیں اور نہ تیرا پرتیندھی (नहि) نہیں ہے۔ ارتھات دنیا میں نہ تو کوئی پرمیشور کے سمان ہے۔ اور نہ کوئی ان کا پرتیندھی پیغمبر رسول اوتار گورو وغیرہ ہو سکتا ہے۔ جو اچھے کام نہیں کرتے۔ دان نہیں کرتے ان کو ایشور ڈنڈ دیتا ہے۔ جب کوئی اوتار یا رسول وغیرہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے سب کام آپ کرتا ہے تو مہدی آخر زماں کی کیا ضرورت۔ مگر انسان کرم کرنے میں آزاد ہے۔ جیسا چاہے کر سکتا ہے۔ سزا جب ہوگی دیکھا جائیگا۔ یہاں تو آرام سے گذر رہی ہے۔ عاقبت کی دیکھی جائے گا۔ اسلامی مذہب میں ایک صاحب غلام احمد ہوتے ہیں۔ جن کے خاندان کا شاہی خطاب مرزا تھا۔ مرزا غلام احمد مسیح موعود ہوتے ہیں۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا تو فرمانے لگے کہ میں وہی شخص ہوں جس کا ذکر اسلامی کتب نے کیا ہے۔ کہ ایک پیغمبر قیامت کے قریب آنے والا ہے مہدی آخر زمان ہوں اور اسلامی خدا (اللہ) کا ہر طرح سے میرے ساتھ تعلق ہے۔ اور میں اسلام کی کمزوریوں کو نکالنے آیا ہوں۔ اور جتنے بھی نبی آئے ہیں۔ یعنی قریب ۲۴۰۰۰ ہزار یا بخیال مظاہر حق ۲۰۰۰ رسول ہیں۔ ان سب سے اونچا ہو کر آیا ہوں۔ بخیال حقیقۃ الوحی میرے خیال میں یہ بات بالکل ٹھیک بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایسا بھی خیال ہے۔ صرف ایک کی منادی کر کے سب پیغمبر ایسے آئے جو ایک کے بعد بڑا اس سے بڑا۔

وچار سے اگر ایسا کہا بھی ہو تو کچھ تعجب نہیں مگر ایسا کہنا قرآن شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہنے والا دوزخ تشریف لے جائیگا۔ مجھ کو اس وقت نہ اسلام سے کچھ تعلق ہے اور نہ پیغمبروں سے سروکار۔ میرا سمبندھ کیول شہادت سری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر بذریعہ قتل الہام مبارک مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سے ہے۔ میرے کہنے سے خدا نے اپنا ایک قاتل فرشتہ بھیج کر پنڈت مذکور کو دوزخ کے عذاب میں ڈالا۔ میرے خیال میں یہ قتل سزا نہیں بلکہ جام شہادت ہے۔ میرے پیارے ناظرین! آیئے گا۔ ہم اس بات کا پتہ لگا دیں۔ کیا یہ قتل سزا ہے یا جام شہادت ہے۔ آپ جام شہادت کے لفظ پر غور کر رہے ہوں گے۔ کہ یہ کیا ہے سزا فاعل کو فعل کے غلط کرنے پر ہوتی شہادت۔ قتل کے ٹھیک ٹھیک رہنمائی کرنے والے کو اس کے مخالف کی طرف سے ظالمانہ وار ہوتا ہے۔ میں اپنے وچار کے ثابت کرنے کو جو حوالہ جات قرآن مجید اور جناب مسیح موعود کے بدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ غور سے پڑھیں۔ کیا قرآن شریف کی تعلیم بھارت ورش کو الہام ہو سکتی ہے۔ اگر نہیں ہے تو قتل شہید مذکور شہادت ضرور ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ۔ اللہ تعالے قرآن شریف میں یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر ساتھ زبان قوم اس کے کہ بیان کرے واسطے ان کے بھی۔

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ کوئی رسول تمام دنیا کا رسول بن کر نہیں آیا۔ قرآن کے نزول تک۔ لہذا قرآن کی ضرورت ہندوستان میں نہ ہونے کے کارن مرزا جی کی ضرورت نہیں۔ اگر مان بھی لیا جاوے تو قرآن خود کہتا ہے۔ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کوئی رسول یا پیغمبر خدا کا اب نہیں آویگا کیونکہ خدا نے خود فرمایا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ کہ ہم قرآن کے نگہبان ہیں۔ جب خدا نے خود کہا کہ میں آپ اپنے مذہب قرآن کی حفاظت کرونگا تو کوئی یہ دعوے کرے کہ میں خدا سے بھیجا گیا ہوں تو کیا وہ سچا ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ خود ہی وچار کریں۔ اللہ اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرماتے ہیں وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَدًا۔ خدا ہیں اپنے حکم و کلام میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ نہ کسی کو خدا نے دنیا پر نگہبان ہی بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکُوْا وَمَا جَعَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا اگر خدا چاہتا تو پنڈت لیکھرام جی کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اور مرزا صاحب کو ان کے اوپر رسول بنا کر بھیجا تھا۔ یہ بات لاتبدیل ہے۔ کیونکہ قرآن خدا کی ہے۔ جیسا کہ خود بھی فرمایا ہے۔ وَلَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ۔ نہیں کوئی بدلنے والا بات خدا کی۔ ہاں کوئی زندہ سلطان احمدی یہ کہہ سکتا ہے۔ اچھے آدمی بخیال مذہب اسلام کسی کے لئے آنے والی بات بحکم خود ہو یا بجز خدا کر سکتا ہے۔ جسکو اپنی زبان میں ہم پیشگوئی یا جیسا کوئی رسول چاہے خدا کو ویسا ہی کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے نبی اللہ تعالے قرآن یوں فرمایا کہ وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِھَا الْاَوَّلُوْنَ اور منع کیا ہمارے نہیں یہ کہ بھیج دیویں ہم معجزات مگر یہ کہ جھٹلایا تھا ان کے پہلوں نے بھی خدا کی طرف سے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی۔ کیونکہ پہلے پیغمبروں کو بھی کافروں نے ایسا ہی کہا تھا۔ جیسا کہ شہید مذکور نے کیا۔ اور نہ کوئی آدمی غیب کی بات جان سکتا ہے۔ جسکو خدا کرے گا۔ خدا خود کرے گا۔ خدا خود تو جانتا ہے۔ مگر اور نہیں۔ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ اور نہیں جانتا غیب اور نہ کہتا کہ فرشتہ ہوں۔ کیونکہ کوئی پیغمبر خدا نے قتل کی پیشگوئیاں کرنے کو نہیں بھیجا۔ جیسا کہ خود کلام ربانی نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔ نہیں بھیجا ہم نے پیغمبر ولا کو مگر خوشخبری (جنت) دینے والے اور (دوزخ کی آگ سے) ڈرانے والے ارتھات پیشگوئیاں وغیرہ کرنے والے رسول نہیں ہوتے۔ صرف جنت اور دوزخ کے حالات بتلانے والے ہوتے ہیں۔ اب باقی رہا مرزا جی نے عیسائی اور سکھوں کے لئے کیا! بد رحمت برسائی ہے۔ مجھ کو اس وقت عرض کرنا ضروری نہیں۔ ہاں ہم پر جو اسلامی الہام فرمایا ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ مرزا صاحب بذات خود کیا سمجھتے۔ بخیال الجناب کوئی انسان ایسا نہیں ہوا نہ ہی ہوگا جو بالکل پاک ہو۔ مگر کچھ بھی خرابی ہو۔ جو خرابی ان کے اندر سے ہی نکلتی ہے۔ بقول مرزا صاحب کہ ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے۔ پنڈت جی قتل ہوئے۔ یہ قتل کس طرح ہے۔ بخیال رسول مضمون ہذا جو لیکھرام کے قتل کئے جانے کے بارہ میں ہے۔ جس کے ساتھ دن۔ تاریخ۔ وقت بیان کیا گیا ہے۔ کسی شریر بد چلن خونی کا کام ہے۔ ایسا کیوں ہے۔ جب مکہ کے ایک کافر نے نشان معلوم کیا کہ کب ظاہر ہوگا تو خدا تعالے نے کوئی جواب نہ دیا۔ کہ فلاں تاریخ ایسا ہوگا۔ کیونکہ یہ سوال بے ادبی اور گستاخی سے بھرا ہوا تھا۔ (۲۸) جب سوال کرنا بے ادبی ہے تو تاریخ وغیرہ بیان کرنا خلاف اللہ ہے۔ جو بات خلاف خدا ہے وہ کفر ہے۔ جو کہتا ہے وہ کافر ہے۔ اور کافر تا دی ہوگا۔ کیونکہ مذاہب کے اختلافات کی وجہ سے کوئی عذاب دنیا میں نہیں کسی پر نازل ہوتا۔ اس کا مواخذہ قیامت کو ہوگا۔ دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرت گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے۔" یہ بات تو اس عبارت سے ظاہر ہو گئی ہے۔ مذہب کی وجہ سے کوئی کسی کو قتل وغیرہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا۔ ہاں شرارتوں کی وجہ سے عذاب دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا میں عذاب جب ہوگا جب شرارتی زندہ رہے۔ جیسے کسی کو ۵ سال قید سخت فرمایا تو بموجب دفعہ ۳۰۲ و دفعہ ۴۷۶ کے اگر ملزم مر جاوے تو عذاب ختم مگر عذاب ایشور کی طرف سے اگر مان بھی لیا جائے تو مرگی آنا یا دھات کی بیماری ہونا درد سر یا درد کمر یا رات کو نیند نہ آنا یا ہیضہ ہو جانا یا کوڑھی ہو جانا وغیرہ

عذاب دنیا میں ہو سکتے ہیں۔ مگر قتل عذاب نہیں بلکہ مقتول جلدی ہی مر جاتا ہے۔ مگر یہ معنی بوجھ کی دماغ انسان آپ خود بناتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ خدا میرے ساتھ بات کرتا ہے۔ اور دماغ اس آدمی کا خراب ہوتا ہے۔ جو نرمادہ شہوت کا دلدادہ ہوتا ہے اور شہوت پرست وہ ہوتا ہے جس کا تعلق ۱۴ برس سے قبل اخراج منی کرنا یا ۱۵ برس سے قبل خراب ہوتا ہے۔ بالکل یہ حالت جناب والا کی ہے۔ بخیال اُنکے لڑکے مرزا صاحب کے مرزا صاحب چھوٹی عمر میں ایک لڑکی سے کہا کرتے تھے۔ نامراد دعا کر مجھے میری نماز نصیب ہو وے۔ بعد کو نکاح بھی ہو گیا اس کے ساتھ۔ ۸ اور پندرہ سولہ برس کی عمر میں سلطان احمد فضل احمد پیدا ہوئے اور نہ کبھی پھر اولاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ کیوں اس بشر میں جیسا کہ ہوف ان اور غلطی تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ بلکہ ایک بلا اور دامنگیر ہے۔ ب اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض قوت وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے میں شامل ہیں۔ میں ایک دائم مریض آدمی ہوں ۸ برس سے بخار بر درد دوست آتا ہے۔ مجھے دو بیماریاں ہیں دردِ سر اور دوران سر بھی لاحق ہے ۲۵ سال سے حکیموں کے خیال میں یہ مرگی کا شروع ہے ذیابیطس ۲۰ سال ہے۔ جنکو ایسی بیماریاں ہوتی ہیں ان کا دماغ خراب ضرور ہوتا ہے کیونکہ رگی اور درد سر یا پیشاب میں شکر جانے پر یہ حالت ضرور ہو جاتی ہے جیسا کہ بحالت حیض نیند نہیں آتی اور خواب عجیب آتے ہیں۔ اور خواب سب کچھ اپنے ہی خیالات ہوتے ہیں۔ نیک آدمیوں کو نیک۔ خراب کو خراب۔ یعنی مجرد آدمی کو عورت وغیرہ کسی کا خواب نہ ہوگا۔ مگر زناکار کو ہمیشہ دوسری عورتوں کا آدے گا۔ کیوں نہ ہو اس کا دماغ رات دن ایسے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ اور سب اپنے خیالات کا ہی اثر ہو کر فرشتہ گھوٹا آدمی بن جاتا جان پڑتا ہے۔ اصل میں کچھ نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو رسول صاحب خود قلم شریف سے تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ ضرور ان کو سانپ نظر آیا ہوگا مگر یہ سانپ وہ نہیں تخیلات کا نتیجہ ہے ۱۲ ایک دیو مہیب شکل گردن سیاہ رنگ چھوتے آسمان پر۔ زمین پر پیر۔ موٹے ہونٹ۔ سرخ آنکھیں آگ کے شعلے نکلتے ہوئے۔ یہ خیالات کے اثر سے ہی ہے۔ اصل میں خیالات کا ہی اثر ہے: اول آسمان کوئی چیز نہیں۔ اگر مان بھی لیا جائے تو کوئی فرشتہ آسمان سے زمین پر نہیں رہ سکتا جیسا کہ خود فرمایا ہے "جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ایسا ہی انسان فرشتہ نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں قانون نہیں بدل سکتے ہیں" نہ آدمی آسمان پر جا سکتا ہے نہ فرشتہ زمین پر آباد ہو سکتا ہے۔ میری باتیں۔

ہرگز نہ ٹلیں گی۔ چاہے زمین و آسمان ٹل جائینگے۔ ۹ پس مرزا صاحب کے اپنے ہی خیالات تھے جیسا کہ قلم شریف کو حرکت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "بعض نادان کہتے ہیں ہر دفعہ موت و عذاب کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ ہر ایک نبی انذاری پیشگوئیاں کرتے رہے ہیں۔ ۱۰ دراصل پیشگوئیاں حاملہ عورتوں سے مشابہت رکھتی ہیں ہیں مگر خدا یہ سچے اور بالکل سچ ہے اور قسم اپنی اُس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے کہ درحقیقت مجھ میں کوئی علمی خوبی یا ذہانت اور دانشمندی کی لیاقت نہیں اور میں کچھ بھی نہیں ہوں ۱۱ اگر دعا تو ہر ایک مسلمان کرتا ہے۔ اور بھی کر سکتے ہیں۔ مگر دعا نیک اور بد بھی ہوتی ہے۔ اگر دعا کا ارتقا زبانی کو نا مانا جائے تو غلط اور اگر فعلی مانا جائے تو نیک اور بد بھی ہو سکتی ہے ایگا۔ آخری الفاظ اسلامی خدا کے رسول کے آپ کی نظر سے گذارنے کی کوشش کروں کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ ہمارا سوچنا ہمارا فکر کرنا اور ہمارا طلب اور دنیا کے لئے خیال کو دوڑانا یہ سب امور دعا میں داخل ہیں۔ دعا اور تدبیر میں کوئی بہت فرق نہیں ہے۔ دعا کیا چیز ہے آپ خوب جان گئے ہوں گے۔ اگر خدا کی طرف بددعا کا پورا کرنا مانا جاوے تو بددعا کرانا یا قتل کرانا جھوٹے مذہب کا نشان ہے جب خود رقم فرمایا ہے۔ یہ کیا جاہل پن اور کمینگی ہے کہ دشمن کے اعتراض کا جواب چھری۔ بندوق تلوار سے دیا جائے ایسا مذہب ممکن نہیں کہ سچا ہو۔ ۱۳ اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور نہ اس کے الہام و کلام سے مشرف ہے وہ بہت بری موت مرتا ہے۔ اور اس کا انجام تباہی بد اور قابل غیرت ہے (اخبار الحکم) بقول مرزا صاحب عبادت کا مفہوم آپ سمجھ گئے ہوں گے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک کارڈ پنڈت لیکھرام نے مجھ کو لکھا تھا جس تحریر تھا کہ میں مرزا صاحب ۳ سال کے اندر ہیضہ کی بیماری سے مر جاؤں گا:

اور مرزا صاحب کو ۱۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو ایک خواب آیا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرے سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور انسانی ہیئت سے نرالا تھا اور اس کی ہیبت خون پر ظاہری تھی اور اس نے میرے سے دریافت کیا کہ لیکھرام اور ایک اور شخص کا نام لیا وہ کہاں ہیں اور یہ شخص ان کو سزا دینے کے لئے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے۔ یہ ایک خواب ہے۔ یہ بات تو صاف ہے کہ خواب بخیال امر واقعہ کے ہمیشہ غلط

ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک آدمی دفتر میں کام کر رہا تھا حالانکہ رات کو چارپائی پر سویا ہے۔ بس یہ مرزا صاحب کے اپنے خیالات ہیں جنکے آپ صبر و دعا کے ذریعہ سے کوشش کر رہے تھے جبکہ مرزا صاحب سے لیکھرام کا پتہ دریافت کیا تھا اور مرزا صاحب نے کوئی پتہ نہیں بتلایا تو قتل کیسا۔ دراصل اپنے درد سر کی وجہ سے خیالات خراب کا نتیجہ ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے پنڈت جی کے بارے میں تحریر کیا کہ لیکھرام نے بھی ایک دنیوی چالاکی سے انہیں دنوں میں میری نسبت یہ اشتہار دیا کہ تم تین برس کے عرصہ تک مر جاؤ گے۔ لیکن کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ کر سکا تا کہ اس کی بات پوری ہوتی۔ ۱۵ آپ خود بھی اندازہ بنائیں کہ کس نے سازش کی اور قتل کیا گیا۔ ہاں ایک بات مرزا صاحب نے اور تحریر فرمائی ہے کہ لیکھرام کو کسی عورت کے وارث نے قتل کیا تھا۔ اگر اس کو شہادت کہتے ہو تو مبارک۔ میرا خیال مرزا جی کے خیال کو لیتے ہوئے پنڈت کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کسی قاتل نے قتل کیا۔ کیونکہ واقعہ قتل ہوا اور قاتل ضرور تھا یہ بات کہ پنڈت جی کیسے آدمی تھے اس بات کو آریہ جگت خوب جانتا ہے۔ وہ پاک دھرما تما پرش تھے۔ مگر آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک مسلمان پنڈت لیکھرام جی کے پاس شدھ ہونے کو آیا تھا اس نے قتل کیا۔ اس کا اعتبار لیکھرام نے کیا۔ (کتاب منظور الٰہی): میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور اگر یہ جھوٹ ہیں تو خدا ایک سال کے اندر اندر میرے اوپر اور میرے لڑکوں پر تباہی نازل کرے۔ اور جھوٹ کی سزا دے۔ ۱۶ میرے پیارے ناظرین آپ کے سامنے اوپر کے حوالجات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی ہو گی کہ ایشور کا کوئی رسول وغیرہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ سرب شکتیمان ہے۔ محدود علم اور محدود مقام کے لوگوں کو تو وساطت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور نہ کوئی کتاب ہمارے ملک کو ہو سکتی کیونکہ ہماری زبان سنسکرت ہے۔ اگر قرآن کو مان بھی لیا جائے تو محمد صاحب کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آ سکتا ہے۔ کیونکہ خدا خود حفاظت مذہب و قرآن کرتا ہے۔ مرزا صاحب کا مہدی ہونے کا دعوے کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تا۔ ۱۲ اور بھی مسلمانوں نے دعوے کئے تھے۔ مگر وہ بخیال محمدیوں کے بری حالت سے مرے۔ مرزا صاحب کے زمانہ میں سری پنڈت جی تھے۔ کسی نے پنڈت جی کو قتل کرنے کی سازش کی اور وہ پوری ہوئی اور یہ جام شہادت ہو ایشور مہاراج سب کو دے۔

مگر مرزا جی نے ایک بات فرضی اپنی طرف سے لکھ ماری ہے کہ ایک کارڈ لیکھرام جی نے مجھ کو ڈالا تھا۔ جس میں ۳ سال وقت بطریق موت ہو جانے کی پیشگوئی تھی۔ اور مرزا صاحب خود بھی کہتے ہیں اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا میرے پر تباہی نازل کرے ایک سال میں اور میرے لڑکوں پر: میرے خیال میں لڑکے بیگناہ اور معصوم ہیں۔ ان کے ساتھ اسلامی خدا کا کچھ کرنا گناہ عظیم ہوگا۔ رہا اپنی سرکار کے متعلق یہ عرض کرنا ضروری کہ پنڈت جی کا خط معیادی ۳ سال بطریق بیمارئ ہیضہ موت جناب مرزا صاحب میں تین سال نہ کھلایا مگر یہ غلط ہے جب مرض موت ٹھیک ہے جو ضروری ہے تو معیاد غلط کبھی نہیں ہو سکتی۔ جب خط میں ۳ برس تھے اور مرزا جی نے خود بھی کہا کہ میں جھوٹا ہوں تو ایک سال کے اندر تباہی نازل کرے یہ بات ۱۹۰۷ء کی ہے اور موت جناب رسول صاحب کی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بعد از معیاد بمقام لاہور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شریف میں واقعہ ہوئی۔ ہاں اب یہ ضرور اعتراض کر سکتے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ کا ذکر خط میں نہیں تھا۔ پھر کیوں ایسا ہوا۔ اس کے بارہ میں کیوا ہمنا ہی عرض کر دینا ہے جب زیادہ گناہ قابل مکان مذکورہ ہو گئے تھے اس وجہ سے ایسا ہوا تھا آریہ سماج ایسی باتوں کو نہیں مانتا۔ مگر دشمن کی بات مان کر بھی پنڈت جی نے جام شہادت پیا اور ان کا قاتل کوئی مسلمان تھا جس سے کسی نے سازش کی جیسا کہ مقدمہ بیٹ کوٹ سے ثابت ہوتا ہے۔

واقعہ قوت سے ہر ایک شخص اندازہ لگا سکتا ہے اس پر مجھ کو کچھ کہنا مناسب نہیں انہی کا خیال ان کو مبارک ہو۔ خدا ایسے رسول کو جنت دے گا۔ اگر ایسوں کو جنت ہو گی تو موت علیے کو کہاں جانا ہوگا۔ آخری الفاظ یہ ہیں جو جیسا کرتا ہے وہ ویسا ہی بھوگتا ہے

پنڈت جی کی حاضر جوابی

دہلی سماج کے جلسے پر ایک آدمی چندن کا ٹیکا سب جلیبیوں کے ماتھے پر لگاتا آتا تھا۔ جب آریہ مسافر کے نزدیک پہنچا تو انہوں نے ڈانٹ کر کہا میرے سر میں درد نہیں ہے۔"

جواب ملا۔ مہاراج خوشبو کے لئے لگا رہا ہوں آریہ مسافر نے ہاتھ کی پشت آگے کر کے کہا۔ "تو یہاں لگادو"

اے شیخ چھوڑ دے اب اسلام کے فسانے

از وید کوی راج مہاشہ کندن لعل جی دیانند آیورویدک کالج لاہور!

اسلام بزعم خود امن اور شانتی کے پرچار کا دعوے دار ہے۔ اسلامی رواداری کے راگ عموماً مسلم اخبارات گاتے رہتے ہیں۔ لیکن آج ہم "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" کی ضرب المثل کے مطابق اس بات کو سچائی کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ ہمارے سامنے درخت اسلام کے ہزارہا پھل آئے ہم نے ان کو دیکھا ہی نہیں بلکہ چکھا بھی۔ ان کے سبھاؤ پر غور کیا۔ مگر یہ قسمت کہ ہر دفعہ وہ پھل ہر بھلے آدمی کیلئے سوجان روح ہی ثابت ہوتے رہے۔ گذشتہ ستم آرائیوں کو تو جانے دیجئے موجودہ ظلم پاشیاں ہی ہماری بات کی صداقت کے لئے کافی ہیں۔ شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی۔ امر شہید سوامی شردھانند جی۔ شہید دھرم مہاشہ راجپال جی شہید صادق مہاشہ نتھورام جی کی شہادتیں اور شری بھولا ناتھ جی۔ خلیفہ ہری سنگھ جی و پنڈت گھاسی رام وغیرہ وغیرہ پر کئے گئے قاتلانہ حملوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ درخت اسلام کے پھل قابل تعریف نہیں ...... اور نہ امن پسندوں کیلئے قابل تحسین۔

ہمارے برادران وطن کی وطن پرستی کی بھی تھوڑی سی جھلک دیکھ لیجئے۔ یہ لوگ ہندیوں کی اولاد ہوتے ہوئے اور صدیوں سے اپنے دھرم سے بیگانہ ہونے کی صورت میں بھی اس دیش میں رہتے ہوئے اس کے جل وایو اور اَن سے اپنی زندگی کو قائم رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کو میرے مولا بلا لو مدینے مجھے کا سودا لگا رہتا ہے جنت نشان ہند کی آب و ہوا راس نہیں آتی۔ عرب کی باد گرم کے خواب بے چین کئے دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھلا ان کو وطن سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ جو شخص ایک چیز کو اپنی ہی نہیں سمجھتا۔ وہ اس چیز کو انتہا کر دے جانے والوں سے کچھ کیونکہ کہے گا حالانکہ اخلاق اور انسانی ہمدردی کے جذبہ کی حفاظت کیلئے اسے اس چیز کی حفاظت کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ نو صدیوں کے لٹیرے دو سو سال کے لٹیروں سے مل کر دیش کا سب کچھ لوٹ کر غیر ممالک میں پہنچا دینا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے کچھ "لیڈر لوگ" ایسے بھی ہیں جو کبھی کبھی خاص لالچ کے لئے وطن پرستی کا سوانگ بھی بھر لیا کرتے ہیں لیکن مطلب نکل جانے کے بعد کچی یاری لڈواں دی۔ لڈو مک گئے یارانے ٹٹ گئے نے یاراں کم لڈ والا دی۔ کچی یاری لڈواں دی۔ والا حساب بنتے ہیں۔ اسلامی رواداری تو اس امر سے عیاں ہو جاتی ہے کہ جھوٹے گمراہ اور بے علم قاتلوں کی حمایت کے لئے بڑے بڑے عالم اور رواداری کا دم بھرنے والے گواہوں کی طرح صفائی کے گواہوں کے کٹہرے میں جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ قتل کو بھی جانتے نہیں ہوتے یا کچھ اگر جانتے ہیں تو وہ بھی اس کے اس فعل کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کھلے طور پر قتل کے فتوے دئے جاتے ہیں۔ یہیں نہیں بلکہ انگریزی عدالتوں کے روبرو اسلامی قانون کے حوالہ جات سے اُن فتووں اور قتلوں کو صحیح و موجودہ عدالتوں کیلئے قابل تسلیم ظاہر کیا جاتا ہے۔ جگہ جگہ اسلام خطرے میں اور ناموس رسول کی حفاظت کا ڈھونگ رچ کر لوگوں کو گمراہ کر کے ہندوؤں کی جان۔ مال اور عزت کا دشمن بنایا جاتا ہے۔ یہ چیزیں نہ کبھی کسی قوم کے افراد کے لئے فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں اور نہ ہی ہو سکتی ہیں۔ لیکن اسلام ہے کہ اندھا دھند ان باتوں کی تقلید کے لئے چلا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ رواداری کا ڈھنڈورہ بھی پیٹتا چلا جاتا ہے۔ کہ غنڈہ ازم ہر قوم کے لئے خطرناک ہوتا ہے۔ قوموں کے اخلاق پر ضرب کاری لگانے والا اور امن و امان کی دھجیاں اڑانے والا ہوتا ہے لیکن ہمارے اسلامی بھائیوں کو اس کی بھی حفاظت مقصود ہے۔ بنگال میں ہندو ممبران اور گورنمنٹ نے اغوا کنندگان کو ان کے اس فعل بد سے باز رکھنے کیلئے بدنی سزا کا قانون پاس کرنا چاہا۔ مگر مسلم ممبران نے اس بنا پر مخالفت کی کہ اغوا کنندگان قریباً سب کے سارے مسلم غنڈے ہیں اور اغوا کی جانے والی بیچاری ہندو بیوائیں یا کنواری لڑکیاں۔ اس بات کو دیکھ کر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس مذہب کے پیرو امن اور مظلوموں کی حفاظت کے بارے میں اتنی بے اعتنائی دکھاتے ہوں۔ بھلا ان سے کسی امن عامہ کو قائم رکھنے والی بات کرنے کی توقع رکھنا امید موہوم نہیں تو اور کیا ہے۔ لیکن ہمیں ان باتوں سے حیران نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ بھی تو آخر درخت اسلام کے ہی پھل ہیں نہ۔

یہ تھوڑی سی جھلک اسلام کے موجودہ روپ کی ہے۔ یہ بہت کچھ تو ہمارے سامنے ہی ہے۔ اس نے نمایاں رنگ پہ بیان کے مطابق اس کو نہیں چھوڑتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں یہ باعث ننگ قوم و ملک روش پیدا کہاں سے ہوئی۔ اس کی پیدائش کی ذمہ داری اس تعلیم پر ہے۔ جو کہ قتل و غارت کی حامی ہے۔ جس میں ارتداد کی سزا قتل ہے۔ جس کی رو سے "محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں۔ کافروں پر سختی کرنے والے ہیں"۔ جو یہ کہتی ہے۔ "کافروں کو مارو اور ان کا مال لوٹ لو" جس کا حکم ہے۔ کہ "مسلمان غیر مسلموں کو دوست نہ بنائیں۔ سوائے مسلمانوں کے جو ایسا کرتا ہے۔ وہ کسی بات میں اللہ کا نہیں۔ سوائے اس کے کہ تم ان سے ڈر کر از رو تقوے" آل عمران آیت ۲۷۔ جو اختلاف عقائد کی بنا پر لوگوں کو بے نقط سناتی ہے۔ چنانچہ اس حقیقت سے مرزا غلام احمد قادیانی بھی منکر نہ ہو سکے اور انہوں نے اپنی بدزبانیوں کو چھپانے اور قرآن کی حقیقت کا اظہار کرنے کیلئے کہا کہ قرآن گالیوں سے پر ہے۔ مرزا صاحب نے ......

قرآنی گالیوں کا تھوڑا سا نمونہ بتلایا ہے جو کہ قرآن نے دوسروں کو دی ہیں:۔

شر البریہ ۔ شر الدواب ۔ مثلہ کمثل الکلب ۔ حمارا ۔ عجل الغارا ۔ حلاف مہین ہماز مشار ۔ مناع الخیر ۔ معتد ۔ اثیم عتل ۔ زنیم ۔ مذموم ۔ کالانعام ۔ بل ہم اضل ۔ وقودا لنار ۔ فی طغیانہم ۔ فاسقین ۔ کاذبین ۔ منافقین ۔ کافرین ۔ مجرمین ۔ سماعون للکذب ۔ اکالون للسحت ۔ ہمزہ لمزہ ۔ کذاب اللہ ۔ اخوان الشیاطین

مُبذرین - المسرفین - مسترقین - مبثورا - نجس - حمالۃ الحطب - ابی لہب - یدع د الیتیم - یخلون - خصیم - الا الحفنام - اصحاب النار - اصحاب النعیر - اصحاب الجحیم - ارند یصیدون - عن لسبیل اللہ - یبغونھا عوجاً - خاسرین - ظالمین - ملعونین - قردہ خاسئین - جاثمین - لا یشکرون - لا یومنون - جاہلون - صم بکم - عمی - فی قلوبھم مرض - مُغل - متکبر - جبار - عنید - مُرید - حریب - شیطان - خادین - خنازیر - اولیا شیطان - عبد الطاغوت - السارق - والذانی خبیثین - مدسنون - غافلون - علیٰ قلوبھم اقفالا - خناس شرمکانا وغیرہ -

ترجمہ - ناپاک - شیطان - شریر کُتے - گدھے - سوئر - پلید - بے ایمان مُردار خوار - خدا کے دشمن - لعنتی - بندر - خارج کئے گئے - ایمان نہیں لاتے - چور - زناکار - بدکار - فتنہ پرداز - مکار - گمراہ کرنے والے - مفتری - بد دیانت - تمام دنیا سے بدتر - جاہل - کمینے - گندے ناہل - بدذات خبیث - جہنم کھانے والے - سست - اہانت کنندہ - چغل خور - خیر کو منع کرنے والے - نفاق رکھنے والے جھوٹ بات سننے والے - رشوت کھانے والے - فتنہ کرانے والے - نکتہ چینی کرنے والے - شیطان کے بھائی - ہلاک کئے گئے کھوٹے یکڑیوں کا بوجھ اٹھانے والے - اہل دوزخ - روکنے والے اللہ کی راہ سے نقصان پانے والے - ظالم - بہرے گونگے اندھے - دلوں میں ان کے مرض ہے - حابیر - سرکش - ٹیڑھی مزاج - شیطان کے دوست - غفلت کرنے والے - دلوں میں ان کے مرض اور قفل ہے - دیکھنے والے چھپے گرگٹ - وغیرہ وغیرہ -

گالیوں کی اس مختصر سی فہرست سے نتیجہ نکلتا ہے - کہ اختلاف عقائد کی بنا پر گالیاں سنانے والوں میں سے قرآن صف اول میں ہے - قرآن کی اسی روش کا اثر اسلام کے کئی ارکان پر بھی پڑا اور انہوں نے بھی اسی تعلیم کے زیر اثر ہو کر بے تحاشا کام کئے ہیں

موجودہ زمانہ کے نبی - مسیح موعود کو ہی دیکھئے وہ بھی گالیوں میں طاق اور

شہرہ آفاق تھے - پھر اس کے باوجود بھی رب القادیان سے کہلایا جاتا تھا کہ مرزا تیرے منہ سے شیرینی ٹپکتی ہے - اور اس شیرینی کے نمونے دیکھئے مسیح کو چال باز - شرابی - مکار - قمار باز - حرام خور - عیاش - بدکار - نادان - بد زبان جھوٹا چور - مکار - فریبی - تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں - کنجریوں سے میلان صحبت تھی - بازی گر - گندہ - اوباش مطلب پرست ذلیل بے علم - خود بین وغیرہ وغیرہ وغیرہ کہا جا سکتا ہے - اس کے علاوہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو کتیوں اور کنجریوں کی

اُمت بھی اسی کے نقش قدم پر چل رہی ہے - جناب کو یہ عادت بدکیوں تھی اس کے متعلق خلیفہ محمود صاحب اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں - میں نے دیکھا ہے - کہ حضرت خلیفہ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی طبیعت نہایت سادہ تھی - آپ کھلی کھلی بات کرنے سے ہچکچاتے نہ تھے - بعض دفعہ غیرت یا نصیحت کے جوش میں آپ سخت الفاظ بھی کہہ دیتے تھے - اور کئی بار آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا میاں! یہ ہماری تربیت کا نقص ہے ہمارے وقت میں تربیت کے ایسے مواقع

نہ تھے - جیسے اب ہیں - آئندہ نسلوں کے لئے بہتر تربیت کا موقعہ ہے - اور اب یہ بات ٹھیک ہے - بخاری میں صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابوبکر کے منہ سے بھی ایک گالی کی روایت کی گئی ہے - جو ایک شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

معبود کے دربار میں!

از مہاشہ پریم چند جی آریہ سیوک سنت نگر لاہور!

اے میرے معبود! عشرت فضائے روح المنانی! دیدنی کی پیاسی آنکھیں - دل کی فریاد سنانے آئی ہیں - درد کی التجا لیکر آئی ہیں - جاہ و حشم - مال و زر - رتبہ و احتشام کی طالب نہیں - بلکہ تیرے پریم کی دولت چاہتی ہیں - جو دنیا کی تمام آرزوؤں اور تمناؤں سے بے نیاز کر دے -

اے صورت کشائے ذوق! قربان جاؤں تیرے نام رسالہ پر میرے دل کو ان جذبات سے لبریز کر دے جس سے تیرے پیارے شہید کا دل معمور تھا - مجھے بھی وہ آسودگی خاطر عنایت فرما جس سے تیرے گیان کے "مہان پیام" کو جذب کر سکوں -

ارض و سما کے مالک! یہ یوم شہادت کا عشرہ ہے - اسی ماہ مقدس میں رشی دیانند کے پریم کا امتحان ہوا تھا - اور اسی ماہ معظم میں اس پاک ترین انسان نے تیرے پیارے سندیش کو عوام تک پہنچاتے ہوئے پیٹ میں چھرا کھا کر تیرے بے مثل عزم و استقلال سے اپنے آپ کو پریتم کے پوتر مشن کے سپرد کر دیا - قربان ہو گیا - اور عمل سے ثابت کر دیا کہ اس کا دل کسی غیر کی محبت کا متمنی نہیں ہے -

اے میرے سوامی! اس غم زدہ درد مند کو بھی شہید صادق کے پوتر راستہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرما - اور اسے بھی دیر لیکھرام کے عزم راسخ اور استقلال پیہم کا کچھ حصہ عطا کر -

پربھو! میرا دل درد سے لبریز ہے - میرا دل اس راہ پر گامزن ہونے کا متمنی ہے - مجھے دنیا کے نظاروں سے نفرت ہے - شہید کے مشن کا پرتو میرے دل کی پیاس بجھاتا ہے - دل کو ڈھارس بندھاتا ہے - اور تیرے "میخانہ معرفت" کے جام سے مخمور ہونے کے لئے عزم باندھتا ہے - مجھے توفیق عطا کر کہ ہمہ تن تیرا بن جاؤں شہید کے مشن کا عامل ہو جاؤں - بوسیدہ اعتقادات و رسومات کے پرخچے اڑاتا جاؤں - اور تیرے نام کی منادی دیتا ہوا دنیا والوں کو تیرا شیدا کار اور جان نثار بنا دوں - بس یہی کچھ اور کچھ نہیں -

اولاد کہا ہے - آریہ سماج پنڈت لیکھرام اور رشی دیانند کے حق میں تو اپنی بدترین قسم کی شرافت کا اظہار کیا ہے -

کوئی بڑا مذہبی بزرگ ایسا نہیں - جس کے حق میں مرزا قادیانی نے اپنی "شیریں کلامی" کا مظاہرہ نہ کیا ہو - اور آج قادیانی

میں بے ادبی کرتے ہوئے دیکھ کر بے اختیار آپ کے منہ سے نکل گئی - الفضل ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۵۳ء -

اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ مرزا صاحب کی تربیت اعلیٰ طریقہ سے نہیں ہوئی تھی - اسی لئے تو لوگوں کو گالیاں دیتے تھے - اور ساتھ ہی اسلامی تعلیم کا اثر بھی اُن پر ہو چکا تھا - اس لئے انہوں نے گالیاں دینے پر ہی اکتفا نہیں کی - بلکہ اسلامی ذہنیت کے زیر اثر جہادی سپرٹ سے بھی کام لیا -

چنانچہ جب قادیانی صاحب نے اپنی شرافت کا نمونہ دکھاتے ہوئے لکھا تھا -

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ برّان محمد -

تو پنڈت جی نے اُسی وقت اپنی خدا داد لیاقت سے جان لیا تھا کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے بمصداق مرزا بزدلانہ طریقے سے ہمیں قتل کروانا چاہتا ہے - اس کی تحریر و تقریر میں طاقت نہیں رہی کہ وہ ویدک دھرم کے مقابلہ میں مرزائی فرقہ کی کوئی سچائی پیش کر سکے - چنانچہ آریہ گزٹ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۲ پر آپ نے اپنے ایک مضمون کے دوران میں لکھا تھا "کیا یہ صاف طور پر ہمارے قتل یا زہر وغیرہ کے منصوبے نہیں ہیں" - اس قسم کی پیشگوئی ایڈیٹر پیسہ اخبار کے متعلق بھی کی گئی تھی - چنانچہ انہوں نے پیسہ اخبار صفحہ ۲ جون سنہ ۱۹۰۲ء میں لکھا تھا "ایڈیٹر الحکم نے مجھے دعوت دی ہے کہ اگر میں طالب حق ہوں تو جہاں یورپ کا اتنا سفر کیا ہے - وہاں قادیان میں اگر چند روز اقامت اختیار کروں اور اپنی آنکھوں سے وہاں کی کیفیت دیکھوں - میں اس دعوت کے لئے ان کا شکر گذار ہوں - لیکن افسوس ہے - کہ میں اسے قبول نہیں کر سکتا - کیونکہ چند روز پیشتر الحکم میں میری نسبت اندیشہ جان کی پیشگوئی چھپ چکی ہے - اور عام خیال یہ ہے - کہ قادیانی مشن کی پیشگوئیاں اور نشان پورے کرنے کیلئے عملاً بہت کچھ ناجائز کارروائی کی جاتی ہے - کیا مجھے قادیان میں اسی پیشگوئی کی سبیل پیدا کرنے کو بلایا جاتا ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ پنڈت لیکھرام جی کی طرح قادیانی اپنی اسی اسلامی ذہنیت کا اظہار عام مسلمانوں پر بھی کیا کرتا تھا -

اے شیخ چھوڑ دے اب اسلام کے فسانے

بقیہ صفحہ [illegible]

اسلامی بادشاہوں کی حرکات۔ ان کا رعایا اور خاص کر اپنے والدین بہن اور بھائیوں سے سلوک تو تاریخ کے صفحات سے ظاہر ہے۔ وہ باتیں تو کچھ پرانی ہو گئی تھیں اور لوگ انہیں بھول چکے تھے۔ لیکن موجودہ جماعت ان کی قابل ... کو تازہ رکھنے کیلئے جو حرکات کرتے ہیں وہ نہایت ہی خطرناک ہیں۔ کسی خفیہ سوسائٹی کے ذریعہ گمراہ کئے نوجوانوں کو جو کہ ایک بے گناہ کے قتل کا بار اپنی گردن پر لیتے ہیں۔ ایسے برے کاموں سے انہیں باز رکھنے کی بجائے غازی اور شہید کے خطاب دینا اور ان کے مقدموں کی مفت پیروی کرنا۔ ان قاتلوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے اور اسلام کے بڑے بڑے لیڈر بھی ان کاموں میں شامل ہو جاتے ہیں دوسروں کے شرم دلانے پر جلی زبان سے ان قاتلوں کی مذمت کر دی جاتی ہے۔ لیکن عملی طور پر قاتلوں کا ساتھ دیا جاتا ہے۔

سینکڑوں شہادتیں اور بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن دانایاں را اشارہ کافی است کے مطابق اتنا ہی کافی ہے۔ آخر میں ہم اسلامی بھائیوں سے عرض کریں گے کہ دوستو! اگر خود امن سے رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو امن سے رہنے دو (Live and let them live) پر عمل کرتے ہوئے خود امن و چین سے رہو اور دوسروں کو رہنے دو۔ یہی انسانیت کا تقاضا ہے۔ اور یہی ربی مرضی ہے۔ اسی پر عمل کرو اور جو قتل و غارت درندگی سفاکی اور گالی گلوچ کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کو چھوڑ کر پوتر ویدک دھرم کی شرن میں آ جاؤ۔ سبز و سموم میں بسنے کی بجائے گنگا کے ٹھنڈے چھینٹوں سے اپنے دل و دماغ کو ٹھنڈا کر کے عقل سلیم سے کام لیتے ہوئے۔ بھلائی و برائی میں تمیز کرتے ہوئے دنیا میں رہو۔ اسی میں تمہارا بھلا ہے۔

کھانے کے بعد ایک دوست نے تمام بھائیوں کو پان بانٹے جس وقت پاندان آریہ مسافر کے پیش کیا گیا تو آپ بول اٹھے:۔

"بھائی! دیکھتے نہیں۔ میں انسان ہوں۔ بکری نہیں جو پتے چباؤں"

دھرم ویر وکرم ویر لیکھرام

(از کوی ونود پنڈت ٹھاکر دت جی شرما موجد امرت دھارا لاہور)

جب تک آریہ دھرم قائم ہے یا یوں کہو کہ جب تک یہ دنیا قائم ہے۔ (کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ جب تک یہ دنیا قائم ہے۔ ویدک دھرم لوپ نہیں ہو سکتا کیونکہ نہ جانتے ہوئے بھی دنیا کا رخ ان دنوں ویدک دھرم کی طرف چل رہا ہے۔) پنڈت لیکھرام جی کا شبھ نام آریہ جاتی کے دلوں سے دور نہیں ہو سکتا۔ شری ۱۰۸ سوامی دیانند سرسوتی کے سچے بھگتوں میں سے پنڈت لیکھرام جی ایک تھے۔ پنڈت جی کے ساتھ دھرم ویر کا لفظ ہمارے آریہ بھائی لگاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پنڈت جی جہاں دھرم ویر تھے ساتھ کرم ویر بھی تھے۔ ان کا دھرم جیون چلنے کے لئے ایک مثال ہے۔ کوئی پرلوبھن کوئی مخالف شکتی ان کو اپنے دھرم پتھ سے علیحدہ نہ کر سکتی تھی اس کے ساتھ ہی جس دھرم کو وہ سچا جانتے تھے۔ اس کے پرچار کے واسطے دھرم کے پیاسوں کی پیاس بجھانے کے واسطے جو کرم انہوں نے اختیار کئے تھے۔ ان کرموں کو ایسی ویرتا اور ایسی دڑھتا سے کیا کہ وہ کرم یوگیوں کے بغیر نہ صرف ممکن ہے ہونا مشکل ہے ماتا کا سینہ۔ استری کا پریم پتر کی محبت ان کو ایک دم بھر کے واسطے اپنے کرم سے ٹھہرا نہ سکے۔ ایک سچے کرم یوگی کی طرح جب ایک کرم کو آرمبھ کیا۔ انت تک اس کو ویرتا کے ساتھ نبھایا۔ دوستوں کا سمجھانا نصیحت کی باتیں جتلانا سب بیکار ہوتا تھا۔ اپنی کرم پرایتا میں وہ ایشور کو سدا ساکشات سمجھتے تھے۔ کوئی شکتی یعنی جان کے من کو ڈرا سکے۔ ایشور پر وشواس تھا وہ کسی کا بھی نہ تھا۔ میں جب امرتسر سکول میں پڑھا کرتا تھا۔ اور شریمان ماسٹر آتما رام جی کے اپدیشوں سے آریہ سماج کو اپنا دھرم بنایا تھا۔ اس وقت وہاں آریہ سماج میں ان کا ایک ویاکھیان سننے کا اتفاق ہوا تھا۔ بہت وقت گذر جانے کے باوجود وہ سماں آج تک نہیں بھولا۔ کہ ایک شیر ہے جو گرج رہا ہے۔ اسلامی مذہب کی کمزوریوں کو وہ اس وقت بیان کر رہے تھے۔ مسلمان بہت بڑی تعداد میں وہاں جمع تھے۔ ادھیکاری سماج نیچے کانا پھوسی کر رہے تھے۔ مگر کرم ویر کو کسی کی پرواہ نہ تھی لیکچر ختم ہوا جوش پھیلا ہوا تھا۔ میرے سامنے کی بات ہے۔ سماج کے ایک ادھیکاری نے پنڈت جی کو آہستہ سے کہا کہ آپ ذرا ٹھہر جاویں مسلمانوں کو گذر جانے دیں اتنا کہنا تھا۔ کہ پنڈت جی آگ بگولا ہو گئے۔ اور اس وقت یہ کہہ کر "کیا ہرج ہے۔ ہم بھی پشاوری ہیں" بھیڑ کو چیرتے ہوئے چل دئے" یہی کیفیت بھی یہی تھی کہ کسی کی کبھی ہمت نہ ہوئی کہ ان سے آنکھیں چار کر سکے۔ سفاکی اور دھوکا امر دیگر ہے۔

ایک دن امرتسر سماج میں ایک بزرگ جن کا نام اس وقت بھولتا ہوں۔ اپدیش کر رہے تھے۔ کہ ایک صاحب نے ان کے کان میں کچھ کہا۔ اس وقت وہ چپ ہو گئے اور آنکھیں بند کر لیں۔ ۵ منٹ تک خاموش کھڑے رہے حاضرین ان کو ایسی حالت میں چپ چاپ غم کی صورت بنے ہوئے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ کہ کون سا غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ آخر انہوں نے پرنم آنکھیں کھولیں اور بتلایا کہ لاہور سے تار آیا ہے کہ آپ کا پیارا دھرم ویر شہید ہو چکا ہے۔ تب لوگوں کو پتہ لگا کہ یہ غم ان پر نہیں ہے۔ بلکہ ہم سب پر ہے۔ ہم کو باوجود ایک سکول کے معمولی طالب علم ہونے کے اس قدر غم ہوا۔ کہ بورڈنگ میں آ کر بھرے دل سے ایک طرف بیٹھے رہے۔ اور اس دن باوجود دوسرے لڑکوں کے مخول کے بھی کھانا نہیں کھایا۔ یہ دن پھاگن شکل ترتیا کا تھا۔ اور یہ بات سب بھائیوں کو یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ پنڈت لیکھرام جی کی

شہادت کا دن ۶ مارچ نہیں ہے

مگر افسوس ہے کہ آریہ سماج میں انگریزی تعلیم یافتہ زیادہ ہونے سے ہماری بہت سی باتیں شاستروں کے ورودھ ہو رہی ہیں۔ شری سوامی دیانند سرسوتی کو جب بودھ ہوا تو وہ دن شوراتری کا تھا۔ اور جب وہ نجی دھام کو گئے تب دیوالی تھی۔ یہ دونوں بھارت ورش کے بڑے مشہور دن ہیں۔ جو پہلے ہی شاستر مریادا کے انوسار تتھیوں کے مطابق ہوتے ہیں اگر ان دنوں کے علاوہ کوئی دن اور ہوتے تو سچ جانئے ہمارے بابو جھٹ انگریزی تاریخ کا مقرر کر لیتے۔ یہ خیال مدت ہوئی ایک بار ہم نے آریہ پرتی ندھی سبھا میں لکھ کر بھیجا تھا اخبارات میں بھی ایک نوٹ نکلوایا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ آریہ پرتی ندھی سبھا نے سرکلر جاری کیا کہ دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کی شہادت کا دن پھاگن شکل تیج ہے۔ اور جس تاریخ انگریزی کو بھی وہ آوے وہی شہادت کا دن منایا جاوے تاویہ جنتری لکھنے والوں نے پھاگن شکل تیج کا نام ویر تیج ہی رکھ دیا ہے۔ اور ایسا کرنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان کی کل جنتریوں پتریوں میں یہ ویر تیج لکھی جایا کرے اس بار پھاگن شدی تیج ۱۵ مارچ کو ہے۔

۱۵ مارچ ہی اس بار شہادت کا دن ہے

آریہ سماج لاہور غالباً ایک دو بار اسی تحریک کے مطابق پنڈت جی کی شہادت کا دن منا چکی ہے۔ مگر جب پھر کچھ جھگڑا پڑا اور ویر تیج کچھ پیچھے پڑتی تھی تو ایک دوسرے نے خیال کر کے کہ وہ پیچھے نہ کرنے ۶ مارچ کو ہی شہادت کا جلسہ کیا۔ اب پھر ہم کو سمجھنا چاہیئے اور پرانی مریادا کو نہیں توڑنا چاہیئے۔ سب آریہ پرش یاد کریں کہ پنڈت لیکھرام جی پھاگن شدی تیج کو دھرم پر قربان ہوئے تھے۔ ایک بات اور ہے۔ جس کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ

شہادت کے دن خوشی منائی جاوے یا غم کیا جاوے

شری سوامی دیانند جی مہاراج کی مرتیو دیوالی کو ہوئی۔ آریہ اگر اس دن غم کرتے تو نہ دیپ مالا کرتے اور نہ دوسرے ہندوؤں کے ساتھ مل کر خوشی مناتے۔ مگر بڑوں نے رد چلا دی کہ سوامی جی کی موت پر خوشی کرنی چاہیئے جو اپنا کرتویہ پورا کر کے جاتے ہیں ان کی موت پر غم کیوں؟ دوسری طرف لیکھرام جی کی یا پنڈت گورودت جی کی مرتیو پر ہم غم کرتے اور نوحہ خوانی کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آریہ جاتی میں غم کے کوئی تیوہار نہیں ہیں۔ سب خوشی کے ہیں۔ مگر ساتھ ہی مرتیو کا کوئی تیوہار بھی تو نہیں ہے۔ سال بھر کے ہندو تیوہاروں پر نظر ڈالو کسی میں موت کا سمبندھ نہیں ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ رام چندر کرشن اور دوسرے دیوی دیوتا کب سورگ دھام کو گئے ہیں تو اب اگر مرتیو کے دن جلسہ کرنے کا یہ رواج چلا ہے۔ تو وہ اظہار رنج و غم کے لئے ہو۔ یا اظہار خوشی کے لئے دنیا میں رونا ہمیشہ اپنے مطلب کا ہوتا ہے یعنی سکھ یا فائدہ ہم کو ایک دکھی سے ہوتا ہے۔ اتنا ہی ہم روتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کی موت سے ہمارے سینکڑوں سکھ اور فوائد دور ہو گئے اور دوسری طرف یہ خیال ہے کہ بزرگ جو اپنا کرتویہ پالن کر کے اتم گتی کو پراپت ہوئے ہیں۔ ان کی موت پر غم کیوں کیا جاوے۔ تب کیا ہونا چاہیئے۔ اس کا فیصلہ سب بزرگ مل کر کریں۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ایک ہی دن آریوں میں جلسہ ہو رہا ہے۔ کوئی غم منا رہا ہے۔ کوئی خوشی منا رہا ہے (باقی آئندہ)

شہید اکبر کے مشن کو آگے بڑھاؤ!

شہید اکبر کے مشن کے ایک فدائی کے قلم سے

آریہ سماج کی بنیاد شہادت پر رکھی ہوئی ہے۔ اس نے شروع سے ہی شہادت کے امرت کو چکھا ہے۔ بلیدان کی پوتر ویدی پر اس نے سر کی بلی دینے سے کبھی کوتاہی و تساہل نہیں کیا۔ اس کے اصولوں میں جہاد کی تعلیم نہیں ہے۔ اور نہ ہی بے قصور کسی مذہبی جوش دھنوں میں آکر جہاد کی تعلیم کے ماتحت جنت کے لذیذ کھانوں اور غیر متبدل شہد کی نہروں کے شرب کے لالچ میں آکر قتل کرنا مذہبی اصول کا ایک جزو جانتا ہے۔ مگر ہاں اس کے اصول زریں میں شہادت کا امرت ہر وقت موجود ہے۔ بلیدان کا سبق شروع سے ہی رشی ور نے آریہ سماج کو پڑھا دیا ہے۔ اور ہر وقت آریہ سماج کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہے۔ شہید اکبر کی شہادت اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ سر وسو بھی آریہ سماج کی پوتر ویدی پر ہی قربان کرنا ویدک دھرمیوں کا فرض رہا ہے۔ شہید اکبر کی شہادت ایک معمولی شہادت نہیں ہے۔ ان کے بلیدان میں آریہ سماج کی زندگی تھی آریہ سماج پر ان کی بلی سے چار چاند لگ گئے ہیں۔

شہید اکبر کی زندگی کا ہر ایک پہلو منور ہے۔ ان کی آریہ سماج کی بھگتی ایک مثال اور آدرش جھلکتی ہے۔ اگر رشی ور کے نقش قدم پر چل کر آریہ سماج کے رشی مشن میں مددگار ہو سکتے۔ ایسی تو سب سے ان کا نام ہی لیا جا سکتا ہے۔ ان کی زندگی کی ہر ایک گھٹنا ہم کو اس بات کی مکمل شہادت دیتی ہے۔ کہ ان کے دل میں آریہ سماج کی سیوا اور رشی سندیش کو گھر گھر سنانے کے سوا اور کوئی دوسرا خیال ہی نہیں آیا۔ ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے یہی خیال آیا کرتا تھا۔ کہ وہ نظارہ کب دیکھنے کو ملے گا۔ جب کہ گھر گھر سے وید منترو کی صدا آئے گی۔ اور ہر ایک کی زبان پر رشی ور کا نام و کام ہوگا۔ اسی مقصد کیلئے انہوں نے جو بھی کام عظیم کیا آج کوئی بھی ان کا عشر عشیر بھی کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ان کے جیون کی گھٹناؤں میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ایک سے ایک بڑھ کر اور ہر ایک کے واسطے سبق آموز ہیں۔ ان کی کیا یہی قربانی کم ہے۔ کہ لخت جگر گھر میں بیمار ہے اور خیال پرچار کی طرف ہے۔ باہر چلے گئے لیکچر دیتے وقت تار ملا کہ آپ کے دل کا ٹکڑا جدا ہو گیا ہے۔ مگر کیا مجال کہ آپ کے چہرہ پر ملال و غم کے آثار بھی نمودار ہوئے۔ لیکچر جاری رہا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کا دل بڑا سخت ہے جواب ملتا ہے۔ ہر ایک انسان دنیا میں جانے کیلئے ہی آتا ہے۔ شہید اکبر کے جیون کی یہی گھٹنا ہی ایسی ہے۔ جس سے آریہ سماج میں جیون آ سکتا ہے۔ اور جوش پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا کے تختہ پر ایسی کوئی مثال ہے؟ چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتی۔ شہید اکبر نے یہ وچار رشی ور سے سیکھے تھے۔ رشی ور کی بہن اور چاچا جی داغ مفارقت دے جاتے ہیں۔ مگر رشی اف تک بھی نہیں کرتے آخر رشی ور کے شش رشی ور سے کیا کاری کیسے نہ ہوتے۔

شہید اکبر نے جیون کال میں جو بھی پرچار کیا سو بیان سے باہر ہے۔ انہوں نے جو بھی انوسندھان کیا وہ دیکھ کر ان کے پرشارتھ پر بڑی حیرانی ہوتی ہے۔ کہ نہ جانے پرماتما نے ان کو کتنی زبردست قابلیت و علمیت پردان کی تھی۔ جس کے ماتحت انہوں نے دنیا کے کسی مذہب کے عقاید کو نہ پرکھا ہو۔ زمین و آسمان سب چھان مارے قرآن و بائبل کا ورق ورق دیکھ لیا۔ اور ایسی تحریرات شروع کیں جن کے کارن مذاہب کے بانیوں میں کھلبلی مچ گئی۔ ان کا پرچار بڑا وسیع اور بلند معیار کا ہے۔ لیکن پھر ان کے جیون میں کیا مجال کہ ڈر کا نام و نشان بھی پایا جائے۔ آپ کا سارا جیون ہی آریہ سماج کیلئے ایک نئے یگ کا کام دے رہا ہے اور دنیا کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ تاہم آپ کے جیون کا آخری حصہ بڑا بلند ہے۔

خاص شہید نمبر کیلئے!

ان دنوں آریہ سماج پر سب سے خوفناک حملہ مرزا صاحب کا حملہ تھا۔ اسے اگر قادیانی حملہ کا نام دیا جائے تو بجا ہوگا مرزا صاحب نے نبوت کا لباس پہننا شروع کر دیا تھا۔ وصول الہامات کا غلط پروپیگنڈا کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔ اوپر سے اسلام کا چولہ دھارن کر کے اندرونی طریقہ سے مسلمانوں کے ختم نبوت والے عقیدے کو پارہ پارہ کرنے کی تدابیر عمل میں لانی شروع کیں۔ طمع و ذم و شتم کا دور دورہ ہوا۔ اہل اسلام کو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا مشورہ دیا۔ آسمانی پیشگوئیاں خصوصاً الہامات موت کا تماشہ دکھانے لگے۔ الغرض ہر ممکن و ناممکن۔ جائز و ناجائز طریقہ سے لوگوں میں اپنے خطبے پڑھنے آرمبھ کر دئے۔ کبھی شریعت کا لباس اوڑھا اور کبھی سیاست کے میدان میں کود پڑے۔ کبھی مذہبی جوش میں دیوانے ہو گئے۔ اور کبھی اتحاد کی شمع پر پروانے ہونے کا دم بھرنے لگے کبھی حکام وقت کی جھولی سنبھالی اور کبھی شرفا کی پگڑی اچھالی۔ کیا لکھیں۔ کبھی خدا کے فرشتہ دار بن گئے اور کبھی مذہب کے غمخوار بن گئے۔ سیاست میں کبھی دخل ریاست میں کبھی شامل ہمارے مولوی بھی فی المثل تعالیٰ کے مشکن تھی۔ یہ سارا جوش اور طرف ہی اشاعت کا ہے یہ تو مذہب کے نام پر پیٹ پوجا کا ذریعہ تھا لیڈری کی خواہش تھی۔ منہ سے کہتے ہیں کہ بھگوان کا درشن مل جائے پر شکم کا یہ فرمان کہ بھوجن مل جائے۔ مرزا صاحب نے باتوں باتوں میں آریہ سماج کو بھی اپنا مخاطب بنایا اور غلطی سے یہ سمجھا کہ اس طرح میری مسلم نوازی راسخ ہو جائیگی۔ ویدوں کے خلاف زہر افشانی سے بھری ہوئی انکار وید تحاریر کا پرچار کرنا شروع کیا اور اپنی نبوت کا دعوے کر کے آریہ سماج کو اس کی تصدیق کیلئے اپنے کو پیش کیا۔ بس قادیانی بڑ بڑ کا ہونا تھا کہ شہید اکبر نے مرزا صاحب کے گھر قادیان میں آکر مرزا صاحب سے دو دو باتیں کیں۔ اور للکار کر شیر کی طرح گرج کر کہا:

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

مرزا صاحب کا حقیقی فوٹو پبلک کے سامنے پیش کیا۔ مرزا صاحب کو یہ کبھی خیال نہ تھا۔ کہ آریہ سماج کا شیر مجھ کو میرے ہی شہر اور میرے ہی گھر آکر ایسی بری طرح

پچھاڑ دیگا۔ تبدیل خیالات ہوا۔ اور خوب ہوا جب تک مرزا صاحب کی بنوت کا راز فاش نہیں ہو گیا۔ اور جب تک مرزا صاحب کے ویدوں کے متعلق دقیانوسی خیالات ختم نہیں ہو گئے۔ تب تک شہید اکبر قادیاں میں ہی گرجتے رہے۔ ویدک تبلیغ کی اور ایسی کی کہ مرزا صاحب کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ شاندار آریہ سماج قائم ہوا۔ جو کہ آج تک بھی ایک اعلیٰ درجہ کا شہید اکبر کی یاد کو تازہ رکھتا ہوا۔ ان کے ہاتھوں سے پودہ کی شکل سے اب ایک درخت کی شکل میں لوگوں کو راحت کے سامان بہم پہنچا رہا ہے اور اس طرح شہید اکبر کی قادیانی حملہ کے جوابی مشن کی پوری پوری تصدیق کر رہا ہے۔ یہ تو قادیان میں شہید اکبر کی آمد کا اثر ہے۔ اب ذرا مرزا صاحب کے خیالات کا بھی حال سن لیویں کہ مرزا صاحب کے وچاروں پر شری پنڈت جی کا کیا اثر پڑا دور جانے کی زیادہ ضرورت نہیں آخری ایام میں اپنے آخری لیکچر میں مرزا صاحب ویدوں کے متعلق اپنے سابقہ خیالات کی تردید کرتے ہوئے ایک عظیم مجمع میں علی الاعلان تسلیم کرتے ہیں:۔

"کہ وید بھی کلام الٰہی ہیں۔ ان کے متعلق پھیلائے ہوئے اوہام مفسروں کے ہیر پھیر کا نتیجہ ہے نہ کہ ویدوں کا"

مذکورہ بالا لب لباب ہے۔ اور ویدوں کے متعلق مرزا صاحب کے لیکچر کا یہ ماحصل ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگ جاتا ہے۔ کہ شہید اکبر کی کامیابی کتنی بھاری کامیابی ہے۔ اور اُن کا بلیدان کتنا اودیش بلیدان ہے۔ یہ ایک ایسی عظیم الشان فتح ہے۔ جس کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی فتح بھی نہیں ٹھہر سکتی۔

گھر بار آریہ سماج کے پرچار کی ویدی پر قربان کر دیا۔ سرو سو لٹا دیا۔ کس لئے صرف رشی ور کے اشارے پر آریہ سماج کے پریم پر اور ویدوں کی شردھا پر۔ اس زمانہ میں ان کی مثال عنقا ہے۔ اتنے پر ہی اکتفا نہیں بلکہ ویدک دھرم بلیدان کی ویدی پر اپنے آپ کو بھی بھینٹ کر رشی ور کی اصلی معنوں میں تقلید کی۔ آخری وقت بھی گھر کا خیال نہیں ہے۔ موت کا فکر نہیں۔ فکر ہے تو صرف آریہ سماج کے مشن کا۔ خیال ہے تو صرف یہ کہ ویدک دھرم کی توسیع کیسے ہو سکتی ہے۔ آریہ سماج کو تحریر و تقریر جاری رکھنے کا زبردست سندیش دے کے سنسار کو تیاگ دیتے ہیں۔ وہ کتنی بھاری قربانی ہے کتنا تیاگ ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر رشی مشن کا پرچارک کوئی بن سکتا ہے۔ خون سے بنیاد کو مضبوط کر دیا۔ اور شہادت سے قادیانی بطالت کو مفقود کر دیا۔ آپ چلے گئے لیکن کام باقی ہے۔ شیر نر نہیں ہے۔ لیکن نام باقی ہے۔

اُن کے بعد آریہ سماج نے کیا کیا

ہر سال آریہ سماجیں پرتی ندھی سبھاؤں کے ماتحت شہیدی ڈے منا کر شہید اکبر کے مشن کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ مگر ہمارے دلوں میں درد ہے۔ اعتراض کی بات نہیں۔ آج شہیدی مشن کی کہاں تک ترقی ہوئی ہے۔ تیاگ و ایثار کتنا باقی رہ گیا ہے۔ ویدک پرچار کی لگن کا کیا حال ہے۔ آج کتنے ہیں جو کہ اپنے آپ کو آریہ سماج کی ویدی پر قربان کرنے کے لئے اپنے کو پیش کریں۔ لکھتے ہوئے دکھ ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے دلوں کے وچاروں کو اپنے بزرگوں اور سبھا کے ادھیکاریوں کے سامنے نہ رکھیں گے تو اور کس کے سامنے ہم اپنے دکھڑے روئیں گے۔ ہمارے لئے تو سبھائیں ہی سرو سو ہیں۔ ہماری اپیل سبھاؤں تک ہی ہو سکتی ہے۔ اگر سبھائیں ہمارا دکھڑا نہ سنیں گی تو اور کون سنے گا۔ اس لئے بچہ اپنے باپ اور شاگرد اپنے استاد کے سامنے ہی اپنے غم کی داستان کو رکھ کر اس سے اس غم سے چھوٹنے کا متمنی ہوتا ہے۔ ہماری پہنچ سبھاؤں تک ہی ہے۔ سبھاؤں کو ہر وقت ہمارے دکھڑے سننے چاہئیں۔ سب سے پہلا غم یہ ہے۔ کہ آج ہم مذاہب اور خصوصاً قادیانی جماعت کو دیکھتے ہیں۔ آئے دن شہید اکبر کے خلاف ٹریکٹ و کتب شائع ہوتی ہیں۔ اور خرافات کو جمع کر کے دنیا میں لوگوں کو آریہ سماج سے متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر شہید اکبر کی کتب کی اشاعت کو دیکھ کر غم و دکھ ہوتا ہے۔ آج کلیات آریہ مسافر کس کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کسی کو کبھی خیال نہیں آیا۔ لہٰذا اس شہیدی ڈے پر ہم جملہ سبھاؤں سے ملتمس ہیں کہ جہاں وہ نئی نئی کتب کی اشاعت میں مشغول ہیں۔ وہاں سب سے پہلے اس کام کو کریں۔ جس سے ہر ایک متلاشی حق النسان شہید کے گوہر خیالات سے مستفید ہو۔

علاوہ ازیں شہید اکبر کے بعد آج آریہ سماج کے پاس اسلام کی دن بدن بڑھتی ہوئی اگنی کو شانت کرنے کا کیا بندوبست ہے کتنے ایسے نوجوان ہیں جو کہ اسلام کے ساتھ ٹکر لے سکتے ہیں۔ میری آنکھیں آج صرف دس نوجوانوں کو ہی دیکھ رہی ہیں۔ لیکن وہ بیچارے قلیل تعداد میں ہونے کے کارن کہاں جاویں۔ آج قادیانی مبلغ ترقی پر ہیں۔ جہاں دیکھو اسلام کا ہر ایک مذہب آریہ سماج سے ٹکر لینے کیلئے تیار ہو جاتا ہے مگر آریہ سماج کے پاس ابھی تک ایسے نوجوانوں کی کمی ہے جو کہ اپنے آپ کو آریہ سماج پر بلیدان کر دیویں اس لئے میں جملہ سبھاؤں۔ آریہ پرتی ندھی سبھا و پرادیشک پرتی ندھی سبھا۔ سارو دیشک سبھا کی خدمت میں پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس نازک موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور شہید اکبر کی یاد کو اس دفعہ اس طریقہ سے مناویں کہ جس سے حقیقی معنوں میں شہیدی مشن وسیع ہو۔ میری تو یہ بھی زبردست خواہش ہے کہ جس طرح کرتارپور میں شری سوامی ورجانند کے یادگار سمرن کے لئے ایک عظیم الشان میلہ منایا جاتا ہے۔ اسی طرح جملہ سبھاؤں کی طرف سے اس پوتر ڈے کو دھوم دھام سے منانے کیلئے اور شہید اکبر کے مشن کو اصلی مشن بنانے کے واسطے متفقہ طور پر قادیان میں ہر سال ایک عظیم الشان شہیدی ڈے منایا جاوے اور ویدک پرچار کے عمدہ ذرائع عمل میں لائے جاویں۔ یہ میرے دل کے الفاظ ہیں۔ اور ہر وقت میں اپنی تقریروں سے ایسا شہیدی ڈے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ پرماتما سبھاؤں کی توجہ جلدی اس طرف مبذول کرنے کی کرپا کریں۔ تاکہ میں اور میرے جیسے ہزاروں نوجوان اپنی زندگی میں ہی ایسے پوتر موقعہ کو دیکھیں۔

امید ہے کہ میرے درد بھرے الفاظ سبھاؤں کے ادھیکاریوں اور میرے جیسے رشی سیوکوں کے سرو سو ہوتے ہوئے بزرگوں کے کانوں میں پڑ کر ہماری حوصلہ افزائی کریں گے۔ ہماری یہ شہیدی ڈے پر پرارتھنا ہے۔

آریہ مسافر!
کی
اشاعت بڑھانا ہر آریہ بھائی کا فرض ہے۔

(صفحہ ۲۵ سے آگے)

اسلام کا واحد اجارہ دار سمجھنے والا مرزا غلام احمد پنڈت لیکھرام جی کے مقابلہ سے اتنا گھبرایا ہوا تھا۔ کہ اس سے کوئی بن نہ پڑتی تھی۔ جس براہین احمدیہ کو مرزا صاحب نے نہایت جانسوزی اور عرق ریزی سے عرصہ چھ سال کے اندر پایہ تکمیل تک نہیں بلکہ ۱/۵ حصہ تک پہنچایا تھا۔ اور بڑی بڑی لمبی چوڑی امیدیں اس کے لئے مسلمانوں کو دلائی تھیں۔ شری یت پنڈت لیکھرام جی نے نہایت ہی قلیل عرصہ میں ایسا دندان شکن جواب تکذیب براہین احمدیہ کی صورت میں دیا کہ مرزا صاحب کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اور ۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب نے اپنے ذہنی اختراعات کو کتاب سرمہ چشم آریہ کی صورت میں طبع کر کے ملک کے دماغوں کو مکدر اور بدبودار کرنے کی کوشش کی جس کا علاج پنڈت جی نے خبط احمدیہ کے لکھنے سے کر دیا۔

جب مسلمان بذریعہ تحریر و تقریر کے مقدمہ بازی اور غلط فہمیوں کے پھیلانے کسی بھی طریقہ سے شیر نر کو ہرا نہ سکے تو آپ کو دھوکہ سے شہید کر دیا گیا۔ پنڈت لیکھرام جی نے آخری وقت میں ہمارے لئے ایک وصیت کی جو ایک بہتری دن کی طرح ہمارے لئے مقدس دستاویز ہے۔ جس کا پورا کرنا ہر ایک آریہ بالک کا پرم دھرم ہے۔ پنڈت لیکھرام جی نے پرچار کاریہ میں لگے ہوئے اپنے لئے دنیاوی یادگار اور جگر کے حقیقی ٹکڑے لڑکے کا کوئی خیال نہ کیا اور وہ بھی ان کی زندگی میں چل بسا۔ آخر کار پنڈت لیکھرام جی کی واحد یادگار اور حقیقتاً شکست ان کے کاموں کو کرنے والا ایک آریہ مسافر ہی ہے۔ آریہ مسافر پنڈت جی کا لقب زندہ کرانے کیلئے ان کی یادگار کے طور پر یہی ہے۔ اس لئے میں اپنے سب بھائیوں سے سوئے پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ شہید کی شہادت کو سپھل کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ کہ آریہ مسافر روزانہ ہو جائے لیکن روزانہ تو کجا ابھی ہفتہ وار سے ماہواری ماہوار ہو جائے۔ اس لئے آؤ آج اس شہید کے پوتر دن عہد کریں کہ ہم آریہ مسافر کے گراہک بنیں گے اور دوسروں کو بنائیں گے۔ اور اس کے لئے لیکھ لکھیں گے اور مسلمانوں کی طرف سے جو ویدک دھرم کے برخلاف جہاد شروع کر رکھا ہے اس کو چھن بھن کر کے ویدک دھرم کے سورج کا پرکاش پھیلائیں گے اور رشی رن سے اُرن ہوں۔

شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر اور اسلام

از شری لالہ لیکھراج اسی جی پردھان آریہ سماج ننکانہ صاحب!

اسلام اپنے جسم کامل سے انسانی جماعت کو تین حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ مومن منافق۔ کافر۔ اسلام کے اصولوں کو ماننے والا اور ضروری نہیں کہ ان پر عمل بھی کرتا ہو) مومن۔ اسلام کے اصولوں کو ظاہری طور سے مانتا ہو۔ مگر دل سے ان اصولوں کو ردی سمجھتا ہو۔ منافق۔ اور اسلامی تعلیم کو نہ مانتا ہو وہ کافر۔

چونکہ منافق کی پہچان ذرا مشکل سے ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام کا سارا زور کافروں کے برخلاف ہی استعمال ہوتا رہا ہے۔ گو اسلامی تاریخ کے متعلق واقفیت رکھنے والے اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ مسلمانوں نے خود بھی کئی جماعتوں میں تقسیم ہو کر اور ایک دوسرے کو کافر بنا کر آپس میں اتنا خون خرابہ کیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی حضرت حسن۔ حسین اور دیگر کئی امام اور بڑے چوٹی کے عالم فاضل محض اس لئے قتل کئے گئے کہ قاتلوں کے خیال کے مطابق وہ کافر تھے۔ حالانکہ درحقیقت یہی شہید ہیں جنہوں نے اسلام کیلئے بے حد قربانیاں کی تھیں۔ جب یہ سلوک مسلمانوں کا آپس میں اختلاف رائے کی وجہ سے تھا۔ تو خالص کافروں سے مسلمانوں کا سلوک اچھا ہوتا۔ یہ ناممکن ہی تھا۔ ہندوستان کے باہر دوسرے کئی ملکوں میں اسلام نے اتنا دبدبہ بنایا کہ اصل ملک کے باشندوں کی تہذیب و تمدن اور مذہب کو اس طرح مٹا دیا۔ کہ آج سوائے تاریخ کے اوراق کے ان کا کہیں نشان نہیں ملتا۔ اسمیں شک نہیں کہ مسلمانوں کو ہندوستان میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن مسلمانوں نے اپنی حکومت کے وقت بھی اور اس کے بعد بھی اپنی کوششوں کو ڈھیلا نہیں ہونے دیا۔ مسلمانوں نے اس خیال کو کہ کافروں کو اپنے دین کی اشاعت کا کوئی حق نہیں اور اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر پھر اسلام کو چھوڑ دے تو اس کو قتل کرنا ہمارا حق ہے۔ کبھی چھپایا نہیں۔

مولانا عبدالباری جو اپنے آپ کو امام ہند سمجھتے تھے ایک جگہ لکھتے ہیں:-

"باوجود اس کے ہم آریہ سماج کو اس کا حقدار نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے باطل دین کی دعوت دیں۔ ۔ ۔ میں تو سوائے دین اسلام کے کسی باطل دین کی دعوت کو کسی کا بھی حق نہیں سمجھتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ باطل پرست باطل کو شائع کرے اور میں اس کو روک نہ سکوں"

اور مرتدین کے بارے میں آپ لکھتے ہیں:-

"سانپ اور بچھو اگر ہم کو نہیں کاٹتے اور زہریلے ہیں۔ تو ہمیں اختیار ہے۔ کہ ہم انہیں نہ ماریں مگر مرتدین کے بارے میں ہم کو اختیار نہیں ہے کہ ہم ان سے مصالحت کریں"

یہ خیالات صرف زبانی کہنے تک ہی محدود نہ تھے۔ بلکہ اس کا عمل بھی برابر جاری رہا۔ ہندوؤں نے بڑی بھاری قربانیاں اپنے دھرم کی رکھشا میں کیں۔ اور اسلامی تلوار کو اپنے گلے سے پریم سے لگا کر شہادت کے جام کو شوق سے پیتے رہے۔ لیکن عوام ہندوؤں پر ان اتیاچاروں کا اتنا اثر ہوا کہ ہندو مسلمانوں کے دھرم کے متعلق کوئی گفتگو کرنا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا سمجھتے تھے اور ایسی حالت کو دیکھ کر مرزا غلام احمد صاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۱۵ میں لکھا

"مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے کہ اکثر ان میں ایسی عادت رکھتے ہیں کہ اگر ان کو اپنی طرف سے نہ چھیڑا جاوے تو وہ ۔ ۔ ۔ تمام عمر دوست بن کر دینی امور میں ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں۔

بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف اور اس دنیا کے اولیا کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں۔

پرنتو مسلمان اس سے بھی سنتشٹ نہ تھے۔ کہ ان کے مذہب کے متعلق کچھ نہ کیا جائے۔ بلکہ وہ تو کافروں کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا ڈالنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

یہی وجہ تھی۔ کہ باوجودیکہ مرزا صاحب ہندوؤں کے متعلق یہ کہتے تھے کہ وہ ہمارے دھرم کی نندا نہیں کرتے بلکہ تعریف ہی کرتے ہیں

اس سے مندرجہ ذیل نتیجہ نکالتے ہیں:-

"لیکن دل ان کے (ہندوؤں کے) نہایت درجہ کے سیاہ اور سچائی سے دور رہتے ہیں"

مسلمانوں کا زعم یہاں تک بڑھ چکا تھا۔ کہ علی الاعلان مرزا صاحب نے مسلمانوں کو جوش دلاتے ہوئے کہا:-

"ہندو اب تمہارے (مسلمانوں کے) صید قریب کی طرح ہو گئے ہیں جس کا ایک ہی ضرب سے کام تمام ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہمارے شکار ہیں۔ ازالہ اوہام صفحہ۔

لیکن ایشور کو ایسا منظور نہ تھا۔ اور جو جاتی مسلمانوں کی نظر میں شکار تھی۔ اس کا لال چھاتی ٹھونک کر میدان میں آ گرجا اور مرزا غلام احمد اور اس کے حواری مسلمانوں کے وہ چھکے چھڑائے کہ مسلمان تاقیامت یاد رکھیں گے۔

پرنتو مسلمان یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ کہ کوئی ہندو ان کو اپنے دھرم کی دعوت دے اور اسلامی باطل پرستی کا کھنڈن کرے اس لئے چاروں طرف سے ہاہا کار مچنے لگا۔ اور مسلمان لیڈروں نے کہیں پنڈت جی پر مقدمہ کرنے کی سکیمیں بنائیں اور کہیں اُن کو قتل کرنے کے منصوبے ہونے لگے۔

لیکن اس شیر نر پر ان منصوبوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور دین ملت اسلامی حملوں کا جواب دیتا رہا۔

اور ویدک دھرم کا پرچار کرنا ہی اپنا مکھیہ کرتویہ بنا لیا۔ آپ کی قرآن شریف کی واقفیت اتنی تھی کہ ایک دفعہ مرزا غلام احمد جو اپنے آپ کو عالم ہی نہیں بلکہ نبی بھی کہتا تھا۔ کے ساتھ خارق عادت پر گفتگو کر رہے تھے۔ اور مرزا صاحب نے کہا کہ قرآن شریف کی رو سے اس کے معنے کچھ اور ہی ہیں۔

پنڈت جی نے کہا مرزا صاحب خارق لفظ ہی قرآن میں نہیں تو اس کے معنے قرآن کے مطابق کہنے کا کیا مطلب۔ مرزا صاحب نے کہا ہے "قرآن شریف میں لفظ خارق ہے۔ پنڈت جی نے اپنا قرآن شریف نکال کر سامنے رکھ دیا اور کہا کہ بتاؤ کہاں ہے۔ لیکن مرزا صاحب نہ دکھا سکے

مسلمان عالموں نے یہ بھی مشہور کیا کہ دراصل پنڈت لیکھرام میں کوئی علمیت نہیں ہے۔ صرف عیسائیوں کی کتابوں کو پڑھ کر جو انہوں نے اسلام کے برخلاف لکھی ہیں۔ مسلمانوں پر اعتراض کرتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کی لکھی ہوئی کتاب براہین احمدیہ کا جواب پڑھ کر خود عیسائیوں نے اس رائے کا اظہار کیا۔ کہ

"پنڈت لیکھرام کی لیاقت پر ہم بھی صاد کرتے ہیں کہ آریہ ہو کر قرآن کی استعداد واقفیت حاصل کی صفحہ ۲۷ و ۲۸ میں پنڈت صاحب نے محمدیوں کے اس دعوے کی فاتوا بسورۃ ایسی عمدہ تردید کی ہے کہ ہم نے آج تک کسی کتاب میں نہیں دیکھی اور نہ کسی عیسائی سے سنی اور نہ خیال میں آئی۔" نور افشاں ۱۵ مارچ ۱۸۸۸ء

پنڈت جی کے وقت میں اپنے آپ کو

(باقی صفحہ ۴۱ کالم ۴)

پنڈت لیکھرام کا بدھ

از شری پنڈت موتی رام جی بی۔ اے لاہور

دنیا کے اتہاس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جوں جوں کسی مذہب کے رستہ میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں تیوں تیوں ہی وہ مذہب زیادہ ترقی کرتا ہے۔ پہلے تو تمام دنیا میں ایک ہی دھرم تھا۔ یعنی ویدک دھرم۔ پھر اس میں پریورتن ہونا شروع ہوا اور پھر اس پریورتن نے ایسی اگر صورت اختیار کی کہ وہ گھرنا تک دکھائی دینے لگا اس اگر صورت کو ٹھیک راستے پر لانے کے لئے اس ملک میں جہاں اتیا چار بڑھتا گیا۔ سدھارک پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنی بھی الوسار اس کے سدھار میں زور لگایا۔ مگر وہ سدھارک شانت سے رہا۔ تو کوئی بھی انکے درد پنہں ہوا۔ تو وہ کچھ دن اپنا ناد بجا کر مر کھپ گیا۔ اور سدھارک یا اس کے فیشیوں نے کھنڈن کا استر ہاتھ میں لیا۔ تو اس کے ورودھ لوگ کھڑے ہوئے۔ مگر اُن کی شنتی اعتراض کا جواب سننے سے ہو گئی تو واہ۔ وا۔ ورنہ اپنے مذہب کا کھنڈن برداشت نہ کرکے مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ پس جنہوں نے یہ استر ہاتھ میں لیا انہوں نے اس مذہب کو اونچا بنا دیا۔ کسی مذہب یا دھارمک سنستھا کو گرانے کا سب سے اُتم علاج یہ ہے کہ اس کا مقابلہ نہ کیا جائے۔ وہ خود بخود مٹ جائیگا۔ اور کسی کو اوج پر دکھا پر پہنچانے کے لئے اسی کی مخالفت ہوتی ہے۔ اور اب مخالفت ہتیا کا روپ دھارن کر لیتی ہے۔ تو وہ دھرم اپنی جڑیں پاتال میں لے جاتا ہے۔ اس نیم کو سامنے رکھ کر آپ اتہاس کا ادھین کریں۔ بڑا لطف آئیگا اور پھر دیکھو گے کہ کہاں تک اس کی صداقت کی شہادت تاریخ دیتی ہے۔ میں دو چار مثالوں سے اس کو سپشٹ کرنے کا یتن کروں گا۔ حضرت مسیح نے جار ڈن قبیل پر پرچار کیا۔ بتوں کا کھنڈن کرتے تھے۔ جب تک کہ لوگ خاموش رہے۔ اُن کا پرچار زیادہ تیزی سے نہ ہوا لیکن جب یہودیوں نے اسی کی مخالفت کر کے (Pilate) کو مجبور کیا کہ وہ اس کو چوری کے مقدمہ میں پھانسی پر چڑھا دے۔ بس اسی وقت سے بڑی سرعت کے ساتھ

عیسائیت کا پرچار ہونا آرمبھ ہوا۔ ان دنوں یورپ میں Stoic مذہب زوروں پر تھا۔ پال نامی ان کے حواری نے روما میں عیسائیت کا پرچار کیا۔ آہستہ آہستہ لوگ اسی کو سنتے رہے۔ لیکن جب نیرو نے عیسائیت کے مٹا دینے کا پرن کیا۔ اور جابجا عیسائیوں کو مارنا شروع کیا۔ توں توں عیسائیت کا پرچار بڑے زور سے شروع ہو گیا۔ لوتھر کو جب تک روم میں عیسائیوں نے بدھ کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اس وقت تک پروٹسٹنٹ مذہب کی نیوں ڈھیلی تھی۔ لیکن جب روم میں لوتھر کو جلا دیا اور زندہ لوگ سجا کے ساتھ جواب دینے کو پستقت ہوا۔ اسی دن سے پروٹسٹنٹ مذہب بڑے زور شور سے بڑھنا شروع ہوا آج کوئی بھی عیسائیوں کی ایسی سلطنت نہیں ہے۔ جو کہ رومن کیتھولک کی سچے معنوں میں نام لیوا اور پانی دیوا ہو۔ ہندوستان میں سکھوں کے ہی مذہب کو لو۔ گورو نانک کے علاوہ ہندو مسلمانوں نے آدرسے تھے۔ یہ ان پر کاربند ہوتے کچھ نہ ہوتے۔ سکھ مذہب کو فروغ زیادہ نہ ہوا۔ لیکن ادھر ارجن دیو۔ گورو تیغ بہادر۔ گورو گوبند سنگھ کی آہوتی ہوئی اور ادھر بیرکرتی اپنا اگر روپ دھارن کر کے سکھ مذہب کی بنیاد مضبوطی سے گاڑ دیتی ہے۔ بندہ [illegible] کا قتل اس مذہب کو چار چاند لگا دیتا۔ فوج در فوج لوگ سکھ دھرم کو گرہن کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ آج پرماتما کا دھنیاواد ہے۔ کہاں شور بیروں کے رکت سے سینچی ہوئی پرکتی ۶۰ لاکھ سے زیادہ شور بیر بہادر سکھ پیدا کر دیتی ہے۔ اگر سختی سے مذہب مر جاتے تو آج کسی بھی مذہب کا نام و نشان تختہ زمین پر نہ ہوتا۔ جب مرے نے Moon سے Ridley کو جلانے کا حکم دیا تو رڈلے کی زبان سے بے اختیار یہ لفظ نکلے ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ پروٹسٹنٹ پیدا کریگا اور تختہ یورپ سے رومن کیتھولک کا ناس کریگا۔ کیا یہ سولہ آنے ٹھیک نہ نکلا بس یہی ایک اصول ہے۔ جس سے دھرم بڑھتے اور گھٹتے ہیں۔ انتہا سک ودوان ان باتوں کو پڑھتے ہیں۔ لیکن افسوس اس پر غور نہیں کرتے راجدھانیاں بڑے بڑے ودوانوں کا آدر کرتی ہیں لیکن جب ودوان ایسا ایسا صاف سناتے ہیں۔ تو اس پر کان نہیں دھرتیں۔ لارڈ ولنگٹن نے ولایت میں جا کر بڑے زور شور سے کہا کہ کانگرس کو جڑ مول سے کچل دیا ہے۔ اب کانگرس کا ہندوستان میں کوئی وجود نہیں رہا۔ لیکن اس وقت کا الیکشن بتا رہا ہے۔ کہ کانگرس کے پودے کو ہرا بھرا کرنے والا صرف لارڈ ولنگڈن ہی تھا۔ جب میں نے دو جگہ پنڈت جواہر لعل کا لیکچر سنا اور خلق خدا کو جمع ہوتے دیکھا۔ تو بے اختیار دل سے یہ شبد نکلے کہ لارڈ ولنگڈن تیرا بھلا ہو۔ تو نے کانگرس کا سندیش گھر گھر پہنچانے میں بڑی سہایتا کی۔ آج ایک چھوٹے سے چھوٹا بھی ایسا قصبہ یا گاؤں نہیں ہے۔ جہاں کانگرس کا ہیتشی نہ ہو یا کانگرس پر نثار ہونے والا نہ ہو۔ اس طرح پر کانگرس کو کام کرتے پچاس سال سے زیادہ ہو گئے۔ لیکن اس کی جڑیں دو سال سے پختہ ہوئی۔ اب اس بنیاد پر جو ہندوستانی چاہیں عمارت بنالیں اب ہندوستان کی آزادی دنوں کا کام رہ گیا۔ میں نفس مضمون سے دور ہٹا جا رہا ہوں۔

بقیہ صفحہ ... پر

ویر لیکھرام!

افتخار الشعراء منوہر لعل جی شہید بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ پی پلیڈر علی پور!

جو قوم ہمیشہ ڈرتی تھی بھیڑ کی طرح تقدیروں سے
اُسمیں تو نے جاں پھونکی ہے ہمت افزا تدبیروں سے

سنسار میں اک ہلچل سی مچی اے ویر! تیری تحریروں سے
اک شور قیامت کا اُٹھا ہر سو تیری تقریروں سے

محمود کو تو نے سمجھایا اور رنگ پریم سے شکشا دی
ایمان کبھی سرسبز نہیں ہوتے ننگی شمشیروں سے

جس وقت دلوں میں اگ بھڑکے جب جوش جنوں سے دشت چلے
کیا روکو گے کیا باندھو گے اسکو اپنی زنجیروں سے

اندھکار جہالت کا رخصت تاریکی کفر کی جاتی رہی
گھر گھر میں اجالا ہونے لگا ویدوں کی پاک تحریروں سے

وہ تیر ترک کے برسائے ایماں کے کھوٹے توڑ دئے
اب دین بدلتے جاتے ہیں آئے دن کی تفسیروں سے

اس ویر کی ہے تقلید یہی دنیا بید شہید فریدہ یہی —
حق کی خاطر اپنے سینے چھلنی کروا لو تیروں سے۔

دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کے جیون پر ایک درشٹی

لیکھک مہاشہ رگھوناتھ پرشاد جی پاٹھک

سورگیہ پنڈت لیکھرام جی کا آریہ نر ناریوں کو خاص پریچے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آریہ سماج کے ان نر رتنوں میں سے تھے جنہوں نے آریہ سماج کے مان اور پرتشٹھا کو بلند کیا۔ جو آریہ سماج کے لئے جئے اور مرے ہیں۔ ان میں بھی پنڈت لیکھرام جی ایک بات میں اگرگامی رہے ہیں۔ ارتھات آریہ سماج میں شہادت کا دروازہ کھولنے ہیں۔ آریہ سماج کی بلی ویدی پر شہید ہونے والوں میں پنڈت جی سب سے پہلی ویر آتما تھے۔

پنڈت لیکھرام جی آریہ سماج کے اس یگ سے سمبندھت تھے۔ جو بہت اُجول یگ کہا جاتا ہے اور جس کی سمرتیاں آج پرایہ بھوت کال کی دستو بن گئی ہیں۔ پنڈت جی کا یہ سوبھاگیہ ہی تھا۔

یہاں پنڈت لیکھرام جی کے بلیدان اور اس کے کارنوں پر وچار کرنا اور اُن کے جیون کی موٹی موٹی گھٹنائیں دینا ابھیشٹ نہیں ہے۔ یہاں کیول پنڈت جی کے جیون پر جو وچار ہم نے کیا ہے۔ اس وچار کے پھل کو پرستت کرنا ہی ابھیشٹ ہے۔ اس پھل کو اس آشا اور وشواس کے ساتھ اپنے پاٹھکوں کو ارپن کرتے ہیں۔ کہ وے سویم پنڈت جی کو سمجھنے میں سہایک ہوگا۔ اور اس سے جو لابھ اٹھایا جا سکتا ہوگا۔ اٹھایا جائے گا۔ ویسے پنڈت جی کے جیون پر سمیک وچار ایک بڑے گرنتھ کا وشے ہے۔

پنڈت جی ہمارے سامنے ایک دھرم پرچارک کے رُوپ میں تھا دُنیا کے لوگوں کے سامنے دھرم پر جان نچھاور کرنے والے ایک ہند و شہید کے روپ میں آتے ہیں۔ باہری دنیا کو کھیہ تیا اُن کے بلیدان سے ہی سروکار ہے۔ ہمیں ان کے جیون تتھا بلیدان دونوں سے ہی سروکار ہے۔ ہمارے لئے دونوں ہی سپھورتی اور پریرنا کے کارن ہیں۔ ہم پنڈت جی میں ویدک دھرم اور آریہ سماج کے لئے اٹوٹ پریم اور اس کے پرچار کے لئے انوپم دُھن پاتے ہیں۔ انہیں آریہ تو مورتی مان ہوا دیکھتے ہیں۔ انہیں دھرم پرچارک کے اس آدرش پر پہنچا ہوا دیکھتے ہیں جس پر پہنچنا سب کے ٹھیک ٹھیک بھاؤ میں دھرم پرچارک کا کرتویہ ہے۔ ہم اُنہیں آریہ سماج کا زمان تتھا اس کے لئے ٹھوس کاریہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم انہیں آریہ سماج کے شاسن اور انوشاسن کا آتنا ہی سمان کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ جتنا ان کی پرچار گتی میں بادھک سدھ نہیں ہوتا ہے۔

پنڈت جی کے ہردے میں ویدک دھرم کا انوراگ مہرشی دیانند کے گرنتھوں کے ادھیین تتھا مہرشی کے ساکشات ست سنگ سے پیدا ہوا تھا۔ اور وہ بھی اس سمے جب وہ سچے دھرم کی اہلیوہ میں تھا۔ جب وہ ہرشے ویدانت کو آزما چکا تھا کرشن بھگتی سے اوب چکا تھا۔ اور اسلام کی بھی چھان بین کر چکا تھا۔ اُن کے جیون کی یہ گھٹنا بتلاتی ہے۔ کہ اُتم گرنتھوں کا سوادھیائے اور مہاپرشوں کا ست سنگ منشیہ کے ہردے پر اُتم چھاپ ڈالتے ہیں۔ اور یدی وہ چھاپ جگیاسو ہردے پر پڑ جاتی ہے تو وہ اس کی جیون دھارا کو بدل دیتی ہے۔ پنڈت جی کا ہردے اس سمے کے دھارمک وچاروں سے کتنا اسنتشٹ تھا۔ اور سچے دھرم کے لئے کتنا دیاکل تھا۔ یہ دکھلانے کے لئے ہم ایک گھٹنا پیش کرتے ہیں۔

(۱) پشاور میں نوکری کے دنوں میں پنڈت لیکھرام جی آٹا لے کر روٹی بنوانے تندور والے کی دوکان پر جایا کرتے تھے۔ ایک دن شہر میں کسی آدمی کو ایک بیل یا گائے نے سینگوں سے گھائل کیا۔ جس کی چرچا سارے بازار میں پھیل گئی۔ تندور والے کی دوکان پر بھی یہی چرچا تھی۔ پنڈت جی تتکال ہی بول اٹھے "کیوں نہ گائے کے سینگ کٹوا لئے اور نہیں تو لاٹھی سے مار کر ہٹا دینا چاہئے تھا"۔ لوگوں نے کہا "مہاشے گو ماتا پر کیسے ہاتھ اٹھتا"۔ اس پر لیکھرام جی غصے سے لال ہو کر بولے "اگر میرے سامنے گائے یا بیل آتے اور مارنے لگے اور جان کا خطرہ ہوتا میں تلوار سے اس کا سر اڑا دوں"۔ اتنا کہنا تھا کہ لوگوں نے دشٹ ہتیارے۔ آدی دُروچنوں کا طوفان اٹھا دیا اور تندور والے نے لوگوں سے ڈر کر آٹا جیوں کا تیوں لوٹا دیا۔

رشی کے گرنتھوں اور اُن کے ست سنگ سے پنڈت جی کے ہردے پر پڑی ہوئی چھاپ نے ان کی جیون دھارا کو بدل دیا۔ اور معمولی سے ایک کانسٹبل کو آریہ پتھک لیکھرام بنا دیا۔ پرماتما کرے ایسی ہی چھاپ سدیو سنسار کے منشیوں پر پڑتی رہے۔ اس سے آگے ہم اس چھاپ کے پربھاؤ کو پنڈت جی کے جہان ورت کے دوارا دکھیت ہوتے دیکھتے ہیں۔ اس ورت میں سپھل ہونے کے لئے انہیں ہر پرکار کی یوگیتا سمپادن کرتے دیکھتے ہیں۔ اور اس ورت میں دیوانہ ہوتے دیکھتے ہیں۔ جسے نہ متروں اور گھر والوں کی محبت اور نہ بندھیوں اور پیاروں کے درد دکھ اور سب کی پرواہ ہے۔ اور اسی ورت کی خاطر پیٹ میں ایک مسلمان کا چھرا کھاتے دیکھتے ہیں۔ اُن پر یہ ورت ہی ایسی اوستھا کا کارن بنتا ہے۔

پنڈت جی کا ورت بھی مہان تھا۔ وہ ورت ویدک دھرم کا پرچارک بننے اور رہنے کا تھا کہ تو یہ پالن کے لئے نہ کہ پیٹ پالن کے لئے۔ ایسے ورت کے دھنی ہی دنیا میں کوئی کام کر پاتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کا دنیا مان کرتی ہے۔

پنڈت جی کے ہردے میں ویدک دھرم کا کتنا ادھک پریم اور آریہ سماج کی کتنی ادھک ہت چنتا تھی۔ یہ تو اُن کی شہادت اور وصیت سے کہ آریہ سماج میں تحریر کا کام بند نہ ہو سپشٹ ہے ہی۔ پر تو پھر بھی ان کے جیون کی بہت سی گھٹناؤں اور بھاوناؤں سے یہ دونوں باتیں دیکت ہوتی ہیں اور اتم شکشا پردان کرتی ہیں۔ ان میں سے کچھ گھٹناؤں کو جس روپ میں ہم نے سنا گیا ہے پرستت کرتے ہیں۔

پنڈت جی لاہور میں انڈین نیشنل کانگرس کے ادسر پر پرچار کر کے کیمپ میں لوٹے ہی تھے۔ کہ اُسی سمے سماچار آیا کہ شاہ بادرا نابالم کے نکٹ ایک گرام میں کچھ ہندو مسلمان بننے والے ہیں۔ پنڈت جی کی ٹانگ میں ایک پھوڑا تھا جس سے انہیں بڑا کشٹ تھا۔ ایک متر نے کہا۔ "پنڈت جی یہ لوگ بڑے ترددی ہیں۔ سمجھتے نہیں ہر سمے منشیہ کا سواستھیہ ایک سا نہیں رہتا۔ آپ اس وشے میں کچھ نہ سوچیں میں اتر دے دونگا"۔ پنڈت جی اپنے کمرے میں چلے گئے۔ آدھا گھنٹا بعد متر کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ کہا۔ "کیوں صاحب کس کو بھیجنے کا خیال ہے"۔ متر نے اُتر دیا "پنڈت جی یہ لوگ بڑے بے پرواہ ہیں انہیں سویم بھگتنا چاہئے۔ اور کیا ہو سکتا ہے؟" آریہ پتھک کچھ رُک کر بولے "وے غریب کیا کریں گے۔ ؟ کچھ تو پربندھ ہونا ہی چاہیئے"۔ متر نے کہا "کہیں تو پنڈت لال منی کو بھیج دوں" پنڈت جی مسکرا کر بولے "ایشور جانتا ہے۔ مجھے آپ نے قائل کر دیا۔ میں ابھی چلا جاتا ہوں"۔ یہ گھٹنا ان کے ویدک دھرم کے پرتی پریم کی ادبھت گھٹنا ہے۔

(۲) پشاور شہر کے آریہ سماج کے ساپتاہک ست سنگ کے بعد انترنگ ہونے لگی۔ وچار یہ ہونے لگا کہ جو تحصیلدار مہاشے کی دھرم سالہ ادھیویشن کے لئے ملی ہے۔ اُن کو ہی آریہ سماج کا پردھان بنایا جائے۔ تحصیلدار جی وراجمان تھے۔ پنڈت جی نے بنا سنکوچ کے کہا "یہ شراب پیتے ہیں اور مالش کھاتے ہیں۔ ایسا آدمی پردھان نہیں ہونا چاہئے"۔ تاہم سب سبھاسد تحصیلدار صاحب کو پردھان بنانے پر تُل گئے۔ تب پنڈت جی اپرسن ہو کر اٹھ گئے۔ کیونکہ ایسے وچار کو سننا بھی وہ پاپ سمجھتے تھے۔

یہ گھٹنا ہماری اونچی منوورتی کی سوچک نہیں ہے۔ ایسی نے آریہ سماج کا اکلیان ہی کیا ہے۔ پنڈت جی کے سامنے ویکتیوں کے جیون کے مقابلے میں سماج کے ہت کتنا مہتو رکھتے تھے۔ یہ اس گھٹنا سے ظاہر ہے۔ آج پنڈت جی جیسی منوورتی رکھنے والے ہم میں سے کتنے ہیں ؟

"امریکہ کے چکاگو نگر کی پردرشنی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اور آریہ سماج کی اور سے کوئی ویشیش پرتی ندھی بھیجنے کا وچار چھڑ رہا تھا۔ دو ویکتیوں نے اپنے آپ کو آریہ جنتا کے سامنے پیش کیا۔ وے دونوں دھورت تھے۔ پنڈت جی نے آریہ جنتا کو اس بات سے سچیت کر دیا۔ اور سویم اپیل نکال کر مارگ ویئے کے لئے ۲۰۰۰ روپیہ تتھا ایک سوویگیہ انگریزی کے ودوان کی سیوائیں مانگیں یہ دوسری بات ہے۔ کوئی بھی آریہ پرش جانے کو تیار نہ ہوا۔ پرنتو پنڈت جی کے دھرم انوراگ میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ یدی سویم انگریزی پڑھے ہوئے ہوتے تو اوشیہ جہاز میں بیٹھ کر چکاگو چلے گئے ہوتے"۔

اس بین سے رشی مشن کو دیشانتروں میں پھیلانے کی ان کی اچھا ظاہر ہوتی ہے۔

"ویمینجر میں لکھا تھا کہ پروپکارنی سبھا ستیارتھ پرکاش میں سے وہ لیکھ نکال دے جو نانک صاحب کی بابت ہے۔ پنڈت جی نے اُتر میں لکھا کہ پروپکارنی سبھا اس کو نہیں نکال سکتی۔ سماج اسے سوامی جی کی تحریر سمجھتا ہے۔ اور جب تک اس کی غلطی معلوم نہ ہو بالکل صحیح سمجھتا ہے۔ اور غلطی معلوم ہو جانے پر آریہ سماج نیم سنکھیا ۴ کے انوسار بھول سویکار کرنے کو تیار ہے"

"پنڈت جی نے کچھ سبھاسدوں سے پوچھا کہ کسی آریہ ڈاکٹر کے پاس لے چلو تو پھوڑا دکھلاؤں گا۔ ایک ادھیکاری نے کسی مسلمان ڈاکٹر کا نام لے کر کہا کہ اسے بلا کر دکھلائیں گے۔ پنڈت جی نے پھر پوچھا۔ کہ کیا کوئی آریہ ڈاکٹر نہیں ہے؟ اُتر دیا گیا۔ ڈاکٹر تو کوئی آریہ سبھاسد نہیں۔ علاج میں آریہ اناریہ بنا کیا گھٹ ہے۔ پنڈت جی کی آنکھیں

لال ہوگئیں۔ بولے "خاک آریہ سماج ہے ایک ڈاکٹر کو بھی آریہ نہیں بنا سکے۔" پھر کہا گیا کہ جس سماج کا کوئی ڈاکٹر سبھاسد نہ ہو تو کیا اسے آریہ سماج ہی نہ کہا جائے۔ آریہ پتھک نے کچھ گمبھیر ہو کر کہا "جس آریہ سماج نے ڈاکٹروں، سکولوں کے ادھیاپکوں اور سکولوں کے ودیارتھیوں کو آریہ نہیں بنایا۔ اس نے کیا خاک کام کیا۔ پیڑ کو سینچنے سے ہی ورکش ہرا ہوتا ہے۔"

"دیوان ٹیک چند جی کے انگلینڈ سے آئے ہوئے پتر کے سمبندھ میں پنڈت جی نے کہا۔ کہ "ودیش یاتراؤں میں سچے دھرم کے اپدیشکوں کا ابھاؤ ودیش یاتراؤں دوارا آریہ دھرم کا اپدیش کرنے والوں کی کمی۔ ولایتی نگروں میں آریہ سماج کا استھو نہیں کے برابر۔ دھرم پر جان نیوچھاور کرنے والوں کی سو فیصدی کمی اور اس پر گھر کی پھوٹ ترا ہیام ترا ہیام۔ انگریز لوگ سول سروس پاس کر کے جب سمجھتے ہیں کہ دھرم کے پرچار کی ضرورت ہے تو جھٹ اس سے پرتھک ہو کر دھرم اپدیشک بننے کے لئے پرارتھنا کرتے ہیں۔ پھر ایشور جانے سوبکار ہو یا نہ ہو۔ ہمارے یہاں کی حالت ورنن کرنے یوگیہ نہیں ہے۔ ہمارے اپدیشکوں میں تھوڑے ودوانوں کے علاوہ ایسے کتنے ہیں جو بھوجن بھٹوں کی سوچی میں جانے یوگیہ ہیں۔ میں وانپرستھ کوئی سماجوں کو بھی پرکار جاننے والا نہیں اپدیشک نہیں مانتا۔ کیونکہ وہ خاکیوں میں خاکی۔ اداسیوں میں اداسی۔ نرملوں میں نرمل سنیاسیوں میں سوامی ہیں۔"

آگامی اوستھا کچھ ایسی ہی ہے۔ ہاں گھر کی پھوٹ میں آج بھی کافی سے زیادہ ورودھی ہو گئی ہے۔

۱۸۹۲ء میں نظام راجیہ نے پنڈت گوکل پرشاد پورانک کے مقابلے میں ویاکھیان دینے والے پنڈت بالکرشن شاستری تتھا برہمچاری نتیانند جی کو راجیہ سے باہر کر دیا تھا۔ اس کا حال سن کر اور پڑھ کر پنڈت جی نے آندولن کر کے آریہ سماج کی رکشا کا بیڑا اٹھانے کا سنکلپ کیا!" یہ بات آریہ سماج کے ادھیکاروں کی رکشا کے ان کے بھاؤں کی دیدیک ہے۔

"ایک بار جب وزیر آباد کے اتسو پر سماچار ملا کہ پنڈت جی کا اکلوتا بیٹا سخت بیمار ہے۔ تو سماج والوں نے سمجھا کہ پنڈت جی اس اتسو میں نہیں آ سکیں گے۔ ویدی سے شریک ہونے کا ان کا پہلے سے پروگرام بنا ہوا تھا۔ آریوں نے آشچریہ سے دیکھا کہ پنڈت جی اپنے گھر سے سیدھے اتسو میں آ پہنچے اور اس شوک جنک گھٹنا کے ہوتے ہوئے بھی اپنے دھارمک کرتویہ کا بڑی گمبھیرتا سے پالن کرتے رہے۔ اس گھٹنا سے کون ہردے رکھنے والا ہوگا جس کا رونا ہو اہرش پنڈت جی کے آریہ سماج کے پرتی پریم اور ان کی لگن پر شردھا سے ان کے چرنوں میں نہ جھک جائے اور یہ نہ پکار اٹھے "لیکھرام تم دھنیہ ہو! دھنیہ ہو!!"

پنڈت جی نے آریہ سماج کا کاریہ کرم تیار کیا تھا۔ اس کی روپ ریکھا اپ یوگی ہوگی اسے ہم یہاں سنکشیپ سے لکھتے ہیں۔

(۱) ودھوا وواہ یا کوئی سادھن جس سے ہندو استریاں مسلمان و عیسائی نہ ہوں۔

(۲) شدھی فنڈ جس سے سب متوں کے انویائی ویدک دھرم میں آ سکیں۔

(۳) وید پرچار ندھی ستھاپت کرنا ارتھات اپدیشک تیار کرنا۔

(۴) بچپن کا وواہ روکنا

(۵) لیکھک پرچار پرتیک بھاشا میں اور سائنس کی وہ باتیں جو وید دھرم کے ورودھ ہوں ان پر وچار کرنا

(۶) سادھو کم ہوں۔ اپدیشک بن کر ورتمان سادھو دھرم کا کام کریں۔

(۷) دان کی ویوستھا ٹھیک کی جائے۔

یہ روپ ریکھا تم نے۔ اس روپ ریکھا میں تب سے تین چار چیزیں اور بڑھ گئی ہیں اسپرشیتا نوارن۔ آریہ سماج کے ادھیکاروں کی رکشا۔ گؤ رکشا۔ گرو یہ دونوں سے رکشا اور سنگٹھن۔ ان پچھلی دونوں چیزوں میں پرایہ تمام شکتی اور پرشارتھ وہیں ہو رہا ہے۔ اور کمیہ کام کی اوہیلنا کی جا رہی ہے۔

"کسی آریہ سماج میں پنڈت جی پہنچے کسی کام کرنے والے سبھاسد کو انوپستھت پایا۔ انوپستھتی کا کارن پوچھنے پر معلوم ہوا کہ عہدہ داری کے اپسٹیپ کے کارن اس نے سماج میں آنا بند کر دیا ہے۔ سنتے ہی اس کے گھر پہنچے اور سمجھا بجھا کر اسے صحیح مارگ پر لے آئے۔"

پنڈت جی کا یہ آچرن سدھارکوں کے آچرن کے انوروپ ہے۔ جو پاپ سے تو گھرنا کرتے ہیں پرنتو پاپی سے نہیں۔ اسے اس کے بھاگیہ پر نہیں چھوڑتے۔ بلکہ اس کا سدھار کرنے کا یتن کرتے ہیں۔

"پنڈت لیکھرام مارے گئے" کسی دشٹ مسلمان دوارا بھیجے ہوئے اس جھوٹے سماچار پر بھوشیہ کی آشنکا سے وہول ہوتے اپنے ایک جیرپچت کو ہنس کر سمجھانے لگے "منتری جی! مرتیو ایک دن اوشیہ ہی ہے۔ کنتو سچے دھرم کے لئے شہید ہونے کے برابر کوئی اور دوسری مرتیو نہیں۔ اتہاس پڑھو اور دیکھو کہ اس زمین کے پردے پر جن جن لوگوں نے اپنے کو دھرم کی خاطر گلا دیا ہے۔ اس کرم کا کیسا یہ بھاؤ شالی اتم پرینام نکلا ہے۔ بس ان مسلمانوں کے وشئے میں ادھک ادھیر ہونے کی کوئی ضرورت نہیں دیکھئے تو یہ لوگ مجھ کو گالیاں دیتے۔ پتھر پھینکتے۔ ہماری بنائی ہوئی کتابوں کو جلواتے جگہ جگہ یون مت کے پول ان دو کتابوں (تکذیب براہین احمدیہ۔ و نسخہ خبط احمدیہ) کے دوارا کھل جانے سے ابھی یوگ کر دلیے اور ناناپرکار کے کشٹ برساوے برابر انتین کو دینے کی چیشٹا کیا کرتے ہیں پرنتو میں ان پر کچھ دھیان نہیں دیتا۔ ہم لوگوں کو اچت ہے کہ اپنا کرتویہ کرم پالن کرنے میں کسی پرکار کی ترٹی نہ دکھلاویں۔"

یہ گھٹنا پنڈت جی کے بلیدان کی سوچک تھا اس کے لئے ان کا تیار رہنا ظاہر کرتی ہے۔"

بھاری رعایت!
گوروکل کے سالانہ جلسہ تک پانچ روپیہ کے آرڈر پر
۱۲½ فیصدی کمیشن
چیون پراش
سب کے لئے ہر موسم میں استعمال کرنے لائق بڑھیا لذیذ ٹانک ہے۔ قیمت ۴ روپیہ سیر
ست شلاجیت
گردہ۔ درد گردہ اور پیشاب کی بیماریوں میں اکسیر ہے۔ قیمت ۱۲ / تولہ
دیگر ادویات:-
بھیم سینی سرمہ ... ۳۰ روپیہ تولہ
مکر دھوج ... ۱۲ " "
دراکشا ارشٹ ... ۱½ پونڈ
پتہ:- آیورویدک فارمیسی گوروکل کانگڑی سہارنپور

جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال مردمی کمزوری کی لاجواب جادو اثر دوا
پشٹی ساگر (رجسٹرڈ)
تیار کردہ:- راج وید شری آتما نند وید۔
یہ دوائی ان امراض کو دور کرنے کے علاوہ ویرج کو شدھ کر کے گاڑھا مضبوط کرتی ہے۔ جن مردوں کا ویرج پیشاب کے ذریعہ رات کو خواب میں ضائع ہو جاتا ہو۔ ان کے لئے جادو اثر نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت ایک پیکٹ برائے بیس یوم دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ بیرونی استعمال کے لئے ہمارا لاثانی طلائی شیشی دو روپیہ میں طلب کریں۔ بالکل بے ضرر ہے۔
مینجر راج جوانی فارمیسی (رجسٹرڈ) کرشن نگر لاہور۔

بھرم نوارن

سوامی ستیہ آنند جی کے لیکھ کے سمبندھ میں رائے صاحب لالہ امرت رائے جی کا بیان

سوامی ستیہ آنند جی نے پرکاش کے رشی بودھ انک مورخہ ۔ مارچ میں ایک لیکھ چھپوایا ہے۔ جس کا عنوان "دیانند اپدیشک ودیالیہ میں اشانتی" ہے۔ سوامی جی ہمارے پوجیہ ہیں۔ اور ایک مانیہ آریہ سنیاسی ہیں۔ آریہ سارودیشک سبھا کے اپ پردھان بھی ہیں۔ بہت اچھا ہوتا اگر وہ اپنی استھتی کو درشٹی میں رکھتے ہوئے پریس میں نہ آتے۔ کھید کی بات یہ ہے۔ کہ سوامی جی نے اس لیکھ میں کئی باتیں ادھوری اور نرمول لکھی ہیں اور کئی باتوں کو اُپ روپ دیدیا ہے۔ جس سے جنتا میں بھرم پھیلنا سوابھاوک ہے۔ میں نے کبھی سماچار پتروں میں کوئی لیکھ نہیں لکھا۔ چونکہ سبھا نے اپدیشک ودیالیہ کے معاملہ کو نپٹانے کے لیئے مجھے پورن ادھیکار دیئے ہوئے ہیں۔ اسلیئے میں کچھ لکھنا بھی نہ چاہتا تھا۔ پرنتو سوامی جی کے لیکھ سے جو بھرم پھیلا ہے۔ اُس کا نوارن کرنے کے لیئے میں یہ بیان چھپوا رہا ہوں۔ تاکہ جنتا کو ٹھیک ٹھیک باتوں کا پتہ لگ جائے۔

۲۴ جنوری کی صبح کو پنڈت چموپتی جی میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ معاملہ کچھ آسان ہو گیا ہے۔ ودیارتھی کہتے ہیں کہ اگر سوامی ستیہ آنند جی انہیں بھوک ہڑتال توڑنے کے لیئے کہہ دینگے۔ تو وہ توڑ دینگے۔ آپ بھی سوامی جی کو لڑکوں کو سمجھانے کے لیئے کہدیں۔ دوپہر بعد پنڈت بھیم سین جی سبھا منتری کے ساتھ میں ودیالیہ میں گیا۔ سوامی ستیہ آنند جی وہاں موجود تھے۔ اُن سے میں نے پنڈت چموپتی جی کی بات کہی۔ اسکے بعد پنڈت بھیم سین جی کو ساتھ لیکر ودیارتھیوں کے پاس گیا۔ اور سوامی جی باہر کچھ لوگوں سے باتیں کرتے رہے۔ ہم نے ودیارتھیوں کو بہت سمجھایا انہوں نے انت میں یہ کہا کہ سوامی جی کو ساتھ لیکر آجائیے ہم بھوک ہڑتال بند کر دینگے۔ میں سوامی جی کے پاس گیا۔ جو اس سمے ودیالیہ کے احاطہ میں ہی تھے اُن کو ودیارتھیوں سے ہوئی گفتگو سنائی۔ اور ودیارتھیوں کے پاس چلنے کی پرارتھنا کی سوامی جی میرے ساتھ چل دیئے۔ سبھا منتری پنڈت بھیم سین جی بھی ساتھ ہی تھے۔ سوامی جی نے جاکر ودیارتھیوں کو سمجھایا تمام کے چار بجے تک اُنکی شکایات سنتے رہے اور سمجھاتے رہے۔ آخر کار ودیارتھیوں نے سوامی جی کی آگیا کو مان کر بھوک ہڑتال توڑنا سویکار کر لیا دودھ منگوایا گیا۔ سوامی جی نے اپنے ہاتھ سے ودیارتھیوں کو پلایا اور بھوک ہڑتال ختم ہو گئی۔

اس کے بعد میں نے اُن ادھیکاریوں سے جو کہا پردھان تھا انترنگ سبھا کے ستھانک سبھاسد ہونے کچھ دیئے تھے سوامی جی سے پرارتھنا کی۔ کہ آپ اس معاملہ کی جانچ پڑتال کے لیئے میری سہایتا کریں۔ اور میرے ساتھ جانچ میں شامل ہوں۔ پنڈت بھیم سین جی کو بھی اسی پرکار جانچ میں شامل ہونے کے لیئے نویدن کیا۔ سوامی جی نے اپنے لیکھ میں لکھا ہے۔ کہ میں نے کہا تھا۔ کہ اگر رپورٹ انترنگ سبھا میں جانی ہے۔ تو میں آپ کے ساتھ کام کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ انہوں (امرت رائے) نے کہا کہ رپورٹ انترنگ سبھا میں بھی نہ جائیگی ۔میں (امرت رائے) خود پردھان جی کے پاس جاؤنگا۔ اور رپورٹ اُن تک ہی رہیگی۔ میں اس سمبندھ میں کہ رپورٹ انترنگ سبھا میں جائیگی یا نہ جائیگی کچھ نہیں کہا تھا۔ پتہ نہیں یہ سوامی جی نے کیوں ایسا لکھ دیا۔ اُسی وقت میں نے سوامی جی کے کہنے پر جو پتر انہیں لکھ کر دیا تھا۔ وہی اس وشے میں پرمان ہے۔ وہ پتر نمن پرکار ہے۔

شریمان سوامی ستیہ آنند جی مہاراج

سادر نمستے۔

دیانند اپدیشک ودیالیہ سمبندھی جانچ کے وشے میں انترنگ سبھا کے ستھانک سبھاسد تتھا سبھا پردھان کی آگیا انوسار میں آپکو جانچ کرنے نمت اپنے ساتھ نمنترت کرتا ہوں شری سبھا منتری جی بھی میرے ساتھ سملت ہیں۔ ہمارا جو سروسمت نرنیہ ہوگا۔ وہی انتم نرنیہ ہوگا۔ اور جس میں مت بھید ہوگا اس کی رپورٹ شری سبھا پردھان جی کی سیوا میں کی جائیگی۔

دستخط۔ امرت رائے اپ پردھان

اسی پتر کے انوسار جن باتوں پر مت بھید تھا۔ وہ شری سبھا پردھان جی کی سیوا میں استھت کر دی گئیں۔ اُنکی آگیا انوسار انترنگ سبھا میں پیش کی گئیں۔

پھر سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ "ودیارتھیوں تتھا ادھیکاریوں کے بیان سُن کر میں نے کہا۔ اب ہمیں مل کر وچار کر لینا چاہیئے۔۔۔۔۔۔ میں نے کہا مُنی ہوئی ایک دو باتیں وچار لیں۔ وہ (رائے امرت رائے اور پنڈت بھیم سین جی) سہمت ہو گئے۔ وچارنے پر میں نے منتری جی سے کہا۔ پنڈت گیا نچند جی کو ودیالیہ کا کام نہیں کرنا چاہیئے۔ منتری جی نے کہا اس سے یہ اچھا ہے کہ ان کو منی میں پھر ادھشٹاتا نہ بنایا جائے۔ اور وہ اب ودیالیہ میں نہ آئیں۔ اور نہ کوئی کام کریں۔ دفتر میں بل انکے پاس جائیں وہ ان پر دستخط کر دیا کریں۔ ان کا ودیالیہ میں کوئی دخل نہ ہو۔ اس پر امرت رائے جی اور میں سہمت ہو گئے۔ پھر میں نے کہا پنڈت پریہ ورت جی سے اساودھانی ہوئی۔ جس سے ودیارتھی کی جان گئی۔ پنڈت بھیم سین جی نے کہا بہت خفیف اساودھانی ہے۔ میں نے کہا ماترا میں بھید ہو سکتا ہے۔ اساودھانی تو ہے۔ وہ اس سے سہمت ہو گئے۔ اور بھیم سین جی نے کہا میں اس سے سہمت نہیں"۔

اصل بات اس پرکار ہے۔ سوامی جی نے کہا اس سمے ودیالیہ میں پرسپر غلط فہمی اور بے چینی کی اوستھا ہے۔ مصلحت کے طور پر ادھشٹاتا اور آچاریہ کو ودیارتھیوں میں ادھک آنا جانا چاہیئے۔ تاکہ کوئی غلط فہمی نہ بڑھ جائے۔ اور

جاڑے کا موسم آگیا ہے۔

جبکہ ہر ایک ہندوستانی کوئی نہ کوئی طاقت کی دوائی استعمال کر کے اپنے جسم کو مضبوط اور طاقتور بناتا ہے آپ بھی بہترین دوائی استعمال کر کے اپنے جسم کو سال بھر کے لئے قوت سے بھرپور کر لیجیے۔ اس مطلب کے لئے

تلوار مارکہ شربت فولادت

طاقت کی بہترین دوائی ہے۔ جو ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے۔ اس کے استعمال سے کھوئی ہوئی طاقت واپس آجاتی ہے۔ موسم سرما میں اس کا استعمال کر لینا کمزوری کو تمام سال نزدیک آنے نہیں دیتا اس کے استعمال سے کمزوری کی تمام بیماریاں۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال وغیرہ دور ہو جاتی ہیں جسم مانند فولاد کے مضبوط ہو جاتا ہے۔ شدہ اور تازہ خون پیدا ہو کر چہرہ کندن کی طرح چمکنے لگتا ہے۔ دل و دماغ۔ جگر معدہ کو طاقت دیتا ہے بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤ ہضم ہو جاتا ہے۔ یہ خوبی صرف تلوار مارکہ شربت فولادت ہی میں ہی ہے۔ اور یہ موسم سرما میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ ورنہ آج کل جو اس قسم کے شربت فروخت ہو رہے ہیں۔ ان میں سے کسی کے اندر یہ خوبی نہیں اگر آپ نے ابھی تک تلوار مارکہ شربت فولادت کا استعمال نہیں کیا تو آج ہی اپنے شہر کے دوافروش سے ایک بوتل خرید کر زندگی کا لطف اٹھاویں۔ دھوکہ سے بچیں اور صرف تلوار مارکہ ہی خرید کریں۔ ہر شہر کے دوافروشوں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

تیار کرنے والے:۔

گپتا اینڈ کمپنی مالکان چندر گپت اوشدھالیہ لوہانہ (ایس۔ پی۔ ریلوے)

ریویو نمبر ۴

سرمہ نین امرت جیوتی (رجسٹرڈ) اس سرمہ کے اعلےٰ اوصاف اخبار ٹریبون۔ آریہ ویر۔ پرکاش وغیرہ میں ناظرین پڑھ چکے ہوں گے۔ اب اس کے متعلق نمبروار ریویو ناظرین کے پیش کئے جاتے ہیں شری سوامی سروداننند جی مہاراج۔ شری ویدراج دھرمانند جی و ڈاکٹر بودھراج جی کی رائیں لکھی جا چکی ہیں شری لالہ گنپتداس جی پریزیڈنٹ (حال منتری) آریہ سماج جام پور فرماتے ہیں۔

مجھے کئی سالوں سے ککرے تکلیف دے رہے تھے۔ بہت عرصہ انگریزی دوائیوں کا استعمال کرتا رہا مگر تھوڑے دنوں کے بعد وہی تکلیف جاری ہو جاتی تھی۔ اب جب سے آپ کا سرمہ استعمال کیا ہے۔ ایشور کی کرپا سے بالکل آرام ہے۔ نہ صرف میرا تجربہ بلکہ کئی متروں کو استعمال کرایا ہے۔ ککروں کے لئے یہ لاثانی دوا ہے سو شیشیاں اور بھی بھیج دیں۔ اگرچہ یہ سرمہ آنکھوں کی تمام بیماریوں کے لئے اعلےٰ دوائی کا کام دیتا ہے۔ لیکن ککروں اور درد ھند کے لئے یہ لاثانی ثابت ہوا ہے۔ آپریشن سے ٹھیک نہ والے ککرے بھی ہمیشہ کے لئے چلے جاتے ہیں۔ اور اس کے استعمال سے عینک بھی اُتر جاتی ہے۔ بیس روپیہ تولہ کی دوائی صرف دو روپیہ تولہ میں چھ ماشہ کی شیشی بھی مل سکتی ہے۔ ملنے کا پتہ:۔

سریندر ناتھ آیورویدالنکار گوروکل ستاتک امرت فارمیسی ڈیرہ غازیخاں

اور ادھک گڑبڑ نہ ہو جائے۔ یہ بات ان بیانوں پر رپورٹ لکھے جانے اور انتم نرنیہ ہونے تک کے بیچ کے سمے کے لئے ہوگی۔ اس پر میں نے کہا تھا۔ کہ پنڈت گیا چند جی ادھشٹاتا باہر کا کاریہ کرتے ہیں۔ منتری جی کا بھی یہ وچار ہوا۔ جب پنڈت گیا چند جی کو بلا کر ہم نے یہ بات کہی۔ تو پنڈت جی نے اتر دیا کہ میں کوئی قید اپنے اوپر لینے کو تیار نہیں ہوں۔ جب تک آپ یہ فیصلہ نہ دیدیں کہ میں ورتمان گھٹنا میں دوشی ہوں اس پر سوامی جی نے کہا کہ ہم آپ کو دوشی نہیں ٹھہرا رہے۔ یہ صرف ورتمان اوستھا میں مصلحت کے طور پر کیا جا رہا ہے۔ جب میرے آچاریتو کے سمے پنڈت ٹھاکر دت جی شرما ادھشٹاتا تو کرتے تھے لیا ہی آپ کبھی کچھ اُن کے لئے انتم نرنیہ ہونے تک کر لیں۔ ارتھات جیسے پنڈت ٹھاکر دت جی بہت کچھ میرے پر چھوڑ دیتے تھے۔ ویسے آپ بھی دوسروں پر چھوڑ دیں اس پر سب سہمت ہو گئے۔ پنڈت پریہ ورت جی کے سمبندھ میں سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے۔ پتہ نہیں انہوں نے کیسے لکھ دیا ہے۔ کیونکہ وہاں پنڈت پریہ ورت جی کے اسادھ دھانی کرنے اور اس کارن اُن سے تیاگ پتر لینے کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی

(باقی۔ باقی)

آچاریہ رام دیو جی کو حادثہ

ضروری اطلاع

دو اڑھائی ماہ سے آچاریہ رام دیو جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا بعارضہ لقوہ بیمار تھے۔ اور ڈیرہ دون میں اپنا علاج کرواتے تھے۔ جس سے افاقہ ہو رہا تھا وہ گذشتہ اتوار لاہور تشریف لائے۔ آج منگل وار صبح پاؤں پھسل جانے سے گر پڑے جس سے آپ کی دائیں کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ ایکس رے کا معائنہ کرا کر پلستر لگا کر پٹی باندھ دی گئی۔ اس وقت وہ لاجپت رائے بھون میں مقیم ہیں۔ پنڈت ٹھاکر دت جی وید لمتانی و ڈاکٹر دھرم دیر جی علاج کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان نے آچاریہ جی سے ملاقات کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ اس لئے جملہ اصحاب سے التماس ہے۔ کہ وہ آچاریہ جی سے ملاقات کے لئے تشریف نہ لائیں۔ آچاریہ جی کی آگیا انوسار یہ اطلاع بھی دی جاتی ہے کہ وہ بوجہ علالت اس وقت سبھا کا کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے جو بھائی سبھا کے کام کے متعلق ان سے ملنا چاہتے ہیں وہ یا تو منتری سبھا سے ملیں۔ یا لالہ صاحب امرت رائے جی سبھا اُپ پردھان سے ملیں۔

(بھیم سین منتری آریہ پرتی ندھی سبھا لاہور)

مہاشہ کرشن جی کی افسوسناک ذہنیت

اور

آریہ سجنوں کا کرتویہ!

منتری سبھا دگ جی نمستے!

ایک لیکھ سیوا میں بھیج رہا ہوں۔ براہ کرم پرکاشت کر دیں۔ پرماتما کریں۔ کہ اس قسم کی ناخوشگوار بحث ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔ ورنہ مجھے اس قسم کے کئی مضامین آپ کی سیوا میں بھیجنے پڑیں گے۔ مہاشہ کرشن جی اور سوامی ویدانند جی۔ دونوں نیچتا پر اُتر آئے ہیں کل تک سوامی جی شری آچاریہ رام دیو جی کی تعریف کرتے بھی نہیں تھکتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتلایا تھا۔ کہ آچاریہ جی نے مہاراجہ کو ہالیہ کی ۰۰ ۷ روپے کی ماہواری پینشن کو ٹھکرا دیا تھا لیکن آج انہیں اپنے پتر کو ولت ادّھار سبھا کا منتری بنانے کے طعنے دے رہے ہیں معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ انہیں ولت ادّھار سبھا کا منتری آچاریہ جی نے نہیں۔ بلکہ انترنگ سبھا نے ہی بنایا ہوگا۔ کنیا گوروکل میں آچاریہ جی اگر یہیں بارگئے ہوتے تو سوامی جی کا اعتراض کچھ معنے رکھتا تھا۔ لیکن موجودہ حالات میں ہر ایک بھائی بخوبی سمجھتا ہے۔ کہ سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے دویش سے لکھا ہے۔ اگر سوامی جی میں اتنا سدھانت پریم ہوتا تو وہ اپنے پرم مترپنڈت لوکناتھ جی کو دھنپت مل آریہ ہائی سکول کراچی میں لبطور ادھیاپک کاریہ کرنے سے ضرور منع کرتے۔ اور نہ ماننے کی صورت میں ان کے خلاف آندولن کرتے۔ سوامی جی کی موجودہ حالت دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔

گر ہمیں مکتب است وہمیں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد۔

سوامی جی یہاں جب کبھی تشریف لاتے رہے ہیں۔ ہمیشہ مہاشہ کرشن جی اور پنڈت بسمبرناتھ جی وغیرہ کو گالیاں دیتے۔ اور ان پر کسی طرح کے سچے جھوٹے الزامات لگاتے ہی آئے ہیں مہاشہ کرشن جی کی بابت ایکدفعہ انہوں نے سخت نازیبا بات کہی تھی۔ جس سے انہوں نے یہ بات کہی تھی۔ تو کیماڑی سماج کی انترنگ سبھا کے سبھاسد مہاشہ کرم چند جی بھی تشریف فرما تھے۔

مہاشہ کرشن کے متعلق ایک بار یہ بھی کہا کہ انہوں نے آچاریہ رام دیو جی کو کہا کہ میرے گھر سے نکل جاؤ۔ ایک شخص مہاشہ جی کو ملنے گیا تھا۔ وہ کوئی بات بھی نہیں کر پایا تھا۔ کہ مہاشہ جی نے چلانا شروع کر دیا۔ کہ میں نے لیکھ لکھنا ہے۔ جاؤ جاؤ۔ مجھے بات کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ اس طرح کی بیسیوں باتیں وہ روزانہ کیا کرتے تھے۔ جانے حیرت ہے کہ آج کس طرح گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہے ہیں۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

کراچی آریہ سماج کی حالت اس سے از حد خراب ہے۔ ایک پارٹی پنڈت لوکناتھ کے اشاروں پر چلتی ہے۔ اور دوسری انہیں سماج سے نکال کر دم لینا چاہتی آپس میں مقدمے بازی بھی ہو رہی ہے۔ اگر ان باتوں کے لئے کوئی شخص ذمہ دار ہے تو وہ کیول سوامی ویدانند جی۔ یہ ایک لمبی داستان ہے۔ پھر کبھی عرض کروں گا آپ اگر مناسب سمجھیں تو میری اس چٹھی کا کوئی بھی حصہ پرکاشت کر سکتے ہیں۔ یوگیہ سیوا سے کرتارتھ کریں۔ آپ سبھا کے جس کسی ادھیکاری کو میرا لیکھ اور یہ پتر دکھلانا چاہیں دکھلا سکتے ہیں اگر آپ میرے لیکھ میں کوئی کانٹ چھانٹ یا ترمیم کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسی بات نہ لکھیں جو میرے بھاؤ کو بدل دے۔

ونیت دیوی داس

حیرت ہے۔ کہ آج کل مہاشہ کرشن جی ایسے کہنہ مشق اخبار نویس آریہ سماج کی جڑیں کھوکھلی کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور جس برکس کی چھایا میں انہوں نے آج تک نہایت ہی آسائش و آرام سے اپنی زندگی کے دن بسر کئے ہیں اُسے اُکھاڑ کر پھینک دینے کیلئے کمربستہ نظر آتے ہیں۔ آہ! جس آریہ سماج نے کبھی لڑائی کر کے عیسائیوں مسلمانوں جینیوں اور پورانکوں کو ناکوں چنے چبوا دیتے تھے۔ وہی سماج مہاشہ جی ایسے قلم کے دھنی کی بدولت خانہ جنگی کا شکار ہو کر اپنی طاقت کو زائل کر رہا ہے۔ "پرکاش" اور "ریفارمر" کی فائلیں اس بات پر صداقت ثبت کرتی ہیں کہ جب سے مہاشہ جی سبھا کے منتری نہیں رہے تب سے ہی وہ سبھا کے ادھیکاریوں کا ہر بات میں ورودھ کرنے اور انہیں ہر جائز و ناجائز طریقے سے بدنام کرانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کی آڑ لے کر اور ایک معمولی سی بات کا بتنگڑ بنا کر انہوں نے پنڈت بدھ دیو جی کو ذلیل و خوار کرنے اور انہیں آریہ جنتا کی نظروں میں گرانے کی کوشش کی۔ انہیں پاگل ہیجڑا ہو لنگا کہ شہیدوں میں داخل ہونے والا اور چیف کنولینگ ایجنٹ وغیرہ لکھ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ کہیں کلکتہ کے کتب فروش کا قصہ چھیڑ کر کہیں "رنگیلا رسول" اور سوامی راجپال جی کی شہادت کا واسطہ دیکر اور کہیں لالہ لاجپت رائے جی و گورو نانک دیو جی کی اکٹھی تصویریں چھپ جانے پر سکھوں کے جوش و خروش کا ذکر کر کے عام لوگوں کو پنڈت جی کی گت بنانے کے لئے اُکسایا۔ یہی نہیں بلکہ انہیں نردوش بتانے والے سنیاسی مہاتماؤں اور ودوانوں یعنی سوامی ویدانند جی۔ پنڈت رام چندر جی دہلوی۔ پنڈت بھگوت دت جی پنڈت پریہ ورت جی۔ آچاریہ بھگتی رام جی۔ پنڈت برہسپت جی۔ پنڈت رام گوپال جی شاستری اور پنڈت گنگا پرساد جی اپادھیائے وغیرہ کو بھی خوب کوسا۔ اُن کے اس پروپیگنڈہ کا جو اثر ہوا وہ آریہ جنتا کو بخوبی معلوم ہے۔ اگر اپنے دل کے بھاؤں کو چند شبدوں میں پرکاشت کرنا مطلوب ہو۔ تو میں عرض کروں گا کہ جس بات کا گھر میں فیصلہ ہو سکتا تھا۔ اسے مہاشہ جی نے اخباری بحث کا مضمون بنا کر اور خرافات پروپیگنڈے اور واہیات حملے کر کے اپنی لیس تھا کیرتی کو مٹی میں ملا دیا۔

اس کے بعد مہاشہ جی نے شری آچاریہ رام دیو جی ایسے آریہ سماج کے سچے غمخوار و جاں نثار کو تختہ مشق بنانا شروع کر دیا۔ اور کئی طریقوں سے انہیں بدنام کرتے کرواتے رہے۔ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا کی اردھ شتابدی کے شبھ اوسر پر ادھیکاریوں کی سبھا تیا کرنے کی بجائے اُلٹا ان کے راستے میں روڑے اٹکاتے

پوتر ہون سامگری ویگیہ کے متعلق سب سامان پیتارام آریہ اینڈ سنز لاہور سے خرید فرمایئے

تناسخ اور دورِ تسلسل

از شری پنڈت

وشنو متر جی [illegible] آریہ سماج لاہور

خاص شہید نمبر کیلئے

ترک شاستر میں انوستھا ایک دوش مانا گیا ہے۔ دلیل کی یہ ایک بڑی خامی ہے۔ اگر کسی کے مقولہ میں انوستھا دوش پایا جاوے تو وہ مقولہ غلط یہ جھوٹا اصول ثابت ہوتا ہے۔ بعض نادان انوستھا دوش کے تتو (صحیح مفہوم) کو نہ جان کر پنر جنم کے سدھانت پر بھی یہ دوش عاید کرتے ہیں۔ جو کہ ایک بھاری بھول ہے۔ اس پر آریہ مسافر میں پہلے بھی سرشٹی پرواہ سے انادی کے سلسلہ مضامین میں روشنی ڈال چکا ہوں لیکن پنر جنم کے کھنڈن میں ادیدک مت وادی آج کل اس دلیل خام کو زیادہ پیش کرتے ہیں۔ اس لئے اس پر وستار سے لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

آپ یادیہ کو سدھ کرنے کیلئے آپ یادک کا انوسرن کرنا ترک (دلیل) ہے۔ جس ترک میں آپ یادیہ اور آپ یادک کی وشرانتی نہیں وہ ترک انوستھا دوش سے دوشت ہے۔ سدھانت شرومنی نام کا جیوتش کا ایک گرنتھ ہے جس میں اس بات پر بحث کرتے ہوئے کہ زمین کس کے سہارے قایم ہے۔ پرانوں کے اس مقولہ کا کھنڈن کہ زمین بیل کے سر پر کھڑی ہے۔ انوستھا دوش دکھا کر کیا ہے۔ لکھا ہے۔

मूलो भत्तो चे [illegible]
स्याप्य-यो अजैव म नव [illegible] ॥

ارتھ:- اگر پرتھوی کو دھارن کرنے والا بیل یا شیش ناگ وغیرہ مورت پدارتھ مانئے۔ تو اس بیل کو سہارا دینے والا کوئی اور مورت پدارتھ ہونا چاہیے۔ پھر اس کا بھی کوئی اور یہ سلسلہ اسی طرح چلا جاوے گا اور کہیں وشرانتی ٹھکانا نہ ہوگا۔ یہ انوستھا دوش ہے۔ اس لئے زمین کا دھارن کرنے والا کوئی مورت پدارتھ نہیں مانا جا سکتا۔ انوستھا دوش یہی کہلاتا ہے یہی سلسلہ بن جاتا ہے اسے دور تسلسل بھی کہا جاتا ہے۔

پنر جنم پر یہ دوش اس طرح عاید کیا جاتا ہے۔ کہ موجودہ جسم کا کارن پنر جنم کے سدھانت میں پہلا جسم بتلایا جاتا ہے۔ اس کا کارن اس سے پہلا ماننا پڑے گا۔ اور اسطرح دور تسلسل شروع ہو جاویگا۔ جس کا کہیں ٹھکانا نہ ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ انوستھا دوش وہیں مانا جا سکتا ہے۔ جہاں دور تسلسل نہ ہو۔ لیکن دلیل سے دور تسلسل واقع ہو۔ مذکورہ بالا مثال میں بیل کو زمین کا اٹھانے والا مانا گیا ہے۔ لیکن بیل کا متحمل کوئی دوسرا پدارتھ نہیں مانا گیا۔ اس لئے اعتراض پیدا ہوا کہ اگر زمین کا اٹھانے والا بیل وغیرہ جانور ماننا ضروری ہے تاکہ زمین نہ گر جانے کا احتمال نہ ہو تو بیل بھی ایک جسم رکھنے والا پدارتھ ہے۔ اس کا متحمل بھی کوئی دوسرا پدارتھ ہونا چاہیے۔ پھر اس کا بھی کوئی اور پدارتھ ماننا پڑے گا۔ اس طرح ایک سلسلہ قایم ہو جاویگا۔ لیکن چونکہ ایسا سلسلہ ایک ناممکن امر ہے اس لئے زمین کا اٹھانے والا کوئی بیل وغیرہ مورت پدارتھ نہیں ہو سکتا۔

دنیا میں دو طرح کے سلسلے پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ جس کا کہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً دیودت یگیہ دت کا لڑکا ہے۔ تو ضروری ہے۔ یگیہ دت کسی اور کا لڑکا ہو۔ ایسا سلسلہ دنیا میں پایا جاتا ہے۔ اور آغاز دنیا میں امیتھنی سرشٹی کے منشوں پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ ایک دور ہے۔ دور تسلسل نہیں اس لئے دلیل میں کسی بات کا اسطرح واقع ہونا غلطی نہیں۔

دوسرا سلسلہ سرشٹی کا پرواہ سے انادی ہونا ہے۔ یعنی اس سرشٹی کے پہلے پرلے تھی اور اس پرلے کے پہلے سرشٹی اس سرشٹی کے پہلے پھر پرلے اس طرح دور تسلسل واقع ہوتا ہے جس کا کہیں خاتمہ نہیں لیکن چونکہ ایشور اور پرکرتی اور جیو جن تینوں میں سے یہ سرشٹی اور پرلے کا سلسلہ قایم ہوتا ہے۔ یہ تینوں انادی ہیں۔ جن کا کہیں آغاز نہیں اس لئے انادی پدارتھوں میں کسی قسم کا انادی سلسلہ یعنی دور تسلسل پایا جانا دوش نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے خلاف اس سلسلہ کا کہیں خاتمہ ہو جاوے تو دوش ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ سے پہلے ان تینوں پدارتھوں کی ہستی مفقود ہوگی۔ مغربی سائنسدان اگرچہ سرشٹی اتپتی میں پرماتما کی ضرورت نہیں سمجھتے اور جیو کی بھی کوئی ہستی قرار نہیں دیتے۔ یہ دنیا صرف مایا پرکرتی کا کھیل سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ پرکرتی کو انادی مانتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی سرشٹی کو پرواہ سے انادی مانتے ہیں۔ اور اس میں کسی قسم کا انوستھا دوش نہیں مانتے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پیغمبر جماعت احمدیہ نے بھی جب شریمان پنڈت لیکھرام جی کے دلائل کا زور محسوس کیا۔ اور خیال کیا کہ سچ مچ اگر یہ مانا جاوے کہ خدا نے اس دنیا کو ہی پہلے پہل پیدا کیا اس سے پہلے اس کو دنیا پیدا کرنے کا کبھی خیال بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ تو ۸ ہزار سال سے پہلے خدا کی ہستی اور نیستی میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس نے بھی سلسلہ پیدائش کو نوعی طور پر انادی مان لیا۔ اور اس دور تسلسل کو دوش نہیں سمجھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیگر مسلمان علماء اسکو صاف طور پر آریہ سماج کی تیغ پر حملہ کرتے ہیں۔

پنر جنم کا سلسلہ ایک طرح ختم بھی ہو جاتا ہے یعنی سرشٹی کے پرواہ سے انادی ہونے کی طرح یہ سلسلہ بھی انادی ہے۔ چونکہ ہمارے مسلمات کے مطابق سب جیو مکتی سے واپس لوٹتے ہیں۔ اس لئے پنر جنم کا سلسلہ وہاں تک ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن جیو کے انادی ہونے سے مکتی سے پہلے بھی یہ پنر جنم کا سلسلہ موجود تھا۔ اور اس کا خاتمہ کہیں نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ انادی سلسلہ بھی ہے۔ اور سرشٹی کے انادی ہونے کی طرح (۲) پر بھی انوستھا دوش قایم نہیں۔ اس کے لئے ایک موٹی مثال پیش کرتا ہوں۔ ہر ایک کے قانون میں قتل انسان ایک جرم اور ایسے مجرم کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ لیکن اتفاقیہ قتل میں یا گورنمنٹ کے حکم سے قتل کرنے والا انسان پھانسی پر نہیں چڑھایا جاتا۔ وہ دونوں پھانسی سے اس لئے بچ جاتے ہیں کہ قتل عمد میں جس سبب کو مدنظر رکھ کر پھانسی دی جاتی ہے۔ وہ یہاں نہیں پایا جاتا۔ پس اسی طرح جس کارن سے دور تسلسل ایک دوش مانا گیا ہے۔ وہ کارن پنر جنم اور سرشٹی کے پرواہ سے انادی ہونے میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے یہاں انوستھا دوش عاید نہیں ہو سکتا۔

آریہ مسافر میں اشتہار دینا کامیابی کا یقینی ذریعہ ہے

آریہ شہیدوں کے درشن!

یہ کچھ عجیب اتفاق ہے کہ آج تک جتنے بھی شہید ہوئے ہیں وہ عام طور پر موسم بہار میں ہی ہوئے ہیں۔ اس موسم کے آغاز میں شہیدوں کی یاد اور ان کے درشن انسان کے اندر نئی زندگی پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے آؤ آج دیر تک ان شہیدوں کے درشن کر کے ان پر اپنی عقیدت کے پھول چڑھائیں۔

شہید مہاشہ راجپال جی!

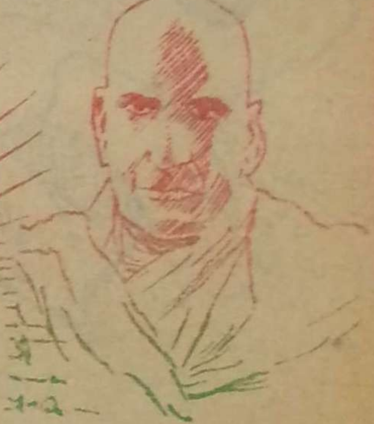

شہید سوامی شردھانند جی!

شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی!

مہاشہ رامچندر جی شہید جموں!

صوبہ سرحد کا شہید۔ شہید دیپال جی!

نیپالی شہید سکھے لقاما!

شہید پنڈت تلسی رام جی!

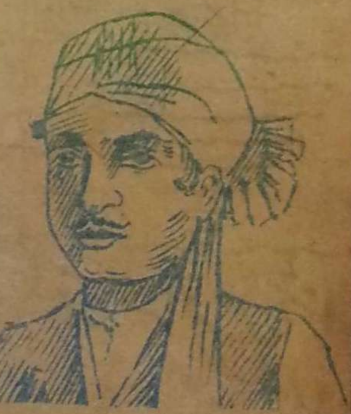

افغانستان کا شہید۔ مرلی منوہر!